

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى

مخزنِ نِکات

قیام الدین کاظم پانڈروی

مترجمہ
پروفیسر انور اقبال

مبلس ترقی ادب لاہور

بِعَوْنِ صَنَائِعِ مِکْنِیْنِ وَ مِکْنِیْنِ خَلْقِ زَمَانِ

۷۱

اُردو کا کلیسی ادب

متذکرہ مخزنِ نکات

قیام الدین قائم چاند پوری

ناشر

مجلسِ ترقیِ ادب
۲۔ رنگرہاس گارڈن لاہور
کتاب روڈ

تذکرہ مخزن نکات



جملہ حقوق محفوظ

طبع اول : نومبر ۱۹۶۶

تعداد : ۲۱۰۰

ناشر : سید امتیاز علی تاج ، ستارہ امتیاز

ناظم مجلس ترقی ادب لاہور

مطبع : مطبع عالیہ لاہور

مستقیم : سید اظہارالحسن رضوی

ریکٹر ، دانش گاہ علوم شرقیہ ، ٹیپلز
پروفیسر ڈاکٹر الیزو ہومباچی کے نام —————

فہرست

پیش لفظ :
۱۳ - ۱۲
مقدمہ : مرتب :

۱ - مختصر سوانح مؤلف - - - - - ۱۵ - ۱۸

۲ - مخزن نکات کا زمانہ تالیف - - - - - ۱۹ - ۲۶

قدامت کا تعین ۲۰ : ۱۱۶۸ھ کے بعد کے اضافے ۲۳ :

۳ - مخزن کے مآخذ - - - - - ۲۶ - ۳۵

بیاض طالب ۲۷ : تذکرہ سودا یا بیاض طالب ؟ ۲۸ :

بیاض عزلت ۳۰ : مجمع النفائس ۳۲ : نکات الشعرا ۳۳ :

۴ - تذکرے پر ایک نظر - - - - - ۳۵ - ۴۷

تین طبقات ۳۵ : رختہ ۳۶ : زبان دکھن ۳۷ :

تلاش لفظ تازہ و ایہام کی مذمت ۳۷ : تذکرے میں

تاریخ کا عنصر ۳۸ : سیاسی حالات کی عکاسی ۳۹ :

سیرت نگاری ۳۹ : شخصی روابط کی بازگشت ۴۱ :

مؤلف کا محل سکونت اور بسائے ۴۲ : نقد و تبصرہ

۴۲ : دیانت داری ۴۵ : مؤلف کی فروگزاشتیں ۴۶ :

۵ - مخزن کے نسخے - - - - - ۴۷ - ۵۰

دیباچہ مؤلف :
۳ - ۱

طبقة اول : در بیان اشعار شعرای مستقدمین - - - - - ۵ - ۳۲

طبقة دوم : در ذکر کلام سخنوران متوسطین - - - - - ۳۳ - ۸۰

طبقہ سوم : در بیان اشعار و احوال شعرائ متاخرین ۸۱ - ۲۰۵
(فہرست اسما بہ ترتیب حروف تہجی)

الف

۳۴	-	-	-	-	-	آبرو ، شاہ مبارک
۵۵	-	-	-	-	-	احسن ، احسن اللہ
۱۸	-	-	-	-	-	احمد گجراتی
۱۸۳	-	-	-	-	-	آرام ، رائے پریم ناتھ
۳۴	-	-	-	-	-	آرزو ، سراج الدین علی خان
۱۷	-	-	-	-	-	آزاد ، فقیر اللہ
۴۵	-	-	-	-	-	اشتیاق ، شاہ ولی اللہ
۱۸۴	-	-	-	-	-	آشنا
۲۹	-	-	-	-	-	اعظم ، شاہ محمد اعظم
۸	-	-	-	-	-	افضل ، محمد افضل
۱۷۶	-	-	-	-	-	اکرم ، خواجہ اکرم
۷۴	-	-	-	-	-	امید ، قزلباش خان
۷۷	-	-	-	-	-	انجم ، نواب امیر خان
۷۶	-	-	-	-	-	انسان ، اسد یار خان

ب

۱۶۵	-	-	-	-	-	بسمل
۶۴	-	-	-	-	-	بہار ، ٹیک چند
۱۷۳	-	-	-	-	-	بہید ، میر میراں
۱۲۶	-	-	-	-	-	بیان ، خواجہ احسن اللہ
۵۹	-	-	-	-	-	بیتاب ، محمد اسماعیل
۱۹۴	-	-	-	-	-	بیتاب ، سنتو کہ رائے

۱۶۷	-	-	-	-	-	بیدار ، میان مہدی
۲۳	-	-	-	-	-	بیدل ، سرزا عبدالنادر
۵۸	-	-	-	-	-	بے نوا - - -

پ

۶۱	-	-	-	-	-	پاکباز ، میر مکھن
۵۶	-	-	-	-	-	پیام ، شرف الدین علی

ت

۱۳۵	-	-	-	-	-	تاہان ، میر عبدالحی
۱۷۳	-	-	-	-	-	تہجد ، میر عبداللہ
۱۶۷	-	-	-	-	-	تنی ، میر گھاسی
۱۳۳	-	-	-	-	-	تمکین ، صلاح الدین

ث

۶۱	-	-	-	-	-	ثاقب ، شہاب الدین
----	---	---	---	---	---	-------------------

ج

۳۰	-	-	-	-	-	جعفر ، میر جعفر
۱۶۵	-	-	-	-	-	جولان ، میان رمضان

ح

۶۰	-	-	-	-	-	حاتم ، محمد حاتم
۱۳۰	-	-	-	-	-	حزین ، میر باقر
۶۷	-	-	-	-	-	حشمت ، محترم علی خان
۶۵	-	-	-	-	-	حشمت ، محمد علی
۱۶۸	-	-	-	-	-	حیرت ، مراد علی

خ

۱۳۲	-	-	-	-	-	خاکسار ، میر محمد ہار
-----	---	---	---	---	---	-----------------------

خسرو ، امیر خسرو - - - - - ۶

د

دانا ، فضل علی - - - - - ۷۲
 درد ، خواجہ میر - - - - - ۱۰۲
 درد ، کرم اللہ خان - - - - - ۱۱۶
 درد مند ، محمد فقیہ - - - - - ۱۳۳

ر

رافت ، مہر علی - - - - - ۱۶
 راقم ، لالہ بندرا بن - - - - - ۱۴۹
 رسوا ، آفتاب رائے - - - - - ۱۶۸
 روند ، مہربان خان - - - - - ۲۰۰
 روحی - - - - - ۱۴

ز

زار ، مغل بیگ - - - - - ۱۷۸
 زکی ، جعفر علی خان - - - - - ۶۳

س

سامان ، میر ناصر - - - - - ۵۷
 سجاد ، میر سجاد - - - - - ۶۹
 سراج اورنگ آبادی - - - - - ۲۰
 سعادت ، میر سعادت علی - - - - - ۴۳
 سعدی - - - - - ۵
 سلام ، نجم الدین - - - - - ۱۶۴
 سلیمان - - - - - ۱۷۷
 سودا ، میرزا رفیع - - - - - ۸۶

۱۳۱	-	-	-	-	-	سوز ، محمد میر
۱۸۵	-	-	-	-	-	مید ، میر یادگار علی-

ش

۱۸۷	-	-	-	-	-	شاداب ، خوش وقت رائے
۱۶۶	-	-	-	-	-	شائع
۱۹۹	-	-	-	-	-	شاگرد ، محمد شاگرد
۱۵	-	-	-	-	-	شاہی ، شاہ قلی خان-
۶۷	-	-	-	-	-	شفا ، حکیم یار علی
۱۳۳	-	-	-	-	-	شوق ، میر حسن علی

ض

۱۶۰	-	-	-	-	-	ضیاء ، میر ضیاء
-----	---	---	---	---	---	-----------------

ط

۱۰	-	-	-	-	-	طالب ، مرزا ابو طالب
----	---	---	---	---	---	----------------------

ع

۱۶۵	-	-	-	-	-	عارف ، محمد عارف
۶۵	-	-	-	-	-	عاصمی ، خواجہ ہربان الدین
۱۷۱	-	-	-	-	-	عاقل ، رائے سنگھ
۱۷۲	-	-	-	-	-	عزالت ، عبدالولی
۱۶۷	-	-	-	-	-	عشاق ، جیون مل
۳۰	-	-	-	-	-	عطا ، خواجہ عطا
۱۳	-	-	-	-	-	علیم

غ

۱۳	-	-	-	-	-	غوثی ، محمد غوث
----	---	---	---	---	---	-----------------

ل

لطاف ، لطف علی - - - - - ۱۶

م

مائل ، میان محمدی - - - - - ۱۷۸

محبذوب ، غلام حیدر - - - - - ۱۸۶

محسن ، محمد محسن - - - - - ۱۵۳

محقق - - - - - ۲۰

محمود - - - - - ۱۹

مخلص ، راجا لند رام - - - - - ۶۸

مخلص ، میرزا محمد حسین - - - - - ۵۵

مرزا ، ابوالقاسم - - - - - ۱۱

مضمون ، شرفالدین - - - - - ۵۲

مظہر ، میرزا جان جاناں - - - - - ۸۳

ممتاز ، حافظ فضل علی - - - - - ۱۸۲

مشت ، قمرالدین - - - - - ۱۹۸

منعم - - - - - ۴۶

میر ، محمد تقی - - - - - ۱۲۱

ن

ناجی ، محمد شاکر - - - - - ۴۶

نادر - - - - - ۶۹

نثار ، میر عبدالرسول - - - - - ۱۷۵

ندیم ، میرزا علی قلی - - - - - ۶۲

نظام - - - - - ۱۳۸

نوری ، ملا نوری - - - - - ۷

نوری ، شجاع الدین - - - - - ۱۴

و

وحشت ، میر ابوالحسن - - - - - ۱۶۲

وقا ، لالہ نول رائے - - - - - ۱۸۸

ولی ، شاہ ولی اللہ - - - - - ۲۱

ہ

ہاتف - - - - - ۲۱

ہادی ، میر ہادی - - - - - ۱۷۰

ہلشم - - - - - ۲۱

ہدایت ، میان ہدایت اللہ - - - - - ۱۱۸

ہمرنگ ، دلاور خان - - - - - ۱۶۶

ی

یقین ، العام اللہ خان - - - - - ۱۳۴

یک رنگ - - - - - ۴۲

ضمیمہ (فہرست تذکرہ ہائے میر ، گردیزی و قائم) ۲۰۷ - ۲۴۸

کتابیات - - - - - ۲۲۹ - ۲۳۰

اشاریہ متن و تعلیقات - - - - - ۲۳۱ - ۲۴۹

صحت ناسۃ اغلاط - - - - - ۲۵۰

پیش لفظ

اور

مقدمہ

از

ڈاکٹر افتدا حسن

پروفیسر ، دانش گاہ علوم شرقیہ

نیمپلز (اطالیہ)

پیش لفظ

اسپرینگر نے قدیم ہندوستانی ادب کی تاریخ لکھنے کے سلسلے میں 'مخزن نکات' کو سب سے اہم ماخذ قرار دیا ہے۔ یہ رائے ایک ایسے شخص کی ہے جو 'نکات الشعرا' اور 'تذکرۃ رختہ گویاں' کا بھی تفصیلی مطالعہ کر چکا تھا۔

اس اہمیت کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ مؤلف نے اردو شاعری کے ادوار یا طبقات متعین کر کے تذکرے اور تاریخ ادب میں باہم ربط قائم کیا؛ دوسرے یہ کہ سنین معین نہ ہونے کے باوجود تذکرے میں اس نوعیت کے اشارے مل جاتے ہیں۔ اور اردو ادب کی تاریخ مرتب کرنے میں جننی راہ نمائی اس سے مل سکتی ہے، کسی دوسرے معاصر تذکرے سے نہیں۔ قائم خود ایک بڑے شاعر تھے اور شعر کو پرکھنے کی صلاحیتوں کا جس خوبی، ہمدردی اور غیر جانب داری سے اس تذکرے میں استعمال کیا گیا ہے وہ بھی قدیم تذکروں میں شاذ ہی نظر آتا ہے۔

'مخزن نکات' کے صرف ایک مخطوطے کا پتا چل سکا ہے جو انڈیا آفس لائبریری لندن میں محفوظ ہے اور قیاس یہ ہے کہ یہ 'شاہان اودہ' کے کتب خانوں کا وہی نسخہ ہے جس سے اسپرینگر نے اپنی فہرست شعرا کی تیاری میں مدد لی۔ موجودہ متن اسی نسخے کے مطابق ہے۔ انجمن ترقی اردو کے مطبوعہ نسخے کو بھی سامنے رکھا گیا ہے، اور اختلاف نسخ کو حواشی میں درج کر دیا گیا ہے۔ آخر میں ایک 'ضمیمہ' بھی

منسلک ہے جو قائم کے علاوہ تذکرہ ہائے میر اور گردیزی میں شامل تمام شعرا پر مشتمل ہے۔ جن شعرا کے سنیں وفات تحقیق ہو سکے وہ درج کردیے گئے ہیں؛ باقی کے بارے میں بھی مختصر مگر مفید معلومات اس فہرست میں موجود ہیں۔

’کلیات قائم‘ کی طرح تذکرے کی ترتیب میں بھی مرتب کو مکرمی جناب کلب علی خان صاحب فائق رام پوری اور بیگم نظیر جہان حسن کا پورا تعاون حاصل رہا جس کے لیے وہ ان دونوں کا شکر گزار ہے۔

مخدوم مکرم جناب سید امتیاز علی تاج کا شکریہ ادا کرنا بھی مرتب اپنا فرض سمجھتا ہے جن کی حوصلہ افزائی اور سرپرستی میں قائم کا کلیات پہلی بار منظر عام پر آچکا ہے، اور اب ان کا دوسرا علمی کارنامہ ضروری تعلیقات کے ساتھ شائع ہو رہا ہے۔

اقتدا حسن

لاہور، ۲۲ اکتوبر ۱۹۶۶ء

مقدمہ مرتب

۱۔ مختصر سوانح مؤلف

نام محمد قیام الدین (یا قیام الدین علی) عرفیت محمد قائم ، تخلص قائم ، ولادت تقریباً ۱۱۳۵ھ مطابق ۱۷۲۲ع بمقام چاند پور ضلع بجنور ۔

۱۔ کلیات قائم کے 'مقدمہ' میں راقم نے قائم کا سن ولادت از راہ احتیاط ۱۱۳۵ھ اور ۱۱۳۸ھ کے مابین قرار دیا ہے ، لیکن اس بحث سے متعلق دو اور شہادتیں توجہ طلب ہیں۔

شاہ ولی اللہ اشتیاق کے احوال میں قائم لکھتے ہیں :
 "کوئلہ فیروز شاہ (دہلی) میں ان کی سکونت تھی ، ایک دن میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا ، باقی مزے دار کرتے تھے۔"
 شرف الدین مضمون کے بارے میں رقم طراز ہیں :

"زینت المساجد کو اپنا مسکن قرار دیا تھا ، نہایت خلیق اور خوش صحبت تھے ، اس لیے شہر کے اکثر نجباء سیر کے بہانے ان کی مجلس میں شریک ہوتے تھے ۔ میں بھی دو تین بار ان کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں ۔"

مولانا عرشی (مقدمہ دستور الفصاحت صفحہ ۵۱) نے 'نثر عشق' اور 'صبح گلشن' کے حوالے سے اشتیاق کا سن وفات ۱۱۵۰ھ (۳۸ - ۱۷۳۷ع) بیان کیا ہے ۔ اور شرف الدین مضمون کی وفات پر عبدالحی تاباں نے جو قطعہ تاریخ کہا ہے (دیوان تاباں صفحہ ۲۳۰ - ۲۷۱) اس سے ۱۱۳۷ھ (۳۵ - ۱۷۳۳ع) برآمد ہوتے ہیں ۔ قائم کی مضمون سے ملاقات ۱۱۳۷ھ یا اس سے ایک دو سال

بچپن ہی سے قائم کا دہلی آنا جانا رہا جو ملازمت کے بعد مستقل قیام کی صورت اختیار کر گیا۔ شعر و شاعری کی طرف طبیعت مائل ہوئی تو شروع میں (قاسم کی روایت کے مطابق) شاہ ہدایت (متوفی ۱۲۱۹ھ) سے مشورہ لیا، پھر خواجہ میر درد (متوفی ۱۱۹۹ھ) سے بھی اصلاح لی لیکن قلمذ کا باقاعدہ سلسلہ مرزا سودا (متوفی ۱۱۹۵ھ) سے شروع ہوا۔ دہلی میں ان کی معاشی حالت اطمینان بخش رہی، عزت اور شہرت نے قدم چومے اور صف اول کے شعرا میں شمار ہونے لگا۔

روز افزوں سیاسی خلفشار اور معاشی انتشار کے ہاتھوں مجبور ہو کر قائم نے ۱۱۷۰ھ میں^۱ (یا ایک دو سال بعد) دہلی کو خیرباد کہا اور اپنے وطن چاند پور چلے گئے۔

گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ

پہلے کا واقعہ ہونا چاہیے۔ ان کے بیانات سے جہاں یہ واضح ہے کہ وہ لڑکپن ہی سے اہل اللہ اور درویشوں کی صحبت کے دل دادہ تھے، وہاں یہ بھی ثابت ہے کہ ۱۱۴۷ھ سے پہلے ہی وہ بچپن کی حدود سے نکل چکے تھے۔ قائم کی یہ ملاقاتیں اگر اپنے والد یا بھائی (منعم) کی معیت میں ہوئیں تو بھی انہیں اتنا شعور ضرور تھا کہ وہ اشتیاق کے حرف ہائے ہامزہ سے لطف لے سکتے۔ ان شہادتوں کی روشنی میں قائم کی ولادت ۱۱۳۵ھ میں — یا اس سے بھی ایک دو سال پہلے — ہونی چاہیے۔

۱۔ کلیات قائم کے مقدمے (جلد اول، ص ۲۲-۲۸) میں رافق نے یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ قائم ۱۱۶۸ھ میں دہلی سے چلے گئے ہوں گے، گو اس بات کے واضح ثبوت موجود ہیں کہ اس کے بعد بھی وہ دہلی جاتے رہے تھے۔ اس قیاس کی اساس

دہلی سے مراجعت کے بعد قائم کسی ایک مقام پر سکون سے نہ بیٹھ سکے۔ عمر کے بقیہ حصے میں وہ نت نئے حوادث

گزشتہ صفحے کا باقی حاشیہ

ایک تو قائم کے اس قطعے پر تھی جس میں انہوں نے سودا کی روانگی سے پہلے دہلی سے چلے جانے کا ذکر کیا ہے (کلیات قائم، جلد اول، صفحہ ۲۲) اور دوسرے، تذکرے کے اس بیان پر جہاں وہ سیاسی اختلال کی وجہ سے "ارادۂ سفر" کا اظہار کرتے ہیں (محزون نکات، صفحہ ۲۰۱)۔

اس کے برعکس قائم ہی کا کہا ہوا ایک قطعہ "تاریخ" وہ ہے جو نواب نعمت اللہ خان کے صاحبزادے کی شادی کے موقع پر کہا گیا اور جس سے ۱۱۶۹ھ برآمد ہوتے ہیں (کلیات قائم، جلد دوم، صفحہ ۲۲) اور دوسرا، احمد شاہ ابدالی کی دہلی میں آمد اور روانگی سے متعلق ہے، جو ۱۱۷۰ھ کا واقعہ ہے۔ (جلد دوم، صفحہ ۳۰-۳۱) ان کے علاوہ ایک شہادت اور بھی ہے جس پر پہلے مناسب توجہ نہیں کی گئی تھی۔ میر کے احوال میں قائم لکھتے ہیں :

"بہ خان مغفرت نشان شیخ سراج الدین علی خان

آرزو نسبت خواہر زادگی داشت.....چون

قرب بندہ خالہ شریف دارد، اکثر اتفاق ملاقات

میافتد۔" (صفحہ ۱۲۱-۱۲۲)

اس سے دو باتوں کا پتا چلتا ہے :

۱۔ میر کا احوال خان آرزو کی وفات ۲۳ ربیع الثانی ۱۱۶۹ھ کے بعد لکھا گیا۔

۲۔ ان سطور کی تحریر کے وقت میر، قائم کے نزدیک ہی رہائش رکھتے تھے؛ یا دوسرے الفاظوں میں قائم نے دہلی کی سکونت ترک نہیں کی تھی۔

باقی حاشیہ اگلے صفحے پر

سے دوچار ہوتے رہے اور تلاش روزگار میں ایک جگہ سے دوسری جگہ سرگرداں رہے۔ چاند پور کے علاوہ وہ (غالباً) امرہ میں رہے؛ بریلی، بسولی اور (غالباً) سنبھل بھی گئے؛ تھوڑا سکون ٹانڈا میں میسر آیا تھا (۱۱۸۵ھ) جہاں کے رئیس محمد یار خان اسیر نے ان کی خاطرخواہ ہزیرائی کی، لیکن یہ بھی انتشار کی نذر ہو گیا۔ (سکرنال کے ہنگامے کے بعد ۱۱۷۶ھ کے واسطے میں قائم دوبارہ ٹانڈا لوٹ آئے ہوں گے جہاں کوئی ڈیڑھ سال ان کا قیام رہا ہوگا)۔ ۱۱۹۰ھ کے قریب لکھنؤ میں بھی کچھ عرصے ان کا قیام رہا۔ پھر رام پور سے دعوت ملنے پر وہاں چلے گئے (تقریباً ۱۱۹۴ھ) اور وہیں کی سکونت اختیار کر لی۔ وفات سے چلے اپنی ضبط شدہ املاک کی بھالی کے سلسلے میں لکھنؤ کا ایک اور سفر بھی کیا اور رام پور واپس جا کر ۱۲۰۸ھ مطابق ۹۴ - ۱۷۹۳ع میں داعی اجل کو لبیک کہا۔ اس وقت قمری حساب سے ان کی عمر تقریباً ۷۳ سال ہوگی (تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: مقدمہ کلیات قائم، مرتبہ راقم، دو جلدیں، شائع کردہ مجلس ترقی ادب، لاہور ۱۹۶۵ع)۔

گزشتہ صفحے کا باقی حاشیہ

ان شواہد کی روشنی میں ہوسکتا ہے ۱۱۶۷ھ میں مریشہ گردی سے تنگ آکر وہی طور پر قائم اپنے وطن چلے گئے ہوں لیکن دہلی میں ان کا قیام اہدالی کے داخلے تک بہر حال رہا اور قیاساً وجہ ۱۱۷۰ھ (مارچ) ۱۷۵۷ع میں نواب عبادالملک کے ہمراہ سودا کی مراجعت کے بعد انہوں نے بھی دہلی کو خیرباد کہا ہوگا۔

۲ - 'غزن نکات' کا زمانہ تالیف

کسی بھی علمی کام کو پایہ تکمیل تک پہنچنے کے لیے برسوں کی کد و کاوش درکار ہوتی ہے۔ بعض ایسے کام بھی ہوتے ہیں جنہیں کسی مرحلے پر مکمل نہیں کیا جاسکتا۔ مورخ اور تذکرہ نگار کا کام بھی کچھ اسی نوعیت کا ہے۔ جس طرح اپنے دور کی تاریخ قلم بند کرنے والا اس بات کا پابند ہے کہ وہ وقت اور حالات پر مسلسل نظر رکھے اور اپنے مواد میں ترمیم و تنسیخ کرتا رہے، اسی طرح تذکرہ نگار کے لیے بھی یہ ضروری ہے کہ وہ برابر نئے مواد کی جستجو میں رہے اور جمع شدہ معلومات کو زیادہ سے زیادہ مکمل صورت میں پیش کرے۔ قائم تو اپنے معاصر تذکرہ نگاروں کی طرح ایک نئی روایت کی داغ بیل ڈال رہے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ تذکرہ قائم کے آغاز اور انجام میں بھی برسوں کا فصل پایا جاتا ہے۔

'غزن نکات' کے دیباچے میں وہ لکھتے ہیں :

”بر ضمیر سہر تنویر سخن طرازان ہندوستان و
طوطیان شکر شکن این بوستان غنی و محتجب کمال
کہ تا الان در ذکر و بیان اشعار و احوال شعرائ رختہ
کتاب تصنیف نگردیدہ و تا این زمان بیچ انسان
از ماجرای شوق افزای سخن و ران این فن سطری
بد تالیف نرسانیدہ۔ بنا بر این فقیر مؤلف مجد قیام الدین
بعد از کوشش تمام و سعی مالا کلام دواوین این
اعزہ فراہم آوردہ پارۂ ایات از ہر کدام بر سبیل یادگار
در ذیل بیاض کہ مورخ موسوم بہ 'غزن نکات'
است، بد قید قلم درآوردہ۔“ (صفحہ ۲)

میر بھی اسی اولیت کے دعوے دار ہیں :

”پوشیدہ نمالہ کہ در فن رختہ کہ شعریت بہ طور
 شعر فارسی بہ زبان اردوی معلیٰ شاہ جہان آباد ،
 دہلی ، کتابی تا حال تصنیف نشدہ کہ احوال شاعران
 این فن بہ صفحہ روزگار بمائد ۴ بناءً علیہ این تذکرہ
 کہ مسمی بہ ”لکات الشعرا“ است نگاشتہ می شود۔“
 (لکات الشعرا ، صفحہ ۱)

سوال یہ ہے کہ تذکرہ ہائے میر ، گردیزی اور خاکسار
 کی موجودگی میں ، جو ۱۱۶۸ھ سے پہلے دہلی میں قلمبند ہو چکے
 تھے ، قائم کے اس دعوے کا کیا جواز ہو سکتا ہے ۔ بعض داخلی
 شواہد کی روشنی میں قائم کا یہ ادعا بے محل نظر نہیں آتا اور
 یہ بات ہائے ثبوت کو پہنچ جاتی ہے^۱ کہ تذکرہ قائم کی داغ بیل
 ۱۱۶۸ھ سے بہت پہلے پڑ چکی تھی اور جب قائم یہ سطور
 لکھ رہے تھے اس وقت تک رختہ گو شعرا کا کوئی تذکرہ
 معرض وجود میں نہیں آیا تھا ۔

قداست کا تعین :

”غزن لکات“ کی قداست کا تعین دو واضح داخلی شہادتوں
 کی بنیاد پر کیا جاسکتا ہے ۔ ان میں سے ایک شاہ ولی اللہ اشتیاق
 سے متعلق قائم کا یہ بیان ہے کہ ان کا انتقال سات سال پہلے ہوا
 (جس کا حوالہ عرشی صاحب نے بھی دیا ہے) اور دوسرا ، شرف الدین
 مضمون کے بارے میں ہے کہ انھوں نے دس سال پہلے وفات
 پائی ۔ اشتیاق کا انتقال ”نشر عشق“ اور ”صبح گلشن“ کی روایت
 کے مطابق ۱۱۵۰ھ میں ہوا^۲ ، اور مضمون کی وفات پر تابان

۱ ۔ ملاحظہ ہو ”مقدمہ“ دستور الفصاحت ، از مولانا امتیاز علی عرشی ،

صفحہ ۵۰ - ۵۳ ۔

۲ ۔ ”مقدمہ“ دستور الفصاحت ، صفحہ ۵۱ ۔

نے جو قطعہ تاریخ نظم کیا ہے اس سے ۱۱۳۷ھ برآمد ہوتے ہیں^۱۔ گویا ان دونوں شاعروں کا احوال ۱۱۵۷ھ / ۱۷۴۴ع میں قلم بند کیا گیا۔

چند اور بھی تراجم ہیں جو ۱۱۶۵ھ سے قبل لکھے گئے۔ ایک دلاور خاں ہیں جن کا تخلص قائم نے 'ہمرنگ' درج کیا ہے لیکن میر اور گردیزی نے بے رنگ، میر نے اس بات کی بھی صراحت کی ہے کہ یہ پہلے 'ہمرنگ' تخلص کرتے تھے۔ گویا قائم نے ان کا احوال تخلص کی تبدیلی سے قبل تحریر کیا۔ گردیزی یہ بھی لکھتے ہیں کہ ان کا انتقال چند سال پہلے ہوا، جب کہ قائم ان کی زندگی کی دعا کرتے ہیں۔

دوسرے آفتاب رائے رسوا ہیں۔ قائم نے ان کی وفات کو چند ماہ پہلے کا واقعہ قرار دیا ہے۔ میر اور گردیزی نے بھی ان کے مرنے کا ذکر کیا ہے لیکن مدت کا تعین نہیں کیا جس سے گمان ہوتا ہے کہ قائم نے ان کا احوال بھی ان دونوں تذکرہ نگاروں سے پہلے (غالباً ۱۱۶۴ھ میں) تحریر کیا ہوگا^۲۔

مجد علی حشمت کا انتقال مخزن نکلت کے مطبوعہ نسخے میں 'دو سال' پہلے کا واقعہ بیان کیا گیا ہے اور خطوطے میں 'دہ سال' کا۔ حشمت ۱۱۶۲ھ میں روہیلوں سے لڑتے ہوئے کام آئے (ملاحظہ ہو حاشیہ متن، صفحہ ۶۶) بیانات میں اس تضاد کی تاویل یہی کی جائے گی کہ ایک نسخے میں ان کا احوال ۱۱۶۴ھ میں لکھا گیا اور دوسرے میں ۱۱۷۲ھ میں، یا پھر ان میں

۱۔ دیوان تاباں، صفحہ ۲۷۱-۲۷۲۔

۲۔ گلزار ابراہیم کی سند پر عرشی صاحب کا یہ قیاس کہ رسوا کا انتقال

مجد شاہ کی وفات (۲۹ ربیع الثانی ۱۱۶۱ھ) سے قبل ہوا، مزید

تعمین کا محتاج ہے۔

سے ایک کو کتابت کی غلطی سے تعبیر کیا جائے گا ۔
 قائم نے شعرا کے احوال و اشعار کا جو مجموعہ ترتیب دینا
 شروع کیا تھا اس نے رفتہ رفتہ ایک باقاعدہ تذکرے کی شکل
 اختیار کر لی ۔ ۶۷ - ۱۱۶۶ ھ میں صفدر جنگ کی بغاوت اور
 خانہ جنگی ، پھر ۱۱۶۷ ھ ہی میں عباد الملک وزیر کے ہاتھوں
 احمد شاہ بادشاہ کی معزولی اور مرہٹوں کی دست درازیوں سے دہلی
 میں جو ابتری پھیلی اس سے دل برداشتہ ہو کر قائم نے سفر کا
 قصد کیا اور تنہائی کے لمحات گزارنے کے لیے تذکرے کی تکمیل
 میں لگ گئے ۔ تذکرے کے آخر میں وہ خود لکھتے ہیں :

”درین ایام کہ رشتہ سلک انتظام مردم پادشاہی
 بہ صدمہ انقلاب سلطنت ازیم گسیخت و ہر یکی
 چون لالی آبدار بر خاک مزلت افتادہ ، رو بہ ہر سو
 نہادہ ، چار و ناچار بلکہ بی اختیار ارادۂ سفر پر رای
 اقامت غالب آمد ، فرصت را عنینت انگاشتہ مصمم
 ساخت کہ نختی از روزنامچہ اعمال و برخی از جریدہ
 احوال سخن وران متقدم و حال بقید قلم درآوردہ
 در حالت جدائی انیس تنہائی سازد ۔“ (صفحہ ۲۰۱)
 بیشتر شعرا کے حالات اسی زمانے میں قلم بند کیے گئے ۔
 ۱۱۶۸ ھ میں جب یہ تذکرہ مکمل ہوا تو خواجہ اکرم اس کی
 تاریخ لکھ کر حاضر ہوئے :

قائم رکھے ہمیشہ خدا تیرے نام کو
 کرنے سے ذکر خیر کے ہے موجب نجات
 تاریخ اس کتاب کی میں نے کی جب تلاش
 پر خرد نے مجھ سے کہا ”مخزن نکات“

مؤلف کو یہ تاریخ پسند آئی اور تذکرے کا یہی نام قرار پایا ۔

۱۱۶۸ء کے بعد کے اضافے :

لیکن تذکرے میں اس تاریخ کے بعد بھی اضافے ہوئے رہے جو حشمت کے سوا (جو طبقہ متوسطین کے شاعر ہیں) بالعموم طبقہ متاخرین یا قائم کے ہم عصر شعرا سے متعلق ہیں ۔ چند نمایاں اضافے درج کیے جاتے ہیں :

۱ ۔ محشم علی خان حشمت کے بارے میں لکھتے ہیں کہ ”قبل ازیں ہفت سال بہ مرگ دفعاً از جہاں رفت ۔“ حشمت کا انتقال خان آرزو کے بیان کے مطابق ۱۱۶۳ء میں ہوا ۔ گویا ان کا احوال ۱۱۷۰ء میں قلم بند ہوا ۔

۲ ۔ میر درد کے احوال میں قائم ان کے رسالے ’واردات‘ کا ذکر کرتے ہیں : بیان سے یہ بھی ظاہر ہے کہ بوقت تحریر میر درد کے والد خواجہ محمد ناصر عندلیب بقید حیات تھے ۔ میر درد کے الفاظ میں ’صحیفہ واردات‘ ۱۱۷۲ء میں لکھا گیا اور اسی سال ۲ شعبان کو ان کے والد بزرگوار نے رحلت فرمائی ۔ گویا محزن میں درد کا ترجمہ ۱۱۷۲ء میں (ماہ شعبان سے قبل) شامل کیا گیا ۔

۳ ۔ میر تقی میر کے احوال میں سراج الدین علی خان آرزو کو ’خان مغفرت نشان‘ لکھا گیا ہے ۔ اور خان آرزو کا انتقال ۲۳ ربیع الثانی ۱۱۶۹ء کو ہوا ۔

۴ ۔ محمد قلیہ درد مند کا احوال بھی ان کے انتقال کے بعد شامل کیا گیا ہے ۔ درد مند کا سن وفات گلزار ابراہیم (مؤلفہ

۱ ۔ محمد علی حشمت کا احوال بھی غالباً ۱۱۷۲ء میں لکھا گیا ۔

۲ ۔ دستور الفصاحت کے مقدمے (صفحہ ۵۳) میں مولانا عرشی نے

’علم الکتاب‘ اور ’شمع محفل‘ سے متعلق اقتباسات نقل کیے ہیں ۔

(۱۱۹۸ھ) میں ۱۱۷۶ھ ہے۔ لیکن 'صحف ابراہیم' (مؤلفہ ۱۲۰۵ھ) میں سال اول جلوس شاہ عالم بادشاہ (یعنی ۷۴ - ۱۱۷۳ھ) قرار دیا گیا ہے۔ تذکرۃ یوسف علی خاں میں سال وفات ۱۱۷۹ھ ہے۔ ان تینوں میں 'صحف ابراہیم' کی روایت زیادہ قریں قیاس ہے۔ بہر حال 'مخزن نکات' میں دردمند کا احوال ۱۱۷۴ھ سے چلے شامل نہیں ہوا ہوگا۔

۵۔ لالہ نول رائے وفا کے احوال میں ضمنی طور پر نواب نجیب الدولہ کا ذکر آیا ہے جنہیں 'امیرالامرا' کے خطاب سے مخاطب کیا گیا ہے۔ نواب نجیب الدولہ دو مرتبہ میر بخشی ہند کے عہدے پر فائز ہوئے۔ پہلے ۱۷۵۷ع (۱۱۷۰ھ) میں چند ماہ کے لیے، اور دوسری بار اپریل ۱۷۶۱ع (رمضان ۱۱۷۴ھ) سے وفات ۳۱ اکتوبر ۱۷۷۰ع (رجب ۱۱۸۴ھ) تک۔ ہو سکتا ہے کہ وفا کا احوال ۱۱۷۰ھ میں لکھا گیا ہو، لیکن گمان یہی ہے کہ یہ بھی ۱۱۷۴ھ کے بعد کا اضافہ ہے۔

۶۔ قمرالدین منت کے بارے میں لکھتے ہیں :

”از بدو شباب بہ قافیہ سنجی مشغول است و مشق سخن بیش فقیر مؤلف می نماید۔“

کلب علی خاں فائق رام پوری نے علی ابراہیم خاں کے حوالے سے 'منت کا سن ولادت ۱۱۵۶ھ بیان کیا ہے۔ قائم سے (ریختہ میں) مشق سخن کے وقت منت کی عمر چودہ پندرہ سال سے کم نہیں ہوگی؛ اس حساب سے یہ ترجمہ بھی ۱۱۷۰ھ کے بعد کا اضافہ ہونا چاہیے۔

۷۔ نواب مہربان خان رائد، دیوان فرخ آباد کا ترجمہ بھی اس وقت شامل کیا گیا جب مرزا سودا اور میرسوز فرخ آباد کی

سکونت اختیار کرچکے تھے۔ اگر مرزا سودا عہد الملک کے ساتھ جون ۱۵۷۷ء (شوال ۱۱۷۰ھ) میں فرخ آباد پہنچے تھے^۱ تو رند کا احوال بھی بہر حال ۱۱۷۰ھ کے بعد ہی قلم بند ہوا ہوگا۔ بحث کا خلاصہ مولانا امتیاز علی عرشی کے الفاظ میں یہ ہے کہ :

”قائم نے پہلے اپنا تذکرہ بیاض کی صورت میں مرتب کیا تھا۔ اس بیاض کے آغاز کے بارے میں سب سے پہلی تاریخ ۱۱۵۷ھ (۱۷۴۴ء) ملتی ہے۔ اس وقت تک اردو گو شاعروں کا کوئی تذکرہ مرتب نہ ہوا تھا۔ ۱۱۶۷ھ (۱۷۵۳ء) میں احمد شاہ کے معزول ہوجانے اور عالم گیر ثانی کے تخت نشین ہونے کے بعد اس بیاض نے تذکرے کی شکل اختیار کر لی، اور مصنف نے اس کا تاریخی نام ’مخزن لکات‘ رکھا جس سے ۱۱۶۸ھ برآمد ہوتے ہیں۔ اس تاریخ کے بعد بھی اس نے جا بہ جا اضافے کیے جس کا سلسلہ ۱۱۷۶ھ^۲ (۱۷۶۲ء) تک جاری رہا۔

۱۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو : مقدمہ کلیات قائم ، جلد اول ، صفحہ ۲۵-۲۶۔

۲۔ کوئی حد متعین کرنے کی بجائے یہ کہنا زیادہ مناسب ہوگا کہ مخزن لکات میں ۱۱۷۴ھ کے بعد تک اضافے ہوتے رہے۔ یہاں یہ عرض کر دینا بھی ضروری ہے کہ بحوالہ بالا بحث سے یہ سمجھ لینا پوری طرح درست نہ ہوگا کہ بعض شعرا کے مکمل تراجم کسی خاص ماہ یا سال میں یا اس کے بعد لکھے گئے۔ تذکرہ نگار کے کام کی نوعیت ہی ایسی ہے (جس کی شروع میں باقی حاشیہ اگلے صفحے پر

کتاب کا دیباچہ ، بجز نام کے ، آغاز تصنیف بیاض کے وقت کا ہے ، اور خاتمہ ، جس میں مصنف نے انقلاب سلطنت کا ذکر کیا ہے ، ۱۶۸۵ء کا لکھا ہوا معلوم ہوتا ہے ۔

(مقدمہ دستور الفصاحت ، صفحہ ۵۹)

۳۔ مخزن کے مآخذ

طبقہ دوم اور سوم کے بیشتر شعرا کے بارے میں مخزن نکات میں قائم نے جو کچھ لکھا ہے وہ زیادہ تر ان کی ذاتی معلومات پر مبنی ہے ۔ دہلی سے تعلق رکھنے والے زندہ یا مردہ شاعروں کے علاوہ بیرون دلی کے شعرا کے حالات و اشعار بھی انہوں نے فراہم کیے تھے ۔ اس کی کم از کم ایک مثال شیخ غلام محی الدین قریشی متخلص بہ عشق و مبتلا میرٹھی ہیں ۔ شیخ صاحب ، جو خود بھی ایک تذکرے (طبقات سخن ، مؤلفہ ۱۲۲۲ء) کے مؤلف ہیں ، قائم کے ترجمے میں لکھتے ہیں :

”مؤلف در خدمت این قائم الصبرات (قائم الصراط ؟)

یکتائی ربط آشنائی داشت ، چنانچہ اکثر از اشعار ہندی

من بیچمدان بقید احوال در تذکرہ اش مثبت است ۔“

(طبقات سخن ، مخطوطہ برلن صفحہ ۳۸۳)

گزشتہ صفحے کا باقی حاشیہ

وضاحت بھی کردی گئی ہے) کہ وہ اپنی جمع شدہ معلومات کو زیادہ سے زیادہ مکمل صورت میں پیش کرنا چاہتا ہے اور اس کے کسی ایک اشارے یا حوالے سے (جو بعد کا اضافہ ہے) جہاں ہمیں مفید رہنائی ملتی ہے وہاں اس کی وجہ سے غلط فہمی بھی پیدا ہوسکتی ہے ۔

اب یہ علاحدہ بحث ہے کہ 'غزون نکات' کا وہ نسخہ کہاں ہے جس میں موصوف کا ترجمہ شامل تھا ۔ کیوں کہ ہمارے پیش نظر تذکرے کے دونوں نسخوں میں ان کا احوال موجود نہیں ہے ۔
بیاض طالب :

براہ راست حالات و اشعار فراہم کر سکتے علاوہ غزون نکات کی تالیف میں قائم نے جن مآخذ سے استفادہ کیا ان میں ابوطالب طالب کی بیاض سر فہرست ہے ۔ محقق کے احوال میں انہوں نے طالب کی بیاض کہنے کا ذکر کیا ہے (غزون صفحہ ۲۰) لیکن ایک اور جگہ وہ لکھتے ہیں :

”و بعضی ازین احوال و اشعار از (کے ۹) بعد ازاں سبب تحریر می یابد ، زبانی میرزا ابوطالب مسطور یہ میرزا صاحب رسیدہ بود و از ایشان علی سبیل ذکر و مذکور بہ فقیر معلوم گردیدہ ۔“ (صفحہ ۱۱)

واقعہ یہ ہے کہ اورنگ آباد کے ایک نواحی قصے بلندہ کے رہنے والے ایک بزرگ مرزا ابوطالب کی شناسائی مرزا سودا کے چچا سے تھی اور یہ دونوں بہادر شاہ کے لشکر کے ساتھ دہلی آئے تھے جو ۱۱۲۲ھ (۱۷۱۰ء) کی بات ہوگی ۔ اگر مرزا ابوطالب، جن کی عمر قائم ۷۰ سال بتاتے ہیں ، اپنی جاگیر کے کام سے دو تین سال بھی دہلی میں رہے ، اور یہ بھی تسلیم کر لیا جائے کہ مرزا سودا کی ولادت ان کے دوران قیام میں ہوئی تو بھی ایک شیرخوار سے مرزا طالب کی ہم کلامی کا سوال پیدا نہیں ہوتا ، چہ جائیکہ شعر و شاعری کے موضوع پر دونوں میں تبادلہ خیال ہوا ہو ۔ 'میرزا صاحب' سے سودا کے چچا بھی مراد نہیں ہو سکتے ، کیوں کہ اول تو تذکرے میں

’میرزا صاحب‘ صرف مرزا سودا کے لیے استعمال ہوا ہے ، دوسرے یہ کہ ایک ستر سالہ بوڑھے (ابوطالب) کی آشنائی بھی لگ بھگ اسی عمر کے آدمی سے ہوئی چاہیے اور یقیناً قائم کے سن شعور کو پہنچنے - بلکہ پیدائش - سے قبل ہی یہ دونوں بزرگ خالق حقیقی سے جا ملے ہوں گے - بہر صورت میرزا ابوطالب کی ’زبانی‘ روایات کہ مرزا سودا یا ان کے چچا کے وسیلے سے قائم تک پہنچنا قرین نہیں ہے -

خیال یہ ہے کہ مرزا ابوطالب دہلی سے چلتے وقت دکنی شعرا پر مشتمل ایک بیاض بطور یادگار ’عم سودا‘ کو دے گئے ہوں گے - یہی بیاض سودا کو ملی اور قائم نے اسی ’کہنہ بیاض‘ سے جو چالیس ، پینتالیس سال سے سودا کے خاندان میں محفوظ چلی آرہی ہوگی ، استفادہ کیا -

تذکرہ سودا یا بیاض طالب ؟

یہاں سودا کے تذکرہ شعرا سے متعلق بحث بھی بے موقع نہ ہوگی -

تذکرہ سودا کا حوالہ غالباً پہلی بار ’مجموعہٴ نغز‘ میں ملتا ہے - سعدی کے ترجمے میں قاسم رقم طراز ہیں :

”مظنہ بیشتری از سخن پیرا خصوص سرآمد شعرای فصاحت آما مرزا مجد رفیع سودا نظر بر اتحاد تخلص آنکہ این سعدی ہموں سعدی شیرازی است قدس سرہ - کہ وارد دیار دکن شدہ و شعر ریختہ از طبع وقاد آن قندوہ متغزلان ریختہ - چنانچہ در تذکرہ خود اشعار این سعدی دکنی را عنی اللہ عنہ بہ شیخ شیراز علیہ الرحمہ والغفران نسبت نمودہ -“

(مجموعہٴ نغز ، جلد اول صفحہ ۲۹۸)

قرائن سے پتا چلتا ہے کہ تذکرہ میر اور گردیزی کی تالیف کے وقت دہلی کے بعض حلقوں میں سعدی ہندی اور سعدی شیرازی کو خلط ملط کرنے کا رجحان پایا جاتا تھا۔ چنانچہ میر لکھتے ہیں :

آفہ بعض این را شیخ سعدی رحمہ اللہ علیہ گمان
 بردہ اند خطا است۔“ (نکات الشعرا صفحہ ۳۰۳)

گردیزی نے اور بھی سخت الفاظ میں مواخذہ کیا ہے :

”و آنکہ بعض اعزہ را بسبب اتحاد تخلص مغلطہ افتادہ
 رختہ ہای سعدی دکئی را از عدم اعتنا و قلت تتبع
 بنام سعدی شیرازی مرقوم ساختہ اند ناشی از جہل
 و تسفہ است ، و من ادعی فعلیہ السند۔“

(رختہ گویاں ، صفحہ ۸۲)

میر یا گردیزی نے ’بعض‘ کی صراحت نہیں کی ہے لیکن یہ واضح ہے کہ یہ افراد دہلی کے علمی حلقے میں نمایاں حیثیت رکھتے تھے (ورنہ اس نظریے کی تردید کی ضرورت بھی شاید نہ ہوتی)۔ اگر یہ نظریہ سودا کا تھا تو قائم کے تذکرے میں اسی کی بازگشت سنائی دیتی ہے اور بعض اس نظریے کی سودا سے نسبت کی بنا پر ہو سکتا ہے کہ قاسم کی نظر سے جو بیاض (یا اس کے چند ابتدائی اوراق) گزری ہو، اسے انھوں نے سودا کا تذکرہ سمجھ لیا ہو۔

یہ بات کم تعجب خیز نہیں کہ سودا کا رسالہ ’تنبیہ الغافلین‘ تو کلام کے ساتھ محفوظ ہو جاتا ہے لیکن ان کا تذکرہ قطعاً فراموش کر دیا جاتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ اگر اس تذکرے کا کوئی باقاعدہ وجود تھا تو نہ صرف سودا کی زندگی میں بلکہ ان کے مرنے کے بعد بھی قاسم کے علاوہ دوسرے تذکرہ نگاروں کی نظروں سے کیوں کر پوشیدہ رہا، یا اسے کسی وجہ سے

التفات کے قابل نہیں سمجھا گیا ؟ تذکرہ سودا کا اگر کوئی وجود تھا تو قائم نے اس کا حوالہ کیوں نہیں دیا ؟ وہ بیاض طالب سے روشناس کراتے ہیں ، بیاض عزلت کا ذکر کرتے ہیں ، مرزا سودا سے 'ذکر و مذکور' کا بیان بھی کرتے ہیں ، تذکرے کی تدوین میں رائے سنگھ عاقل کی اعانت کا بھی واضح الفاظ میں اعتراف کرتے ہیں۔۔۔۔۔ بھر مرزا سودا کے لکھے ہوئے تذکرے یا بیاض (جو قائم کا اہم ماخذ ہوا چاہیے تھا) کو وہ کیوں نظر انداز کر جاتے ہیں ؟ تذکرہ سودا کی بحث میں یہ سوالات بنیادی حیثیت رکھتے ہیں ۔

گہاں یہ ہے کہ مرزا ابوطالب کی بیاض مرزا سودا کے پاس موجود تھی ۔ ہو سکتا ہے کہ انھوں نے اپنے قلم سے اس میں کچھ اضافے بھی کیے ہوں ، لیکن بذات خود انھوں نے اس کام کی طرف کوئی خاص توجہ نہیں کی ہوگی ۔ جس وقت قائم نے بیاض لکھنے کا قصد کیا تو مرزا سودا نے بیاض ابوطالب (مع اپنے اضافوں کے) ان کے حوالے کر دی ہوگی ۔ تذکرہ سودا کی حقیقت اس سے زیادہ نہیں معلوم ہوتی ۔ دکنی شعرا سے متعلق اس مفید ماخذ کی فراہمی کے علاوہ مرزا سودا کا علم و فضل اور ذاتی معلومات بھی تذکرہ قائم کی تالیف میں برابر شامل حال رہے ہوں گے ، جس کا مؤلف نے بھی 'ذکر و مذکور' کے پردے میں اعتراف کیا ہے ۔

بیاض عزلت :

'مخزن نکات' کی تالیف میں قائم نے بیاض عزلت سے بھی براہ راست یا بالواسطہ استفادہ کیا ہے ۔ میر میراں کے ترجمے میں بیاض عزلت کا ذکر ملتا ہے اور میر عبد اللہ تہجد کا احوال بھی مؤلف نے عزلت کے حوالے سے لکھا ہے ۔

دل چسپ بات یہ ہے کہ ان دونوں شاعروں کے وہی اشعار قائم نے منتخب کیے ہیں جو تذکرہ میر میں شامل ہیں اور عبارت احوال بھی کچھ زیادہ مختلف نہیں ہے (تذکرہ میر میں ماخذ کا حوالہ نہیں ہے البتہ میر میراں کا خطاب اور تخلص مستزاد ہے)۔

شاہ عبدالولی عزلت ۲ جادی الاول ۱۱۶۴ھ کو سورت سے دہلی پہنچے^۱ اور احمد شاہ کی معزولی^۲۔ شعبان ۱۱۶۷ھ۔ سے پہلے مرشد آباد جاچکے تھے۔ دہلی کے قیام میں شاہ عزلت کے جن شعرا اور فضلا سے مراسم پیدا ہوئے ان میں خان آرزو کا نام سرفہرست ہے۔ میر کی یہ خوش بختی تھی کہ خان آرزو سے قربت کی وجہ سے وہ نہ صرف ان کے علم و فضل سے بلکہ وسائل اور تعلقات سے بھی پورا پورا فیض اٹھا سکتے تھے۔ چنانچہ قائم کے مقابلے میں میر کو عزلت سے زیادہ استفادہ کرنے کا موقع ملا ہوگا۔ اور اگر عزلت سے منسوب کسی روایت کے بیان میں دونوں کی عبارت میں یکسانیت ہے تو میر کو سبقت دی جائے گی۔ ہو سکتا ہے کہ دونوں نے ایک ہی ماخذ سے رجوع کیا ہو لیکن میر کی اولیت بہر حال مسلم ہے۔

۱۔ 'سرو آزاد' صفحہ ۲۳۶۔

۲۔ "در عهد سلطنت میرزا احمد بہ دار الخلافت تشریف داشت۔"۔
قائم کے اس بیان سے یہ واضح ہے کہ انھوں نے عزلت کا احوال احمد شاہ کی معزولی کے بعد قلم بند کیا تھا جب کہ میر نے ان سے دو، تین سال پہلے اس وقت لکھا ہوگا جب عزلت دہلی میں قیام پزیر تھے۔ دہلی میں آمد کے وقت قمری حساب سے شاہ صاحب کی عمر ساٹھ سال ہوگی۔

سراج اورنگ آبادی^۱ کو قائم نے طبقہ متقدمین میں جگہ دی ہے حالانکہ وہ بعد کے شاعر ہیں۔ ان کا احوال و کلام بھی دہلی والوں تک عزت ہی کی وساطت سے پہنچا ہوگا۔ قائم نے اس کا ذکر نہیں کیا لیکن میر نے اس بات کی صراحت کی ہے۔ میر نے سراج کے اشعار کا جو انتخاب دیا ہے اس میں وہ تین شعر بھی شامل ہیں جو تذکرہ قائم میں درج ہیں۔

مجمع النفائس :

شرف الدین علی پیام کے احوال میں قائم لکھتے ہیں کہ ان کا احوال من و عن تذکرہ خان آرزو میں داخل ہے۔ میرزا گرامی خلف عبدالغنی بیگ قبول کے بارے میں رقم طراز ہیں کہ ان کا احوال فارسی تذکروں میں داخل ہے۔ میر بھی امیر خسرو اور میرزا پیدل کے بارے میں 'تذکروں' کا حوالہ دیتے ہیں، لیکن میرزا گرامی کے علاوہ اند رام مخلص اور مرزا معز فطرت کے بارے میں یہ صراحت کی ہے کہ ان کا احوال تذکرہ خان آرزو میں مرقوم ہے (لیکن یہاں بھی وہی کیفیت ہے کہ ان شعرا کے جو اشعار میر کے ہاں ہیں وہی قائم نے لیے ہیں، حتیٰ کہ تعداد اور ترتیب میں بھی فرق نہیں ہے)۔

بہر کیف مجمع النفائس (مؤلفہ تقریباً ۱۱۶۰ھ) فارسی گو شعرا سے متعلق ایک اہم ماخذ ہے اور رخصتہ بطور تفتن کہنے والے شاعروں کے بارے میں قائم اور میر دونوں کے لیے اس سے استفادہ ناگزیر تھا۔

۱۔ سید سراج الدین اورنگ آبادی ولادت ۱۱۲۸ھ؟ وفات ۱۱۷۰ھ شوال ۱۱۷۷ھ (مقدمہ کليات سراج، مرتبہ عبدالقادر سروری حیدرآباد ۱۳۵۷ھ)۔

نکات الشعرا :

اب تک ان ماخذات کی نشان دہی کی گئی ہے جن کا ذکر خود مؤلف نے کیا ہے۔ لیکن ایک ایسا ماخذ بھی ہے جس سے بار بار رجوع کرنے کے باوجود اس حقیقت کا اعتراف نہیں کیا گیا۔ یہ میر کا تذکرہ نکات الشعرا ہے۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ میر، گردیزی اور قائم، تینوں نے ایک دوسرے کی معلومات سے کم و بیش استفادہ کیا ہے لیکن معاصرانہ چشمک یا اخلاقی جرأت کی کمی کی وجہ سے کسی ایک نے بھی دوسرے کے تذکرے کا نام تک نہیں لیا ہے۔ یہ بمائلت انتخاب کلام میں زیادہ نمایاں ہے جہاں بہت سے اشعار نہ صرف مشترک ہیں بلکہ ان کی ترتیب اور تعداد میں بھی کوئی فرق نہیں ہے۔ میر کو تذکرہ لکھنے میں اولیت حاصل ہے (اور ویسے بھی خان آرزو سے قرب کی وجہ سے، جو خود بھی اسی زمانے میں ایک جامع تذکرہ قلم بند کرچکے تھے، انہیں کوئی بھی علمی کام کرنے کے لیے ایک انتہائی سازگار ماحول میسر تھا) اس لیے ان کے ہاں اس قسم کے تصرفات برائے نام ہیں۔ لیکن گردیزی اور قائم دونوں نے ان کی محنت سے کسی نہ کسی رنگ میں کچھ نہ کچھ فائدہ ضرور اٹھایا ہے۔

نکات الشعرا اور مخزن نکات میں شعرا کے انتخاب کلام میں جو نمایاں مماثلت ہے اس کی کچھ مثالیں پہلے بیان کی جاچکی ہیں۔ یہی کیفیت محترم علی حشمت، شہاب الدین ثاقب، قہرود، بھید، خاکسار، آفتاب رائے رسوا، عارف، بیدار، نجم الدین سلام، نمکین، میر گھاسی، عشاق، آزاد، فخری، ہاتف، بسمل اور نساغل وغیرہ کی ہے۔ میر علی قلی کافر، ٹیک چند بہار، عامری، محسن، احسن اللہ احسن وغیرہ کے اشعار کی تعداد میں فرق ہے

لیکن جتنے شعر ایک نے نقل کیے ہیں وہ دوسرے کے ہاں بھی موجود ہیں۔

انتخاب کلام میں یکسانیت کی ان مثالوں سے یہ نتیجہ اخذ کرنا کہ قائم نے میر سے اس حد تک استفادہ کیا ہے ، درست نہ ہوگا۔ ایک ہی زمانے اور مقام سے تعلق رکھنے کی بنا پر قائم اور میر دونوں کی رسائی دہلی کے علمی حلقوں میں تھی اور شاعروں کی صحبت سے فیض اٹھانے کے یکساں مواقع دونوں ہی کو حاصل تھے۔ دہلی کے وہ شاعر جو میر اور قائم کے زمانے میں زندہ تھے یا اسی دور سے تعلق رکھتے ہیں ، انہوں نے تذکروں کے لیے جو کلام فراہم کیا ہوگا وہی کمی و بیشی کے ساتھ شامل کر لیا گیا۔ جو شاعر وفات پاچکے تھے ان کا کلام یادداشتوں یا بیاضوں میں محفوظ ہوگا اور ان سے ماخذ سے بھی میر اور قائم دونوں ہی رجوع کرسکتے تھے۔ کلام کی فراہمی کے سلسلے میں قائم کے احباب نے بھی ان کی مدد کی تھی، چنانچہ رائے سنگھ عاقل کا انہوں نے خصوصیت سے ذکر کیا ہے ؛ ہو سکتا ہے کہ ان احباب نے مؤلف کے علم میں لائے بغیر کہیں ثانوی ماخذ پر اکتفا کر لیا ہو۔

انتخاب کلام کے علاوہ مخزن نکات میں بعض خاص الفاظ سے میر کا رنگ جھلکتا ہے اور بالخصوص ریختہ کی تعریف میں قائم نے جو کچھ کہا ہے وہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ نکات الشعرا کو سامنے رکھ کر لکھا گیا ہے۔ لفظ 'مراختہ' کی بھی جو

۱۔ "گاہ گاہ در مجلس مراختہ کہ این لفظ بہ وزن شاعرہ تراشیدہ اند،

ملاقات میں شود۔" (میر ، صفحہ ۷۴)۔

"گاہ گاہ در مجلس مراختہ کہ اخراج این لفظ بر وزن شاعرہ

است ، بہ نظر می آید۔" (قائم ، صفحہ ۱۶۹)۔

تعریف میر نے کی ہے وہی الفاظ قائم کے ہاں استعمال ہوئے ہیں ۔

۴ ۔ تذکرے پر ایک نظر

غزن لکات شعراے اردو کے ابتدائی تذکروں میں سے ہے ۔ یہ تذکرہ تین طبقات میں منقسم ہے اور اپنے معاصر تذکروں میں اس اعتبار سے منفرد ہے کہ اس میں اردو شاعری کے ادوار متعین کیے گئے ہیں ۔ اردو کی ادبی تاریخ مدون کرنے کی طرف یہ پہلا قدم تھا ؛ بعد میں طبقات الشعرا (شوق) تذکرۃ شعراے اردو (میر حسن) طبقات سخن (عشق و مبتلا میرٹھی) طبقات الشعراے ہند (کریم الدین و فیان) اور آب حیات (آزاد) میں کم و بیش اسی انداز کی تقلید کی گئی ہے ۔

اس تذکرے کا ایک وصف یہ بھی ہے کہ اس میں شعراے دکن کی ایک خاصی تعداد کو پہلی بار شمالی ہند سے متعارف کروایا گیا ہے ۔ تذکرۃ گردیزی میں دکنی شعرا کا ذکر ہے لیکن تعداد کم ہے اور معلومات محدود ؛ میر کے ہاں نسبتاً زیادہ شعرا جگہ پاتے ہیں لیکن بیان احوال اور انتخاب اشعار تشنگی کی حد تک مختصر ہے ؛ قائم کے ہاں مقابلتاً دکنی شعرا کی تعداد بھی زیادہ ہے اور ان کے بارے میں موصوف کی معلومات وسیع تر ہیں ۔

تین طبقات :

’غزن لکات‘ کے تین طبقات میں سے طبقہ سوم کے بیشتر شعرا خصوصاً دہلی والوں سے قائم کے ذاتی مراسم تھے ۔ ان میں اساتذہ بھی تھے اور نومشقی بھی ۔ روابط کی نوعیت میں عمر اور مرتبے کے لحاظ سے فرق تھا ۔ بعض کے ساتھ قائم کو عقیدت

تھی ؛ کچھ کو ان سے تلمذ حاصل تھا ، اور زیادہ تر ایسے تھے جن سے ان کے تعلقات دوستانہ اور برادرانہ تھے ۔ ان کے بارے میں مؤلف نے چند سطروں میں بھی جو کچھ لکھا ہے وہ زیادہ تر ان کی ذاتی معلومات پر مبنی ہے اور سند کا درجہ رکھتا ہے ۔

مؤلف نے دہلی سے تعلق رکھنے والے طبقہ دوم کے بھی چند شاعروں کا آخری زمانہ دیکھا تھا ، بعض کے ساتھ شاعروں میں غزلیں بھی پڑھی ہوں گی ، اور جو بقیہ حیات نہیں رہے تھے انہیں بھی سفر آخرت اختیار کیے ہوئے زیادہ عرصہ نہ گزرا تھا ۔ اس دور کے شعرا سے متعلق انہوں نے جو کچھ لکھا ہے وہ بھی بڑی حد تک ذاتی مشاہدے یا تحقیق کا نتیجہ ہے ۔

طبقہ اول کے شعرا کے بارے میں البتہ مؤلف کو روایات یا دوسروں سے اخذ کی ہوئی معلومات پر انحصار کرنا پڑا ۔ بعدِ زمانی و مکانی کے باوجود بعض دکنی شعرا کے بارے میں وہ جو کچھ لکھ گئے ہیں اتنا شاید کہیں اور نہ مل سکے گا ۔

ریختہ :

میر نے ریختہ کی چھ قسمیں قرار دی ہیں ۔ قائم بھی طبقہ متاخرین کی محفید میں صنائع شعری اور فارسی تراکیب کو ریختہ کرنے کے حسن و قبح پر رائے زنی کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ متاخرین (یعنی سودا ، میر ، درد اور قائم کا دور) کا طرز کلام فارسی شعرا کی روش پر ہے ۔ چنانچہ وہ محام صنائع شعری جو مقدمین اساتذہ کے مسلمہ ہیں ، یہ شعرا استعمال کرتے رہے ہیں اور اکثر فارسی تراکیب جو اردوے معلیٰ کے محاورے کے مطابق مانوس گوش ہیں ان کے کلام میں پائی جاتی ہیں ۔ لیکن زبان مغل کا ریختہ میں ترجمہ کرنا اس لیے ناپسندیدہ ہے کہ اس صورت میں دونوں زبانوں میں سے کسی ایک کی بھی صحت

قائم نہیں رہتی ۔ بعض اصطلاحیں جو اس علاقے کے فصحا میں مستعمل ہیں اگر ان کا استعمال کیا جائے تو کچھ مضائقہ نہیں ۔ البتہ ایسے شعرا کا اتباع (مراد طبقہ اول کے شعرا سے ہے) جن کا ایک مصرع ریختہ میں اور دوسرا فارسی میں ہو یا بعض جگہ ریختہ اور فارسی کے غیر مائوس الفاظ سے مخلوط ہو ، مذموم سمجھا جاتا رہا ہے ۔

زبان دکھن :

دکنی شاعری کے بارے میں قائم کی رائے کچھ زیادہ

اچھی نہیں :

قائم میں غزل طور کیا ریختہ ورلہ

اک بات لجرسی بہ زبان دکھنی نہیں

لیکن ساتھ ساتھ وہ اس لسانی نکتے سے بھی واقف ہیں کہ زبان ایک زلدہ اور متحرک شے ہے ، اس میں جتنی لچک ہوگی اتنا ہی اس کا دائرہ عمل وسیع ہوگا اور ادبی سرمائے کو جانچنے کے لیے مقامی لسانی خصوصیات کو بھی پیش نظر رکھنا ہوگا :

”پر چند اکثر الفاظ غیر مائوس گوش ہای مردم

مستعمل ایشان است، لیکن چون موافق زبان دکھن

راست و درست است پیش ہمہ کس راہ بہ دل دارد ۔“

تلاش لفظ تازہ و ایہام کی مذمت :

دکن کی ’لجر‘ شاعری کو وہ بہر حال شمالی ہند کی دور

ایہام گوئی کی تخلیقات پر فوقیت دیتے ہیں :

”نہ این ستم کہ بعضی از شعرائی ابتدائی زمانہ مجد شاہ

بہ اعتقاد خود تلاش لفظ و ایہام نموده شعر را از

مرتبہ بلاغت انداختند تا بہ معنی چہ رسد غرض

ناگفتہ بہ ۔“

تذکرے میں تاریخ کا عنصر :

قائم کے وقت میں شعراے اردو کے تذکروں میں سنیں یا تاریخ وفات رقم کرنے کا رواج نہیں تھا (شفیق ، میر حسن ، مصحفی اور علی ابراہیم وغیرہ نے اس کا التزام کیا ہے) لیکن جہاں انھوں نے شاعری کے ادوار متعین کر کے تذکرے اور ادبی تاریخ میں باہم ربط قائم کیا وہاں سنیں معین نہ کرنے کے باوجود بعض شعرا کے حالات میں اس قسم کے اشارے فراہم کر دیے جن سے اس فروگزاشت کی کسی حد تک تلافی ہو جاتی ہے اور تذکرے کی افادیت بڑھ جاتی ہے^۱۔ مثلاً :

اشتیاق : ”مدت ہفت سال شدہ باشد کہ بہ دارالبقا انتقال نموده است۔“

مضمون : ”مدت دہ سال است کہ بہ اجل طبعی درگزشت۔“

ثائب : ”سابق برہن چہار سال گاہ گاہ اتفاق دیدنش می افتاد ؛ از چندی مفقودالخبر است۔“

عاصمی : ”سابق برہن دو سال (یا دہ سال) از جہان رفت۔“

حشمت علی حشمت : ”قبل ازیں ہفت سال بہ مرگ دفعتاً از جہان رفت۔“

محمد علی حشمت : ”سابق برہن دہ سال بہ رفاقت قطب الدین علی خان بہ سمت چکلہ مراد آباد رفتہ بود ؛ چون در آنجا ہای جنگ بہ میان آمد ، مع خان مذکور

۱۔ اس بات کا اعتراف اسپرنگر نے بھی کیا ہے جو قدیم ہندوستانی ادب کی تاریخ کے لیے اس تذکرے کو سب سے مفید مانخذ قرار دیتا ہے :

“This is the most valuable work of the early history of Hindustani literature.” (Catalogue, p. 179)

بہجرات مردانہ کشتہ شد۔“

نادر : ”قبل ازیں دو سال درکوئلہ فیروز شاہ . . . مسلول شدہ انتقال نمود۔“

گراہی : ”در آخر سلطنت حضرت فردوس آرام گاہ حرف وجودش گزلک فنا از صفحہ روزگار برداشت۔“

کم ترین : ”در ہمیں سال از جہان رفت۔“

رسوا : ”مدت چند ماہ است کہ . . . از جہان رفت۔“
وغیرہ وغیرہ۔

سیاسی حالات کی عکاسی :

قائم کا زمانہ سیاسی اعتبار سے نہایت بر آشوب تھا۔ طوائف الملوکی کا دور دورہ تھا۔ لاسازگار حالات نے الہیں دہلی کو خیرباد کہنے پر مجبور کیا۔ سیاسی انتشار، معاشی زبوں حالی اور کساد بازاری کی عکاسی احوال مؤلف اور نفاں کے علاوہ اور بھی کئی مقامات پر ہوتی ہے۔ مثلاً :

محمد حسین مخلص : ”ہرچند خانہ زاد موروٹی است لیکن چون ارکان سلطنت از احوال امثال چنین مردم غافل واقع شدہ اند

بنا بر این بہ نقد قلیل در رسالہ گزر خدمت می نماید۔“

حزین : ”پیش ازیں بہ علاقہ روزگار در دہلی بود ، الحال کہ کساد بازاری مردم کاریست از شہر در رفت۔“

بیان : ”دریں ایام بیکار است۔“

نثار : ”پیش ازیں در دہلی بہ سپاہی پیشگی می گزاراند ، درین ایام . . . بہ طرف امر وہ رفت۔“

سیرت نگاری :

تذکرے میں اختصار پسندی کا رجحان اور روایتی اخلاق

و وضع داری سیرت کی صحیح عکاسی میں خارج رہے ہیں۔ بعض

موقعوں پر عقیدت مندی کے اظہار میں مؤلف اس حد تک آگے بڑھ جاتے ہیں کہ سیرت کے صحیح خد و خال آجا کر ہونے سے پہلے ہی خوشنما اور خوش آہنگ انداز بیان میں گم ہو جاتے ہیں ۔ پھر بھی نہایت مختصر الفاظ میں سیرت نگاری کے دل چسپ نمونے بھی مل جاتے ہیں ۔ صرف چند مثالیں پیش کرنے پر اکتفا کیا جاتا ہے ۔ یہ ان لوگوں سے متعلق ہیں جن سے قائم ذاتی طور پر واقف تھے :

مظہر جان جاناں : ”مرہم گزار سینہ ریش ، بمعنی بادشاہ بہ صورت درویش ، معنی آگاہ ، عارف باللہ . . . عالم و عامل ، عارف و کامل ، سرآمد ارباب تحقیق و پیش رو اہل تدقیق است ۔ اگر در نازک مزاجی و میرزائی ہم رنگ نکہت گلشن دانند ، مجلس ؛ و اگر در زمزمہ سازی و سخن طرازی ہم آہنگ بلبلی خوانند ، رواست ۔“

خاکسار : ”در حقیقت ممکن و بہ اعتقاد خود ظریف ، پرچند شوخی با استاد و غیر استاد بر سر رشتہ مزاح می آرد لیکن ہمگفتش قاب شنیدن جواب ندارد ۔“

ہدایت : ”بسیار ہلستغنا می گزرائد و ہر ذرہا بھی ریزد و بالجملہ مردی از قوم افغانہ باین جمعیت اخلاق و احوال کمتر بہ نظر آمدہ ۔“

عاصی : ”در کمال دانائی و ہشیار خرابی و ہذلہ گوئی و نادر کلامی مستثنای روزگار بود ۔“

محمد علی حشمت : ”حیا و حمیت و اہلیت و آدمیت زائد الوصف داشت ۔“

ضیاء : ”بہ شاہد پرستی مشہور است و لیل و نہار با شاہدان روزگار محشور . . ہر جاکہ ملاقات می نماید بہ مردم ہشیار

”بہ آدمیت پیش می آید۔“

مائل : ”باوصاف حمیدہ و اخلاق پسندیدہ اتصاف دارد۔“

ممتاز : ”بہ بلند فطرت موصوف و معاملہ ذاتی معروف است۔“

ستو کہ رائے بیتاب : ”کم دماغ و خلوت دوست است۔“

شخصی روابط کی بازگشت :

شاعروں کے احوال میں مؤلف نے ان کے ساتھ اپنے مراسم پر بھی روشنی ڈالی ہے۔ ان تعلقات کی نوعیت میں وقت ، عمر اور مرتبے کے اعتبار سے فرق ہے۔ میل جول کا آغاز بچپن سے ہوتا ہے جب قائم نے ناجی کو دو ، تین بار اپنے گھر پر دیکھا تھا۔ لڑکپن میں وہ دو ، تین بار مضمون کی خدمت میں حاضر ہوئے ، اشتیاق سے بھی ایک بار ملنے گئے تھے۔

شعرا کے حلقے میں شامل ہونے کے بعد فقیر ، مظہر ، سودا اور درد سے بالخصوص ان کے روابط میں عقیدت کا عنصر غالب ہے۔ کلیم ، قدرت اور ندیم کا سلوک ان کے ساتھ مشفقانہ تھا (بر احوال فقیر شفقت پا کند)۔ زکی کو ایک مرتبہ نعمت اللہ خاں کے مکان پر دیکھنے کا اتفاق ہوا تھا۔ قلندر بھی اکثر مرزا مظہر کے ہاں نظر آ جاتے تھے ، اور پاکباز ، کرم اللہ خاں درد ، فرحت و لغیرہ سے شاعرے کی محفلوں میں ملاقات ہو جاتی تھی۔ فدوی ، حاتم ، فراق اور بیدار سے راہ و رسم تھی (با فقیر ہم آشنائی دارد) شاکر بھی اکثر ملنے آ جاتے تھے (بنا بر نسبت قرب وطن و دیگر مناسبتی کہ دارد ، اکثر برای دیدن فقیر می آید)۔ اور میر سوڑ سے قدیم تعلقات ہونے کے علاوہ ’ہم فرقگی‘ کی بنا پر اکثر دربار معلیٰ میں ساتھ رہتا تھا۔ عاصمی (با فقیر جو ششہا داشت)۔ محمد علی حشمت (با فقیر دوستی با داشت) فضل علی دانا (با فقیر دم دوستی دارد) اور ممتاز (با فقیر مؤلف نسبتی خاص دارد) سے

زیادہ خصوصی روابط تھے۔ سنتو کہ رائے بیتاب دوست بھی تھے اور شاگرد بھی؛ اور منت، شاداب اور وفا مؤلف سے مشورۂ سخن کرتے تھے۔

مؤلف کا محل سکونت اور ہمسائے :

دلاور خان ہمرنگ، ہدایت، میر اور یادگار علی سید کو بھی مؤلف نے اپنے ملاقاتیوں میں شامل کیا ہے۔ یہ بھی انکشاف ہوتا ہے کہ یہ چاروں شاعر قائم کے نزدیک ہی سکونت رکھتے تھے۔ ہمیں یہ معلوم نہیں ہوسکا کہ قائم یا ہمرنگ، ہدایت اور سید کی رہائش دہلی کے کسی محلے میں تھی لیکن خواجہ احمد فاروق کی تحقیق کے مطابق ”۱۷۵۳ع (۱۶۹۹-۱۷۱۱ء) میں میر نے اپنے استاد اور پیر و مرشد خان آرزو کی ہمسائیگی بھی چھوڑ دی اور امیر خان مرحوم کی حویلی میں رہنے لگے۔“ (میر تقی میر۔ حیات اور شاعری، صفحہ ۸۹)۔ مخزن نکات کی تالیف کے وقت میر اسی حویلی میں رہتے ہوں گے۔ امیر خان کی حویلی کے محل وقوع کا پتا نہ چل سکا لیکن ”امیر خان کے بازار، کا ذکر بشیر الدین احمد دہلوی نے ’واقعات دارالحکومت ہند، میں کیا ہے : “چتلی قبر سے آگے بڑھ کر دلی دروازے تک امیر خان کا بازار کہلاتا ہے۔“ (جلد دوم، آگرہ ۱۹۱۹ع صفحہ ۱۶۶)۔ امیر خان کی حویلی بھی اسی بازار میں ہوگی۔ یہ جامع مسجد کا نواحی محلہ ہے اور یہ باور کیا جاسکتا ہے کہ یہ پانچویں شاعر جامع مسجد اور قلعہ معلیٰ کے نزدیک اسی بازار میں سکونت رکھتے ہوں گے۔

نقد و تبصرہ :

’تاریخت‘ کے بعد ’مخزن نکات‘ کی دوسری بڑی خصوصیت تنقید کا سلجھا ہوا انداز ہے۔ میر اور قائم دونوں بڑے شاعر ہیں اور دونوں میں اچھے کلام کو پرکھنے کی پوری صلاحیت موجود

ہے۔ لیکن میر فن کو ذاتی تعلقات کے معیار پر جانچنے میں اور کبھی کبھی ذاتی پسند یا ناپسندیدگی کی رو میں آ کر فنی تقاضوں کو پس پشت ڈال دیتے ہیں۔ خاکسار، محمد علی حشمت اور حاتم سے انہیں پرغاش تھی لیکن حشمت کے رشتہ کو ”بسیار ہاجیانہ“ می گفت، کہہا دارد ”کہنا، یا خاکسار کے بارے میں یہ رائے کہ ”شعر رشتہ می گوید و خود را دور می کشد و بسیار فغلی می کند بلکہ از تنک آبی بنائے رشتہ را بآب رسانیده“ یا شاہ حاتم جیسے بزرگ کو ’جاہل و متمکن‘ جیسے خطابات سے نوازنا اور ان کے شعر میں ابتذال کی حد تک تحریف کرنا نہ تو عمدہ سیرت نگاری ہے اور نہ صحت مند تنقید۔

نقاد کا کام بے رحمی سے نشتر چلانا یا زخم کو کھریدنا نہیں، اس کا کام یہ ہے کہ وہ اشد ضرورت کے وقت نہایت چابکدستی سے فلسفہ مادے کو خارج کرے تاکہ متاثرہ عضو دوبارہ لیا خون قبول کر سکے۔ اور کمال اعتدال یہ ہے کہ مریض بہ رضا و رغبت اپنے آپ کو عمل جراحی کے لیے پیش کر دے۔ قائم نے ایک موقع پر بھی اپنے نشتر کا غلط استعمال نہیں کیا ہے۔ ان کے سامنے نقد و تبصرہ کے جو بھی معیار تھے ان کی روشنی میں شعر کے معائب و محاسن پر کھنے کی کوشش کی ہے اور ذاتی اختلافات کو کبھی اپنی رائے پر اثر انداز نہیں ہونے دیا۔ انتخاب کلام کے سلسلے میں ایک دو جگہ ضرور جانب داری کا گمان ہوتا ہے (سودا کے ۱۳ شعر لیے گئے ہیں اور میر کے صرف ۲۴؛ جب کہ ان سے کم رتبہ شعرا کے اس سے زیادہ اشعار شامل تذکرہ کیے گئے ہیں۔ ۲۴ اشعار میں بھی ’بغایت ہست‘ والے شعر زیادہ ہیں) لیکن ان کی تنقید کا عام انداز نسبتاً بے لاگ اور ہمدردانہ ہے۔ خوبیوں کی انہوں نے دل کھول کر داد دی ہے

اور خامیوں کی طرف نہایت سلیقے اور نرمی سے توجہ دلاتی ہے۔
 ناجی ایک جگہ 'باتیں' کا قافیہ 'جائے' باندھ گئے ہیں، اس کے
 بارے میں لکھتے ہیں :

”صحت قافیہ دریں مطلع معلوم نمی شود ،

خدا داند کہ شاعر بجای خود چہ فہمیدہ باشد۔“

احسن اللہ احسن کا کلام ایہام اور تلاش لفظ تازہ کا ایک
 نادر نمونہ ہے۔ قاسم کے زمانے تک یہ تحریک اپنے دن پورے
 کر چکی تھی۔ احسن کے احوال میں وہ اس 'ذہنی ورزش' کے
 خلاف رد عمل کے اصل سبب پر روشنی ڈالتے ہیں :

”از بسیاری هجوم الفاظ معنی شعرش کم تر بہ نظر

می آید۔ ایاتی کہ بعد غریب کردن دیوانش بہ نظر

برآوردہ ام غیر ازین دوسہ بیت بہ نظر نیامدہ۔“

کلم کی شاعرانہ عظمت کے معترف ہیں اور ان کی قوت و
 قدرت بیان کے اظہار میں مبالغے کی حد تک جانا گوارا ہے، لیکن :

”دیوان ضخیم دارد اما شعرش موافق سلیقہ سخن سنجی

یاران حال کمتر می برآید۔“

محمد افضل کے احوال میں لکھتے ہیں کہ قبول عام اور بات

ہے اور کلام کا معیاری ہونا اور :

”اگرچہ ربط کلامش چندان مضبوط و مربوط

نیست لیکن . . . تصنیفاتش بموثبہ موثر دلہا است

کہ از حیرت تحریر و تقریر افزون است۔“

حاتم کے بارے میں بھی ان کی رائے نہایت متوازن ہے :

”شعر خوب جستہ جستہ می برآید۔“

دہستان دہلی کے ابتدائی دور میں مرثیہ گوئی انحطاط کا

شکار رہی ہے۔ ندیم کے احوال میں قائم اس رجحان کا سبب بیان کرتے ہیں :

”سابقہ بریں چند سال اکثر مرثیہ . . . بہ قوت تمام می گفت . . . بالفعل کہ گفتن احوال ہی ادبانه دل نشین مرده است ، دست ازین کار برداشته بہ نظم شعر ریخته مشغول است۔“

نقد و تبصرہ کی چند اور مثالیں پیش خدمت ہیں :

محسن : ”طبعش خیلی مناسب شعر افتاد ، اگر چندی مشق سخن خواہد کرد بسیار مرتب خواہد گفت۔“

سلام : ”محک سخن بود ، شعر را نیکو می گفت۔“

بہار : ”آہنگ سخن سرائی دارد اما از کم بغلی و بی بضاعتی در گرو عاجز بیانی می باشد ؛ چیزی کہ در دل او برزدد بر لب اظهار نمی تواند آورد۔“

ہم رنگ : ”مزاجش پرہیز سادگی دارد ، اکثر حرف ہای ناشعرہ بر گزراند۔“

زار : ”باوجود کم بضاعتی و نوسختی طرز کلامش خالی از انداز نیست۔“

مائل : ”او را در سخن سرائی طرز مخصوص است۔“

دیانت داری :

ماخذات کی بحث میں یہ غرض کیا جا چکا ہے کہ مؤلف نے ہر شاعر کے بارے میں فرداً فرداً نہ سمجھی لیکن جن ماخذ سے رجوع کیا ہے ان کا کہیں نہ کہیں ذکر ضرور کیا ہے (صرف تذکرہ میر کے بارے میں وہ خاموش ہیں لیکن خود میر اور گردیزی کی بھی یہی کیفیت ہے)۔ بعض شعرا کے متعلق قائم کو پوری معلومات دستیاب نہیں ہوئی تھیں ، چنانچہ علیم ،

لعفی ، فخری ، محمود ، محقق ، یک رنگ ، بے نوا ، بھید وغیرہ کے بارے میں انہیں جو کچھ معلوم تھا وہ لکھ دیا ہے اور اپنی کم علمی کا صاف صاف لفظوں میں اظہار کر دیا ہے ۔ تذکرے کے لیے اشعار کی فراہمی کے سلسلے میں رائے سنگھ عاقل کی اعانت کا اعتراف کر کے قائم نے علمی دیانت کی بڑی عمدہ مثال قائم کی ہے :

” چون فائز قصد اوشتن ابن بیاض کرد در فراہم
آوردن اشعار مردم کوشش بلیغ بکار برد ؛ شاید کہ
اگر از اعانت ابن بزرگ نمی بود ، سرانجام ابن کاراز
بہجو من ہی دماغ صورت نہ می بست ۔“

مؤلف کی فروگزاشتیں :

تذکرے کے محاسن کے مقابلے میں معائب اتنے کم ہیں کہ الہیں آسانی سے نظر انداز کیا جا سکتا ہے ۔ تاہم ان کی نشان دہی ضروری معلوم ہوتی ہے :

۱ - فارسی تحریر پر مؤلف کو وہ قدرت نہیں معلوم ہوتی جو مثلاً میر ، علی ابراہیم ، مصطفیٰ یا قاسم کو ہے ۔

۲ - سعدی ہندی کے رختہ کلام کو شیخ سعدی شیرازی سے منسوب کرنا صحیح نہیں ۔ میر اور گردیزی دونوں کو اس نظریے سے اختلاف تھا ۔

۳ - مرزا ابوطالب کی زبانی براہ راست بعض روایات کا مرزا سودا تک پہنچنا قرین قیاس نہیں ۔ ابوطالب کی دہلی میں آمد اور مرزا سودا کی ولادت کا زمانہ تقریباً ایک ہی ہے اور ایک نو مولود بچے سے بات چیت ممکن نہیں ۔

۴ - سراج اورنگ آبادی کو طبقہ اول میں جگہ دی گئی ہے حالانکہ وہ طبقہ دوم کے شاعر ہیں ۔

۵ - 'مثنوی در تعریف قلیان' جعفر علی خاں زکی نے محمد شاہ بادشاہ کی فرمائش پر نظم کرنا شروع کی تھی لیکن شاہ حاتم نے اسے پایہ تکمیل تک پہنچایا اور یہ ان کے 'دیوان زادہ' میں شامل ہے ۔

۵ - مخزن کے نسخے

مخزن نکات کے صرف دو نسخوں کا پتا چل سکا ہے ۔ ان میں سے ایک مطبوعہ ہے اور دوسرا قلمی ۔ دونوں کے کوائف درج کیے جاتے ہیں ۔

۱ - 'مخزن نکات' مرتبہ مولوی عبدالحق ، شائع کردہ انجمن ترقی اردو ، اورنگ آباد ۱۹۲۹ ع ۔ مقدمہ مع انتخاب کلام (خط ثائب) ۲۵ صفحے ، متن (لٹو) ۹۷ صفحے ؛ حواشی یا اشاریہ ندارد ۔

اس کے ماخذ سے متعلق تفصیلات تاریکی میں ہیں اور یہ بھی معلوم نہیں کہ وہ مخطوطہ کس کی ملکیت تھا ۔ مولوی نصیر الدین ہاشمی مرحوم نے کتب خانہ نواب سالار جنگ (ایک جلد ، حیدرآباد ۱۹۵۷ ع) اور کتب خانہ آصفیہ (دو جلدیں حیدرآباد ۱۹۶۱ ع) میں محفوظ اردو مخطوطات کی جو فہرستیں شائع کروائی ہیں ان میں اس تذکرے کے قلمی نسخے کا کوئی ذکر نہیں ہے ، اور کتب خانہ انجمن ترقی اردو ، کراچی میں بھی موجود نہیں ہے ۔

مکرمی جناب خلیل الرحمن داؤدی صاحب کی عنایت سے راقم کو اس نسخے کی جو مطبوعہ 'ڈبی' اور ابتدائی پروف دستیاب ہوئے ہیں ان سے یہ انکشاف ہوتا ہے کہ اس تذکرے کا متن اصل میں ڈیوڑھی مستقیم الدولہ ، چھتہ بازار ، حیدرآباد دکن کے ایک

قاجر کتب سید رستم علی نے لکھو میں چھپوایا تھا ۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ بعد میں انجمن ترقی اردو نے اس کے حقوق حاصل کر لیے اور اس پر مولوی عبدالحق مرحوم نے مقدمہ لکھ کر شائع کروا دیا ۔ صفحہ ۸۰ پر قاجر کا نام اور اشتہار چھپ چکا تھا جسے دییز کاغذ کے پردے میں محفوظ کر دیا گیا ۔

۲ - 'مخزن نکات' نسخہ خطی مخزنہ الدیہ آفس لائبریری ، لندن
کیٹلاگ نمبر بی ۵۵ ، مسطور ۱۱ ؛ سائز $\frac{1}{8}$ انچ \times $\frac{3}{8}$ انچ ؛
شکست آمیز نستعلیق ؛ ورق ۸۶ ؛ کاتب کا ترقیمہ ندارد ۔

قرائن سے پتا چلتا ہے کہ یہ وہی نسخہ ہے جو شاہ اودہ کے کتب خانوں کی فہرست کی تیاری میں ڈاکٹر اسپرنگر کے پیش نظر رہا ہے ۔ اسپرنگر نے اندازاً اس کا سائز (اوکٹاو) اور تعداد صفحات (تقریباً ڈیڑھ سو) لکھ دی ہے ۔ (موصوف نے اس تذکرے کو نقل کروایا تھا اور انسوس کے ساتھ اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ لکھنؤ کے دوران قیام میں وہ اس نسخے سے ضروری یادداشتیں قلم بند نہ کر سکے تھے) لیکن اس نسخے کے متعلق ان کی رائے اور 'فہرست شعرا' کے تجزیے سے ہمارے قیاس کی تائید ہو جاتی ہے ۔

اس نسخے کا کاتب نہایت غیر محتاط ہے ؛ کتابت کی غلطیاں بے شمار ہیں ، کتنے ہی الفاظ لکھنے سے رہ گئے ہیں اور سودا ، درد اور میر کے کافی اشعار صرف شروع کے ایک دو الفاظ لکھ کر نامکمل چھوڑ دیے گئے ہیں (جن کی خانہ بری مطبوعہ دواہن کی مدد سے کر دی گئی ہے) ۔ انعام اللہ خان یقین کے احوال کا زیادہ حصہ اور میر حسن علی شوق اور محمد قلیہ دردمند کے مکمل تراجم بھی کاتب کی لاپرواہی کی نذر ہو گئے ہیں ۔

ان خامیوں کے باوجود نسخے کی افادیت اس لیے مسلم ہے کہ اس میں علیم ، شاہ مجدد اعظم ، میر علی تقی کافر ، قمر الدین منت ، مراد علی حیرت اور مجدد شاکر کے مکمل تراجم کے علاوہ جگہ جگہ نہایت مفید اضافے کیے گئے ہیں جو مطبوعہ نسخے میں نہیں ہیں (ان کی نشان دہی حواشی میں کر دی گئی ہے) دونوں نسخوں کے مطالعے سے یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں کہ طبع شدہ نسخہ نقش اول ہے اور مخطوطہ لندن ، نقش ثانی ، جس میں ضروری ترامیم اور اضافے بھی شامل ہیں ۔ موجودہ متن اسی مخطوطے کے مطابق ہے ۔

اس قلمی نسخے کا مائیکرو فلم حاصل کیا گیا جس کے لیے مرتب کارکنان انڈیا آفس لائبریری کا شکر گزار ہے ۔

’غزن لکات‘ کے کچھ اور بھی نسخے ہوں گے جن کا پتا لگانا ضروری ہے ۔ بعض تذکروں میں اس قسم کے اشارے ملتے ہیں ۔ مثلاً سعادت خان ناصر نے قائم سے یہ روایت منسوب کی ہے کہ جب سودا شیخ علی حزلی سے ملتے گئے تو وہ بھی استاد کے ہمراہ تھے ۔ اس روایت کا ماخذ درج نہیں ہے لیکن ممکن ہے کہ یہ واقعہ ’غزن‘ کے کسی تیسرے نسخے سے نقل کیا گیا ہو ۔ اسی طرح عشق و مبتلا میرٹھی نے قائم کے احوال میں لکھا ہے کہ میرے اشعار و احوال ان کے (قائم) تذکرے میں درج ہیں۔۔۔ اور مؤلف ’طبقات سخن‘ کا احوال و انتخاب کلام ان دونوں نسخوں میں بہر حال شامل نہیں ہے ۔

رضا لائبریری ، رام پور میں بھی تذکرہ قائم کے پہلے دو طبقات کا اردو ترجمہ قلمی شکل میں موجود ہے ۔ محسن علی محسن مؤلف ’سراپا سخن‘ اس کے مترجم ہیں ۔ اس ترجمے کے اقتباسات مکرمی جناب کلب علی خاں صاحب فائق رام پوری کے پاس محفوظ

ہیں جن کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ محسن نے اپنی طرف سے اس میں اتنے اضافے کیے ہیں کہ ترجمے سے زیادہ اس پر تالیف کا گہاں ہوتا ہے ۔

تذکرہ مخزن نکات

از

قیام الدین قائم چاند پوری

مرتبہ

پروفیسر ڈاکٹر افتدا حسین



دیباچہ مؤلف

رہنمائی کلمات و دلنشینی فقرات بہ حمد سخن پناہی است کہ بنای مصرع موزون قامت خوبان گذاشته اوست و روانی خامہ و دلکشای نامہ بہ ثنائی دانش آگاہی کہ بیت ناخن بدل ابروی خوبان کہ دل از دست می برد نگاشته او ، و تحف تحیات رسالت مآب کہ ناظم حقیقی دیوان کائنات را بہ مصداق کلام صدق التیام "لولاک" بہ طفیل ذات مبارکش تدوین نموده و رباعی مدارج اربعہ را با چهار یارش کہ چون مصراع رباعی عناصر باعث قیام عالم الد حسن تزلزل فرمود و صلی اللہ علیہ و آلہ علی قدر فضلہ و کمالہ و سائم -

۱ - "تذکرہ مخزن لکات" کی ترتیب میں مندرجہ ذیل محففات کا التزام کیا گیا ہے :

مخ = مخزن لکات ، نسخہ خطی ، مخزنہ انڈیا آفس لائبریری ، لندن ، کتلاگ نمبر B 55 :

مط = مخزن لکات ، نسخہ مطبوعہ ، مرابہ مولوی عبدالحق اورنگ آباد ۱۹۲۹ ع -

۲ - اس پیراگراف کی عبارت مط میں اس طرح ہے : "بعد حمد سخن (بلکہ حاشیہ اگلے صفحے پر)

اما بعد بر ضمیر مہر تنویر سخن طرازان ہندوستان و طوطیان شکر شکن این 'بوستان مخفی و محتجب' مماند کہ 'تا الآن' در ذکر و بیان اشعار و احوال شعرای ریختہ کتاب تصنیف نگردیدہ و تا این زمان ہیچ انسان از ماجرای شوق افزای سخنوران این فن سطری بہ تالیف نرسیدہ۔ بنا بر این فقیر مؤلف مجد قیام الدین بعد از 'کوشش تمام و سعی مالا کلام' دواوین این اعزہ فراہم آوردہ پارۂ ایات از ہر کدام بر سبیل یادگار۔ در ذیل این بیاض کہ مورخ موسوم بہ 'مخزن لکات' است بہ قید قلم درآوردہ۔ و برای امتیاز طرز کلام طبقات علاحدہ کہ تفصیل آن بیشتر است، ترکیب دادہ کہ شاید مقبول خاطر خطیر صاحب دلی گردد یا در نظر والا نظری منظور افتد۔

(پچھلے صفحے کا بقہء حاشیہ)

اقرین کہ ہنای مصرع موزون قامت خوبان گزاشتہ اوست و بیت
 ناخن بدل ابروی محبوبان کہ دل از دست می برد نگاشتہ او و
 تحف تحیات یجناب رسالت مآب..... بہ یمن ذات مبارکش..... کہ
 چو مصراع رباعی عناصر باعث قیام عالم از حسن تزیین فرمودہ۔"

- ۱۔ شکر شکر این (مخ)
- ۲۔ تا الی الآن (مط)
- ۳۔ کتابی (مط)
- ۴۔ "انسانی... سطری تالیف نہ رسانیدہ"۔ (مط)
- ۵۔ 'از' اضافۂ مراتب۔
- ۶۔ بعد کوشش تمام و سعی تمام (مط)
- ۷۔ 'یادگار' مخ میں نہیں ہے اور مط سے مانگوڑ ہے۔
- ۸۔ کہ بہ 'مخزن لکات' موسوم است (مط)
- ۹۔ شاید کہ (مط)

په‌رحال التماس به، جاعه معنی شناس آنست که این بیچ مدان
را بچلندوی این خدمت به، دعای خیر یاد فرمایند و از خطای
رفته که خواص بشری است اعراض نمایند - مصرع :

که بیچ نفس بشر خالی از خطا نبود

طبقه اول : در بیان اشعار شعرای متقدمین -

طبقه دوم : در ذکر کلام سخنوران متوسطین -

طبقه سوم : در بیان اشعار و احوال سخن طرازان متأخرین .

طبقہ اول

در بیان اشعار شعرائے متقدمین

۱ ، ۲ - سعدی و خسرو :

اتفاق بعضی از مورخین بر آنست کہ چون حضرت شیخ سعدی شیرازی قدس اللہ روحہا در ہنگام سیر و سیاحت بہ طرف گجرات تشریف آوردند بسبب مجاورت سومنات چنانکہ در نسخہ بوستان خودش ایما بر آن فرمودہ اند لختی بر زبان این دیار

۱ - سعدی کی شخصیت سے متعلق قائم کو مغالطہ ہوا ہے ۔ متعلقہ اشعار سعدی شیرازی کے نہیں بلکہ ان ہی کے ایک ہم نام (یا ہم قضاے) کے ہیں جو بدلول حکیم شمس اللہ نادری (اردوے قدیم ضمیمہ اول) کا کوری کے باشندے تھے ، عہد اکبری سے تعلق رکھتے ہیں اور ۸۱۰۰ سال وفات ہے ۔ (مزید ملاحظہ ہوں : 'سعدی کا کوری' از نثار احمد فاروقی ، رسالہ 'نیا دور' لکھنؤ شاہدہ دسمبر ۱۹۵۷ع یا رسالہ 'معاصر' پشت حصہ نہم ۔ اور 'شیخ سعدی ہندی' از حسین سروری ، رسالہ 'اردو نامہ' شاہدہ پشتم ، وغیرہ) ۔ اس سے قطع نظر مورخین اس بارے میں تو متفق ہیں کہ سعدی شیرازی میسوپوٹیمیا ، ایشیائے کوچک ، شام ، مصر اور مکہ تشریف لے گئے تھے لیکن موصوف کی سیاحت ہندوستان اور کاشغر کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے ۔

۲ - 'بسبب' مخ میں شامل نہیں ہے ۔

وقوف یافتہ ، یک دو بیت ریختہ کہ بعد ازین مرقوم خواهد شد ،
بر سبیل تفنن بقید نظم درآوردہ -

بعد ازان حضرت امیر^۱ بر بیان بنا طراحی و لغزهای^۲ بسیار
بکار بردند - بر چند سلیقہ^۳ سخن سنجی آن وقت دور از فصاحت
ریختہ گویان حال است و از عبارات غیر ماقوس مالا مال^۴ ،
لیکن پیاس طبیعت مشتاقان بر جنس سخن دوسہ چہار بیت
ازان ابیات^۵ تبرکاً و تبعیاً درین مقام قلمی می گردد - و از
آثار و احوال^۶ این ہر دو بزرگوار چہ نویسند کہ مورخان سلف
در کتب تواریخ متداولہ ضبط نمودہ اند اظہر من الشمس و این
من الامس است -

سعدی : اے مردمان شہر شا کیسی بری یہ ریت ہے
ہے ہے نمی پرسد کسے پردیسیا ماریت ہے
سعدی طرح الکیختہ شہد و شکر آمیختہ
”در ریختہ“ در ریختہ ، ہم شعر ہے ہم گیت ہے

۱ - اس پیراگراف کی عبارت میں مط میں جہاں جہاں اختلاف ہے
وہ درج کیا جاتا ہے : ”اتفاق جمہور بر آن است ... در ہنگام
سیاحت ... چنان کہ در نسخہ بوستان مذکور است بزبان این
دیوار وقوف یافتہ یک دو غزل ریختہ کہ بعد ازین مرقوم خواہد شد
مع دیگر ابیات بر سبیل تفنن ارشاد فرمودند -“

۲ - یعنی حضرت امیر خسرو ، متوفی ۷۴۵ھ -

۳ - تعمیر ہای (مط)

۴ - ”و از ... مالا مال“ مط میں نہیں ہے -

۵ - ازان انتخاب (مط)

۶ - و از احوال (مط)

لخسرو : ز حالِ مسکینِ ثغافلِ درائے نیناں بنائے بتیاں
چو قابِ ہجران نہ دارم اے جاں نلیوہ گاہے لگائے چھتیاں'

زرگر ہسرے جو ساء ہارا !
”کچھ گھڑے سنوارے“ پکارا
نقدِ دلِ من ربود و بشکست
آخر نہ گھڑا نہ کچھ سنوارا

۳۔ نوری :

جامع فضائل معنوی' و صوری ، حقیقت آگاہ سلا نوری از
قاضی زادہ های قصیدہ اعظم پور است - در فن بدیع و معاصر آمد
روزگار خود بود ، و شعر فارسی بسیار بلیدہ' می گفت - چنانچہ
قصائد طویل الذیل از وی یادگار است - گویند وقتی کہ ابوالفیض
فیضی مثنوی' تل و دمن' تصنیف می کرد، چون بہ این مصرع رسید:
موی شدہ ام ز ناتوانی

بجہت تمامی معنی افتادہ' و مضمون مصرع ثانی بخاطرش
تمی رسد' : ملای مذکور سابقہ معرفتی کہ داشت برای ملاقات
وی رفتہ بود بحقیقت حال وار رسید، مصرع بر بلیدہ' گفت' :
مو بر تن من کند گرانی

۱۔ یہ شعر مط میں شامل نہیں ہے - 'پنجاب میں اردو' از شیرانی
(طبع دوم) صفحہ ۱۷۳، میں 'دوائے' کی بجائے 'دورائے' اور
'نلیوہ' کی بجائے 'نہ لیوہ' ہے -

۲۔ معنی (مخ)

۳۔ بر تہ (مط)

۴۔ معنی بند افتاد (مط)

۵۔ رسید (مط)

۶۔ مصرع ہدایہ' گفت (مط)

فیضی پر لطف طبیعتش آفرین کرد و ازان باز او را بسیار دوست می داشت - دوم - زل ریختہ بطور قلباً از وی مسموع است ؛ اما بالفعل - وای این یک بیت مقطع چیزی دیگر در خاطر نیست :

ہر کس کہ خیانت کند البتہ بترسد
بیچارہ نوزی نہ کرے ہے نہ ڈرے ہے

۴ - الفضل :

محمد افضل مردیست از سکان قصہ "جہنجاہانہ" - اگرچہ ربط کلامش چندان مضبوط و مربوط لیست ، لیکن ازان جا کہ قبول بی سبب و رد بی غضب خاصہ جناب ازلی است تصنیفاتش بمرتبہ مؤثر دلہا است کہ از حیث تحریر و تقریر الزون است ، و مثنوی "بکٹ کہانی" از وی یادگار است - زمانہ اش از قدم ایاتش قیاس باید نمود - این یک بیت از مثنوی مشہور اوست :

پڑی ہے "کل میں میرے ہم بھانسی
مرن اپنا ہے اور لوگوں کی ہانسی

۱ - "دیگر" مط میں نہیں ہے -

۲ - مردیست از سکان دیار مشرق (مط) - مولانا الفضل جہنجاہاوی یا پانی پتی کا انتقال ۱۰۳۵ھ میں ہوا ("ہنجاب میں اردو" - لیر ملاحظہ ہو : بکٹ قصہ الفضل جہنجاہاوی از حافظ محمود شیرانی ، مشمولہ مقالات حافظ محمود شیرانی ، جلد دوم ، لاہور ۱۹۶۶ع صفحہ ۹۵ - ۱۱۶)

۳ - بیرون است (مط)

۴ - و مثنوی "بکٹ کہانی" پر صفحہ "روزگار از وی یادگار است - رویہ اش از قدم ایاتش یا قیاس باید نمود (مط)

۵ - پڑے شامل میں میرے ہم بھانسی

مرن اپنا ہے اور لوگوں کو ہانسی (مط)

۶ - مرد (مخ)

باید دانست کہ چون فن رختہ در آن وقت از محل اعتبار
ساقط بود بناءً علیہ بیچ کسی بر توغل آن اقدام نمی نمود
و این دوسہ چار بیت کذای کہ بنام اساتذہ معتبر مرقوم است
الغلب کہ منشاء نظمیں ہزلی پیش نباشد^۱۔
۵۔ قطب شاہ :

اما بعد ازین ہست بلاد دکن در عہد عبداللہ قطب شاہ^۲
کہ با سخن و اہل آن محبت دلی داشت^۳ رختہ گفتن بہ زبان
دکھنی ہموار رواج گرفت ۔ بادشاہ مذکور نیز طبع موزون
داشت ۔ اکثر در مرثیہ حضرت ابی عبداللہ الحسین علیہ الصلوۃ
والسلام شعر می گفت ۔ بنابر تفنن طبیعت^۴ بہ حسب اتفاق دوسہ
بیت چستہ چستہ در وصف خط و خال غزالان شہری ہم
می پیوست ۔ چنانچہ این مطلع غزل بنام او شہرت دارد^۵ :
کسی در کہوں کان جاؤں میں مجھ دل کٹھن^۶ پھرات ہے
اک بات کہے ہوں گے سچن یہ^۷ جیو برہ بات ہے
و اکثر مستعدان این فن کہ در آن وقت^۸ بودند مردم
این دیار بر اشعار و احوال یکی ازین با اطلاعی نیافتہ^۹ مگر

۱۔ الغلب کہ منشاء نظمیں ہزلی پیش نباشد (مط)

۲۔ ولادت ۲۸۔ شوال ۲۳۔ ۵۱۱ھ وقت ۳۔ بحرم ۸۳۔ ۵۱۔

۳۔ کہ با سخنوران محبت و مواسا پس می آید (مط)

۴۔ و گاہی بنا بر تفنن طبیعت (مط)

۵۔ ہم می نوشت چنان چہ این مطلع ازوست (مط)

۶۔ دل پہ کٹھن (مط)

۷۔ کے (مط)

۸۔ یاں (مط) ہے (مط)

۹۔ وقتی (مط)

۱۰۔ نیافتہ اند (مط)

معدودی چند کہ در زمان سلطان ابوالحسن، لوای شہرت
برافراختند و بارہ از ایات این اعزہ بر اوراق پیاض ہای سخن
سنجان ہندوستان قلمی ماند۔ بنا برین یک گونہ از اسم و رسم
این ہا تعارفی باقی است۔ الشاء اللہ تعالیٰ من بعد ہذا چیزیں از آن
مراقوم خواہد شد۔ و از مرآت حوصلہ فہم معنی آگاہان پوشیدہ
نیست کہ دماغ بے دماغان بہ کاؤ کاؤ و مشقت بسیار بر نمی تابد۔
بر آغہ معقول و سہلۃ الوصول دہد بقید قلم در کشید و درد سری
کہ مافوق طاقت خود یافت در تجسس و تفحص آن یفتاد و مفت
وقتی را کہ بدلتش متصور نیست بہ اندیشہ طول امل بر باد نداد۔
۶۔ طالب :

میرزا ابوطالب المتخلص بہ طالب، مردی بود ہفتاد سالہ
کہ از متوطنان قصبہ بلندہ کہ در نواح اورنگ آباد واقع است در

۱۔ معدود چند (منج)

۲۔ ابوالحسن تانا شاہ تاجدار گولکنڈہ ۱۶۷۳ ع لغایۃ ۱۶۸۷ ع

متوفی ۱۷۰۳ ع۔ (مکسینہ)

۳۔ قلمی نمودند (مط)

۴۔ من بعد (مط)

۵۔ "بر" مط میں نہیں ہے۔

۶۔ سہلۃ الحصول (مط)

۷۔ در تحقیق و تفحص آن یفتاد (مط)

۸۔ وقت (منج)

۹۔ طول و طویل (مط)

۱۰۔ مط میں طالب کا ترجمہ ہاتف (۲۵) کے بعد آتا ہے۔

۱۱۔ قصبہ بلندہ (منج)

۱۲۔ واقع، مط میں نہیں ہے۔

لشکر بہادر شاہ سابقہ آشنائی یا عم بزرگوار میرزا رفیع صاحب^۱ ہم رساند^۲ ہمراہ لشکر فاجر اثر بہ رفاقت ایشان برای کار جاگیر خود بہ دارالخلافت شاہ جهان آباد رسید و تا مدتی کہ اقامت نمود ہم خانہ ایشان بود۔ و بعضی ازین احوال و اشعار از بعد ازان سمت تحریر می یابد^۳، زبانی میرزا ابوطالب مسطور بہ میرزا صاحب رسیدہ بود و از ایشان علی سبیل ذکر و مذکور بہ فقیر معلوم گردیدہ^۴ و این یک شعر از طالب مرقوم است :

ہمنا کے خونِ چشم سے آلود، کب کرے
وہ ہک جسے گرافی ہے رنگِ حنا سنی

۵۔ - مرزا :

ابوالقاسم ، مرزا تخلص ، از مخلصان سلطان ابوالحسن عرف تالا شاہ بود۔ چون پادشاہ مذکور چنانکہ مشہورست ، اسیر سپاہ ہندوستان آمد این بابا بہ مقتضای غیرت بہ موضع عبداللہ گنج کہ در جوار حیدرآباد واقع است ، انزوا گزید و بقیہ عمر بہ لباس فقر ہم آنجا بسر برد۔ این دو بیت بنام او مشہرت دارد^۶ :

۱۔ - حضرت میرزا رفیع صاحب (مط)۔ قائم کی مراد سودا کے ”عم بزرگوار“ سے ہے۔ شیخ چالہ کی تقلید میں قائم نے بھی غلطی سے یہ سمجھ لیا کہ قائم کے مخاطب خود سودا ہیں۔ (ملاحظہ ہو کلیات قائم جلد اول ، صفحہ ۴۴)

۲۔ - و بعضی ازین احوال و اشعار کہ سابق مرقوم شدہ (مط)

۳۔ - مط میں میرزا کا ذکر اس طرح ہے : ”از مخصوصان سلطان ابوالحسن عرف تالا شاہ۔ عبداللہ گنج کہ در جوار حیدر آباد... این یک بیت بنام او مشہرت دارد“۔ مط میں پہلا شعر (مطلع) درج نہیں ہے۔

عارضی چندو کا نہیں ہے ترے گال سوں اچھا
 سمجھیں ہمیں کلف کو نہ تجھ خال سوں اچھا
 مرزا وہ نوشہال کدھر سٹ گئے چمن
 دستا تھا جن کے ہاتھ پہ گل ڈال سوں اچھا

۸۔ فضلی :

فضل الدین خانؒ، فضلی تخلص، بہ جمیع فضائلِ انسانی
 مشہور است۔ بہ تخصیص در شبوۃ سخن سرائی ممتاز روزگار خود
 بود۔ میرزا ابو طالب می گفت کہ ابن عزیز ہر مائش شخصی در
 تعریف سراپای حسن شاہزادہؒ مثنوی پانصد شعر با ابن ہمہ نازکی
 و ہر کاری موزون کردہ است کہ، اورا مردم آن دیار نرگس آسا ہر بیاض
 دیدہ قلمی می سازند و از شہری بشہری می برند۔ در حقیقت
 دوسہ چار بیتش کہ ازان جملہ علی سوامع اہل ہند است خالی از
 حسن و لطافت نیست۔ چنانچہ ابن ابیات از بہان مثنوی است :

عرق منہ پہ جون آرسی میں حباب
 تبسم لبان پر جون موجِ شراب
 ذفن جون مرہٹا دے سیو کا
 نہ وان لک سکے ہاتھ، ہر دیو کا

۱۔ ہر وزن فع۔

۲۔ افضل الدین خان (مط)

۳۔ در تعریف حسن شاہزادہ (مط)

۴۔ لطافتی (مط)

۵۔ مط میں یہ شعر اس طرح ہے :

زخ جون مرہٹا دے سیو کا
 بہ کب پڑ سکے ہاتھ وان دیو کا

۹ - غوثی :

محمد غوث ، غوثی تخلص ، خلف الصديق مولاناى قطب الدين قاضى حيدر آباد است - در جميع علوم و فنون مشاّر اليه بود و ہميشه به درس و تدريس اشتغال داشت - گاه گاه بمقتضاي موزوني طبيعت دوسه مصراع رنخته و فارسي نیز موزون مي کرد - در آخر عمر درد طلب دامنگير حال او شد ، از خویش و قوم گسيخته ، بزيارت حرمين شريفين زاديها الله شرفاً مستعد گرديد و ہم آنجا ودیعت حيات سپرد - اين دو بیت رنخته از واردات خاطر اوست :

تیر بھواں سے کن کہا گھایل نکو کرو
ہلکاں کے یا خنجر سنی بسمل نکو کرو
کائو ، جلاؤ ، راکھ کرو ، راضی ہیں ہم
سب کچھ کرو ہر ایک کٹھن دل نکو کرو

۱۰ - علیم :

علیم تخلص شاعر دکھنی است - احوالش بہ تفصیل معلوم نیست - این یک شعر بہ نام او مشہور است :

آتا ہے چپ پیارا کانوں میں ڈال موق
رخسار کی جھلک سے دستی ہے لعل موق

۱ - می گردد (مط)

۲ - برآمدہ (مط)

۳ - تشریفاً (مط)

۴ - مط میں ردیف 'نکو کرے' ہے -

۵ - خنجر پر وزن فعل -

۶ - یہ ترجمہ مط میں شامل نہیں ہے -

۷ - دستا ؟

۱۱ - روحی :

روحی تخلصِ سردی از پیرزادہ ہای حیدر آباد است - روزگاری
 مہیا و عاقبتی گوارا داشت ، و بخلاف احوال پراگندہ طبعان ہرزہ
 روزگار و ہریشان خاطرانِ تفرقہ شعار است و در اوایل جوانی بہ
 شعر و شاعری مشغول بود - آخر ازان اندیشہ بازگردیدہ مدت عمر
 بہ سجادۂ طاعت بہ فقرو قناعت گذرانیدہ - این دویست و ہشتہ
 ازوی یادگار است :

درین ستے نگاہ کو مائل لکو کرو
 یہ دکھ ایس کے واسطے حاصل لکو کرو
 خنجران اے کہ عہدہ پر آ نہیں لو ہو گی ہولند
 ہلکان کو میرے دل کے مقابل لکو کرو

۱۲ - نوری :

شجاع الدین ، نوری تخلص ، ہر چند از سادات بلندۂ کجرات
 است اما تمام عمر بہ علاقہ روزگار در حیدرآباد بسر بردہ ، آخر
 حال بعمدہ تعلیم بسر وزیر سلطان ابوالحسن پایہ امتہاز یافت -
 چندی بہ منصب معہودہ قیام می نمود کہ ناتوان بہتان روزگار
 بر سبیل حسد بہ عشق وزیر زادہ متہم ساختہ ، از خدمت مامورہ
 باز داشتند - چون بہ وقوع این حال رسید اے چارہ خجالت کشید
 بی اطلاع ہمہ کسی از حیدرآباد برآمدہ ، در قصبہ بلندۂ رخت

۱ - تفرقہ شعار می زیست (مط)

۲ - مط میں ردیف 'لکو کرے' ہے

۳ - 'مامورہ' مخ میں نہیں ہے

۴ - سید (مط)

۵ - انفعال کشید (مط)

۶ - قصبہ بریتند (متر)

اقامت انداخت ، و یہ بیان جائگاہ بھوار رحمت ایزدی پیوست :

نوری اہس کے دل کی کسی سے نہ کہہ، بٹھا

حاصل بھلا اب اس سے دوائے جوتھا سوتھا

۱۳ - شاہی :

شاہ قلی خان ، شاہی تخلص ، از متوطنان بھاگ لگر بود -

یہ دوستی طبع و رسانی فکر داد سخن سرائی می داد - مدق بہ توسل

نوکری پادشاہی در بلدہ حیدرآباد می گذرانیدہ آخر حال بہ منصب

لدیمی تانا شاہ معزز و مبای گشت - اکثر بر طبق ایمای پادشاہ

مذکور شعر مرثیہ فکر می کرد - چنان چہ سابق برین پنجاہ سال

ابیات مرثیہ اش در بلاد ہندوستان اشتہار داشت و بالفعل بنا بر

الدراس بگوشہ غمول کواغذ فرسودہ و خریدہ جز این مطلع اشعار

از وی مسموع نیست :

ملنا تمہن کا شیر سے کوئی جھونٹھ کوئی سچ سچ کتے

کس کس کا منہ مولندوں سجن کوئی کچ کتے کوئی کچ کتے

۱ - و نہال جائگاہ بھوار ایزدی پیوست (مط)

۲ - کسو (مط)

۳ - 'اب' مخ میں نہیں ہے -

۴ - حیدر آباد (دکن) کا قدیم نام جسے سلطان محمد قلی قطب شاہ نے

اپنی محبوبہ بھاگ متی کے نام سے منسوب کیا تھا -

۵ - می گذرانہ (مخ)

۶ - اکثر حسب الایما (مط)

۷ - ابیات مرثیہ اش در بلاد ہندوستان دست بدست گردیدہ اند و بالفعل

جز اندراس بگوشہ غمول کواغذ فرسودہ و آخریدہ سوای این

مطلع اشعار غزل از وی مسموع نیست (مط) - متن میں خریدہ کے

بعد 'جز' اضافہ مرتب ہے -

۸ - 'سچ کتے' مخ میں نہیں ہے -

۱۴ - قادر :

میر عبدالقادر ، قادر تخلص ، از باشندگان حیدر آباد است ۔
چشم عبرت بن و دل حسرت گزین داشت ۔ چون سن شریفش از
پنجاه متجاوز گردید ، بر دست یکی از مشایخ آن دیار بیعت کرد و
تا آخر عمر ' بہ ریاضت شاقہ گذرانید ۔ این رباعی از مصنفات اوست :

ہر چند ہم سب سون اوٹھایا ہے بات
اس پر بھی نہ آزاد کھائے بہات
عالم میں ہر اک یہ کہتا ہوگا
دکھن میں ہے قادر اچھوں درقیدھیات

۱۵ - لطفی :

لطف علی ، لطفی تخلص ، شاعر دکھنی است و دیگر احوال
او معلوم بندہ نیست کہ کیست و کجائست ۔ این یک شعر
بنام او مسعود است :

میں عشق کی گلی میں گھایل پڑا تھا ، تس پر
جوہن کا ساتا آکر مجھ کو کھندل گیا ہے

۱۶ - رافت :

مہر علی رافت ، در کمال شوخی^۱ و ظرافت ، پسر خطیب
پادشاهی است ۔ از غایت سبک سری^۲ و زیادہ گوئی معاصران
خود را بہ طعن و استہزا می رنجانید و بیچ کس را در برابر خود

۱ - ہر دست یکی از مشایخ آن دیار کہ نسبت وی بہ شیخ

شہاب الدین مہروردی می ہوست خرقہ پوشیدہ و تا آخر

عمر (مط)

۲ - اچھوں (مط)

۳ - شوخ (مط)

۴ - شب گیری (مخ)

مقداری نمی نهاد - روزی در مجلس پدر بزرگوارش کہ بہ سخن فہمی و نکته دانی نظیری^۱ نداشت ، بہ تقریبی ذکر شعر مشککہ بہ میان آمد - چون در استکشاف معنی آن اندکی تاہل کرد ، بسوی او چشمکی^۲ زد و گفت ”جانے خایہ خطیب کا۔“ و ازین جنس بسا سخنان ناصواب از وی مسموع است - بالجملہ آنچه از وطیرہ اشعارش معلوم می شود سخنش بہ چاشنی رسیدہ بود^۳ او تعالیٰ رحمتمش کناد !

موتی دریا میں ایسے کے نہیں کان لگ دھوئے
کہ سمہن کے وہ بنا گوش سے ہمر ہوئے
ہونچھا داماں سے رقیباں کے انکھیاں^۴ کا لوہو
ہوں بھی ہمتا سے نہ ہولے کہ اتا مت روئے

۱۷ ، ۱۸ - آزاد و فراق :

فقیر اللہ آزاد ، از متوطنان بلدہ حیدرآباد است - ہنوز از صغر سن یر نیامدہ بود کہ پدرش برحمت خدا رفت - اکابران^۵ محلہ نظر پر یتیمیش نمودہ در صدد تربیتش بودند^۶ - چون جوان

۱ - نظیر (مخ و مط)

۲ - چشمکی (مخ)

۳ - مخ میں یہ فقرہ نہیں ہے ، جگہ خالی چھوڑ دی گئی ہے - یہ مط سے ماخوذ ہے -

۴ - معلوم نمی شود سخنش بچاش نرسیدہ بود (مط)

۵ - حق تعالیٰ ؟

۶ - بس (مخ)

۷ - انکھا (مخ) انکھیا (مط)

۸ - اکابر (مخ)

۹ - یتیمیش نمودہ عزیز می داشتند (مط)

شد سودای زلف عنبرینی در سرش پیچیده و کارش باواری انجامید -
 مکان معین نداشت و خاله بر دوش می‌گردید - چنان چه این
 عزیز و شخصی فراقی تخلص که بنده از احوالش کجا نبغی اطلاع
 ندارم - در زمانی که محمد یار خان صوبه دار دہلی بود و
 به اتفاق ہم برای دہن وی^۱ بہ دارالخلافہ آمدند - چون نسق
 کلامش بنا بر کثرت صحبت خاطر نشین اینها گردید ، متبع او
 گشتند - چنان چه از رویہ اشعار این بر دو بزرگوار پیداست -
 آزاد :

کوئی کسی بی فن میں ہم ساتھ بر نہ آیا
 ہر جس سے ہمار ملتا ایسا ہنر نہ آیا

فراقی :

فراق کشتہ ہوں اُس آن کا جس دم کہ وہ ظالم
 کمر سے کھینچتا خنجر ، چڑھاتا آستین آوے

۱۹ - احمد :

احمد گجراتی ، شاعر ہندی است کہ عبارت از گیت و دوہرہ
 باشد^۲ - در علم سنسکرت و بھاکا^۳ بد طولی داشت و در فن خود
 سر آمد روزگار بود - و الحق دوسہ دوہرہ کہ^۴ از تصنیفش شنیدہ
 شدہ ، مذاق کلامش بسیار دل نشین است - چون معاصر ولی بود

۱ - در آن ایام (مط)

۲ - دہلی بود ہر دو باتفاق برای دہن وی (مط)

۳ - شعر ہندی می‌گفت کہ عبارت از گیت و دوہرہ باشد (مط)

۴ - بھاکا : بھاکھا

۵ - کہ دوسہ دوہرہ (مط)

گاہ گاہ شعر ریختہ نیز موزوں می نمود^۱ - چنان چہ ابن بیت^۲ از نتایج فکر اوست :

شب جھوٹھے وعدوں پر جو^۳ ترے ہم ہک گئے
کوئی لاکھ بار گھر سے آٹھے در تلک گئے
بوجھی تھی کل میاں سے اہس^۴ دل کی میں خبر
سو آج لاکے سر ستے میرے پنک گئے
احمد بتا میں کیا کروں اب راہ^۵ عشق میں
اک سانچہ پڑ گئی ہے دوحے پاؤں تھک گئے

۲۰ - فخری :

فخری تخلص شخصی بود از شاگردان ولی - شعر بسیار بہ صفا^۶ می گفت ، چنان چہ از سیاق و سیاق کلامش پیدا است و دیگر احوال معلوم ہندہ لیست :

دیکھوں میں جب تجھے تو چکاچوندہ لک رہے
دیکھا ہے کن نے بار^۷ نظر بھر کر آفتاب

۲۱ - محمود :

محمود نیز شاعر دکھن است ، از معاصرین ولی است و دیگر احوال بہ وثوق^۸ نمی ہوںدد :

۱ - چون معاصر شاہ ولی اللہ ولی بود گاہ گاہی فکر شعر در ریختہ نیز می نمود - (مط)

۲ - ابیات ؟

۳ - مخ میں 'جو' نہیں ہے - (مخ)

۴ - آٹھی (مخ)

۵ - مخ میں 'ہ' صفا^۶ نہیں ہے -

۶ - بارکن نے (مط)

۷ - بہ وسوخ (مخ) - مط میں محمود کے ترجمے کی عبارت مخ سے (باقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر)

لوگاں کہیں پتھر سے کچھ سخت نہیں ہے لیکن
جو کوئی بتاں سے بھڑا وہ سخت ہے پتھر سے
۲۲ - سراج :

سراج تخلصِ شخصی از متوطنان اورنگ آباد است - افہ از
سلیقہ شعرش معلوم میشود بسیار بہ درستی حرف میزند :
پی بن مجھ آنسوؤں کے شراروں کی کیا کمی
جس رات ہو نہ چاند ستاروں کی کیا کمی

رفوگر کو کہاں طاقت کہ زخمِ عشق کو ڈالکے
اگر دیکھے مرا سینہ رفو چکر میں آجاوے

نہیں حقیقت میں حسن و عشق جدا
طوقِ قمری ہے طرہٴ شمشاد

۲۳ - محقق :

محقق تخلصِ شخصی است کہ بندہ از احوالِش خبر ندارم -
ایں یک شعر بنام او ہر پشتِ بیاض کہنہ کہ از ملکیت ابوطالب
مرقوم بود ، در ذیل شاعرانِ دکھنی نوشتہ دیدہ - ظن غالب
است کہ داخل ہاں جرگہ باشد - واللہ عالم بحقیقۃ الحال :

(پہلے صفحے کا بقیہ حاشیہ)

مختلف ہے : ” نیز از دکھن است - گویند معاصرِ فخری است بلکہ ہا

او چیزی قراہت ہم داشت - بالفعل از خاطر رفتہ است - ”

۱ - اس شعر میں ’کئیں‘ بجائے ’کہیں‘ ؛ ’پتھر‘ (ت غیر مشدد)

لائیں ، بجائے نہیں ؛ اور ’کئی‘ بجائے کوئی پڑھا جائے گا -

۲ - سیدسراج الدین، سراج اورنگ آبادی متوفی ۱۱۷۷ھ مطابق ۱۷۶۳ع

۳ - مخ میں ’ہے‘ نہیں ہے -

۴ - اللہ عالم بالصواب (مط)

تم ہر کسی سے وعدہ دیدار مت کرو
اپنی زبان سے جھوٹ کا اقرار مت کرو

۲۴ - ہاشم :

ہاشم تخلص شاعر دکھنی است۔ آن چہ از طرز کلامش
معلوم می شود^۱ سری بہ سخن داشت :

دکھن اور ہند کے دلبر ہمن سوں بے حجاب آچھے
کہ مکھڑے چاند سے ہر جن کے خط کے بیچ تاب آچھے

۲۵ - ہاتف :

ہاتف نیز شاعر دکھنی است۔ ابن یک شعر بنام او شنیدہ
شدہ است^۲۔

انکھیاں تری^۳ اور زلف سے کافر ہوا سارا جہاں
اسلام اور تقویٰ^۴ کہاں ، زہد اور مسلانی کدھر

۲۶ ، ۲۷ - ولی و بیدل :

شاہ ولی اللہ ، ولی تخلص^۵ شاعر بست مشہور ، مولدش گجرات
است۔ گوہند بہ نسبت فرزند^۶ شاہ وجیہ الدین گجراتی کہ از
اولیای مشاہیر است ، افتخار ہا داشت۔ در سنہ چہل و چہار از

۱ - مفہوم می شود (مط)

۲ - ”ہاتف تخلص ، شعلی در دکھن بودہ است۔ ابن یک شعر بنام
او در بیاضی سیادت پناہ میر محمد شاہ ، کہ یکی از آشنایان والد
فقیر مولف بودہ اند ، نوشتہ۔ شعر مذکور ابن است۔“ (مط)

۳ - تری انکھیاں۔ (مخ)

۴ - مخ میں ”تقویٰ“ کے بعد ”کدھر“ زائد ہے۔

۵ - ولی گجراتی متوفی ۵۱۱۹ھ۔

۶ - فرزند۔ (مط)

جلوس عالمگیر بادشاہ، ہمراہ میر ابوالعالی نام، سید پسری کہ
دلش فریفتہ، او بود، یہ جہان آباد آمد، گاہ گاہ بزبان فارسی
دوسہ بیت در وصف خط و خالش می گفت۔ چون در آنجا
بسعادت ملازمت حضرت شیخ سعداللہ گلشن، قدس سرہ مستعد
گردید، بہ گفتن شعر بزبان ریختہ امر فرمودند، و این مطلع تعلیماً
موزون کردہ حوالہ او نمودند :

خوبی اعجازِ حسنِ یار گزانشا کروں
بے تکلف صفحہ کاغذِ بد بیضا کروں

۱۔ ہد اکرام چغتائی نے اپنے مضمون 'ولی گجراتی اور شاہ سعد اللہ
گلشن' (اردو نامہ، ۲۳، وان شاہرہ، بابۃ مارچ ۱۹۶۶ء) میں اس
نظر سے اختلاف کیا ہے کہ ولی اور شاہ سعد اللہ گلشن کی
ملاقات ۳۴ جلوس عالم گیری یعنی ۱۱۱۲ھ میں دہلی میں
ہوئی۔ ان کا خیال ہے کہ ولی کی دہلی میں آمد کے وقت
شاہ گلشن دکن کی سیاحت کر رہے تھے اس لیے دہلی میں ان
دونوں کی ملاقات اور شاہ صاحب کا ولی کو مشورہ دینا،
دونوں روایات مشکوک ہو جاتی ہیں اکرام صاحب کا خیال
ہے کہ یہ تاریخی ملاقات ۱۱۰۰ھ اور ۱۱۰۵ھ کے درمیان
کسی وقت احمد آباد (گجرات) میں ہوئی ہوگی۔

- ۲۔ 'نام' مط سے ماخوذ ہے۔
- ۳۔ 'آمد' مط سے ماخوذ ہے۔
- ۴۔ حضرت شاہ گلشن (مط)۔ متوفی ۲۱ جمادی الاول ۱۱۳۱ء
بمقام دہلی (سرو آزاد)۔
- ۵۔ امر فرمود (مط)۔
- ۶۔ مطلع نغز (مط)۔
- ۷۔ ولی نے اسی مطلع پر ایک غزل کہی ہے جس کا مقطع یہ ہے :
(بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر)

بالجملہ یہ یمن تفول زبان' ایشان سخن ازین بابا' چنان
حسن قبول یافت کہ ہر بیت دیوانش روشن تر از مطلع آفتاب
گردیدہ و ریختہ را قسمی بفصاحت و بلاغت می گفت کہ اکثر
استادان آن وقت از راء ہوس شعر ریختہ موزون می نمودند -
چنانچہ قدوة السالکین زبدة الواصلین " میرزا عبدالقادر بیدل"
رحمة الله علیہ نیز دریں زبان غزل کہ مطلع و مقطع اش
اینست :

مت ہوچہ دل کی بالیں وہ دل کہاں ہے ہم ہیں
آس جنس بے نشان کا حاصل کہاں ہے ہم ہیں

(پہلے صفحے کا بقیہ حاشیہ)

آرزو دل میں ہیں ہے وقت مرنے کے ولی
مروقد کوں دیکھ سیر عالم بالاکروں

(کلیات ولی ، صفحہ ۱۳۸ - ۱۳۹)

دیوان ولی کے ایک قلمی نسخے میں جسے حکیم شمس اللہ قادری
نے نقل کروایا تھا ، اس مطلع سے متعلق ایک نوٹ درج ہے
جسے ڈاکٹر نور الحسن ہاشمی نے نقل کیا ہے : "اس غزل
کو طبقات الشعراء ، مولفہ منشی قدوت اللہ صدیقی مراد آبادی
۱۸۸۸ء میں حضرت شاہ گلشن کی طرف منسوب کیا گیا ہے جس
کو حضرت نے خود تبرکاً ولی گجراتی کو مرحمت فرمائی تھی
اور اسی پر ولی کے ریختے کی بنیاد ہے ۔" قائم کا بیان بھی یہی
ہے اور یہ واضح ہے کہ شوق کا بیان قائم سے ماخوذ ہے ۔

۱ - 'زبان' مط سے ماخوذ ہے ۔

۲ - این بابا (مط) ۔

۳ - 'کہ' مط سے ماخوذ ہے ۔

۴ - زبدة الفاضلین - (مط)

۵ - مرزا بیدل متوفی ۱۱۳۳ھ بمقام دہلی ۔

جب دل کے آستان پر عشق آن کر ہکا
 ہر دم سے یار بولا ، بیدل کہاں ہے ہم ہیں
 و این چند بیت کہ فقیر موافق لہم ناقص خود از دیوان ولی
 مذکور منتخب ساختہ ہست :

دل کو گر مر تبہ ہو درہن کا
 مفت ہے دیکھنا سرچن کا
 نک ولی کی طرف نگاہ کرو
 دیر سے 'منتظر ہے درشن کا

لہ پوچھو عشق میں جوش و خروش دل کی ماہیت
 ہرنگِ ابر دریا بار ہے رومال عاشق کا

پھر میری خبر لینے وہ حیرت نہ آیا
 شاید کہ مرا حال آئے یاد نہ آیا

دیکھ احوال مرا ناصحِ شفقی نے ولی
 ہاتھ سے ہاتھ ملا درد سے 'سینہ کوٹا

صنم کے لعل پر وقتِ تکلم
 رگِ یاقوت ہے موجِ تبسم

۱ - 'ایں' اضافہ مر تبہ -

۲ - صبح سے (مط) صبح سون (کلیات ولی ، طبع سوم ۱۹۵۴ ع) -

۳ - درد سون (مط) - یہ شعر مط اور مخ میں موجود ہے لیکن

'کلیات ولی' میں شامل نہیں ہے -

زلف کی جامِ عیش ہے لیکن
فائدہ کیا اگر مدام نہیں

ڈالے اکھاڑ کوہ کو' جون کاہ اے ولی
عاشق کی آہِ سرد کہ جس میں صدا نہیں

خوب رو خوب کام کرتے ہیں
یک نگہ میں غلام کرتے ہیں

یک بار مری بات اگر' گوش کرے تو'
ملنے کو رقیبوں' کے فراموش کرے تو

صحبتِ غیر میں' جایا نہ کرو
درد مندوں کو ستایا نہ کرو'
دل کو' ہوتی ہے سجن بیتابی
زلف کو' ہاتھ لگایا نہ کرو

- ۱ - یہ شعر کلیات ولی کے ضمنی میں شامل ہے جو ایسے کلام پر مشتمل ہے جو مرتب کو صرف ایک نسخے میں ملا ہے اور کسی دوسرے نسخے سے جس کی تصدیق نہیں ہو سکی۔
- ۲ - کوہ کون (کلیات ولی)
- ۳ - اگر بات مری (مط)
- ۴ - کلیات ولی میں ردیف 'کرے توں' ہے۔
- ۵ - رقیباں (مط و کلیات ولی)
- ۶ - مون (کلیات ولی)
- ۷ - کڑھایا نہ کرو (مط) درد منداں کو کڑھایا نہ کرو (کلیات ولی)
- ۸ - دل کون (ولی)
- ۹ - زلف کون (ولی)

اُس کے قدم کی خاک میں ا صد حشر ہے نجات
عشاق کے کفن میں رکھو اس غیر کو

عجب کچھ لطف رکھتا ہے شبِ خلوت میں گلِ رو سے
خطاب آہستہ آہستہ ، جواب آہستہ آہستہ

دیکھا ہوں جسے وہ مبتلا ہے
خوبان کی نگہ میں کیا ہلا ہے
گر تجھ کو ہے عزمِ سیرِ گلشن
دروازہ اُرسی کھلا ہے

ولی اُس کو ہر کانِ حیا کی کیا کہوں غوی
مرے گھر اس طرح آتا ہے جوں سینے میں راز آوے

جاگیرِ سالہ کب دلِ وحشی کو کام ہے
اُس زلف کا خیال مجھے لاکھ دام ہے

۱ - خاک سے (مط) خاک میں ہے حشر کی نجات (ولی)

۲ - غیر کون (ولی)

۳ - مع میں 'لطف' نہیں ہے -

۴ - نگہ کیا ہلا ہے (مط) نگہ نہیں ہلا ہے (ولی)

۵ - تجھ کون (ولی)

۶ - کلیات ولی میں یہ شعر بھی شامل نہیں ہے - مط میں 'اُس' کی

جائے 'تجھ' ہے -

جس وقت تبسم میں وہ غنچہ دہن آوے
گازار میں کاہوں کے دہن پر سخن آوے
عالم میں ترے ہوش کی تعریف کیا ہوں
وہ کام نہ کیجو تو کہ مجھ پر سخن آوے

اے ولی رہنے کو دنیا میں مقام عاشق
کوچہ زلف ہے یا گوشہ تنہائی ہے

دل چھوڑ کے ہار کیوں کہ جاوے
زخمی ہے شکار کیوں کہ جاوے
جب تک نہ ملے شراب دیدار
آنکھوں سے غبار کیوں کہ جاوے
ہے حسن سرا ہمیشہ یکساں
جنت سوں ہار کیوں کہ جاوے
انجھواں کی اگر مدد نہ ہووے
مجھ دل سے غبار کیوں کہ جاوے

- ۱ - وہ رنگیں دہن آوے (ولی)
- ۲ - گازار میں غنچے کے دہن پر سخن آوے (ولی)
- ۳ - ایسا تو نہ کر کام (مط و ولی)
- ۴ - کون (ولی)
- ۵ - مکان عاشق (مط)
- ۶ - کوچہ ہار ہے (ولی)
- ۷ - جب تک (ولی)
- ۸ - آنکھیاں کا غبار (ولی)
- ۹ - سوں کلیات ولی سے ماخوذ ہے - یہ شعر مط میں شامل نہیں ہے -
- ۱۰ - مجھ دل کا (ولی)

غنیمت بوجہ ملنے کو' ولی کے
لگامِ پاک بازان کھیلا ہے

آغوش میں آنے کی کہاں تاب ہے تجھ کو'
کرتی ہے لگہ تجھ' قدرِ نازک پہ گرانی

ہم کو' شفیعِ محشر وہ دیں پناہ بس ہے
شرمندگی بہاری عذرِ گناہ بس ہے

۲۸ - فطرت و معزز :

موسوی خان ، فطرت و معزز مخلص می کرد و جای موسوی
می آورد۔ تازہ آمدِ ولایت است۔ در کمال میرزائی و نازک مزاجی
شہرت داشت۔ دیوانش قریب چہار ہزار بیت است^۱ و احوال
داخل تذکرہ ہای فارسی است۔ در زمان سلطنت عالم گیر بادشاہ
بہ منصب سہ ہزاری و خدمت خالصہ^۲ شریفہ ممتاز بود۔ روزی
حضرت بادشاہ در انتضای مہمی متردد بودند^۳ صورت واقعہ برسیل
مشورت^۴ پر دو نوع^۵ یا خان مذکور تقریر فرمودند۔ بعد تامل

۱ - ملنے کوں (ولی)

۲ - اس کو (ولی)

۳ - جس (ولی)

۴ - ہم کوں (ولی)

۵ - مرزا معزز و فطرت ، ولادت ۱۰۵۰ھ ؛ وفات ۱۱۰۱ھ مطابق
۹۰-۹۸۹ع ، نظامِ دکن ۔

۶ - ”در کمال میرزائی..... بیت است“ مط میں نہیں ہے ۔

۷ - بود (مط)

۸ - مشورتی (مط)

۹ - پر دو نوع (مط)

بعرض اقدس رسانید کہ، باعتبار سلام حرف ثانی معقول است۔
 بہ استماع این کلمہ، رای حضرت بر نامعقول^۱ بودن سخن اولی انتقال
 نموده روی توجہ ازین ہی گناہ گردانیدہ^۲ بطرف دیگر مشغول شدند۔
 چون این عزیز بہ مغز سخن^۳ وارسید خجالت بسیاری کشید۔
 بعد برخاست دیوان کہ بخانہ^۴ خود آمد بیماری بہم رسانید۔ اطبا
 بہ موجب امر حضور بمعالجت وی حاضر شدند۔ پس از تشخیص
 معلوم شد کہ، زہرہ اش آب شدہ است۔ بالجملہ آن روز^۵ را شام
 نہ کرد کہ رو بمقر اصلی آورد^۶۔ گویند این شعر ریختہ ازوست
 شاید بہ تقریبی گفتہ باشد :

از زلفِ سیاہ تو بدل دھوم پری ہے
 در خلوت آئینہ^۷ کہتا جھوم پری ہے

۲۹۔ اعظم :

شاہ عہد اعظم از شرفای قصہ^۱ سندیلہ بود۔ در عالم جوانی
 بہ مہابی پیشگی بسر می برد، آخر حال ترک روزگار کردہ در بلدہ
 مرادآباد از کمال استقامت بہ فقر و قناعت گذرانید۔ اکثری از رؤسای
 شہر بخدمت شریفش اعتقاد و ارادت داشتند۔ گاہی بہ مناسبت
 مردم این فن یک دو بیت ریختہ و فارسی موزون می کرد۔ گویند
 کہ از نہایت آزادی و آزاد وضعی در قید استکتاب اشعار خود

۱۔ 'معقول' تا 'برنا' مخ میں نہیں ہے اور مط سے ماخوذ ہے۔

۲۔ گرداند (مخ)

۳۔ بمغز کلام (مط)

۴۔ بالجملہ او آن روز (مط)

۵۔ کہ بمقر اصلی رو آورد (مط)

۶۔ در گلشن آئینہ (مط)

۷۔ یہ ترجمہ مط میں شامل نہیں ہے۔

نہ بود - این دو بیت ریختہ بنام او از درویشی شنیدہ شد -
خدایش رحمت کند !

حال حاصل ہے جسے قال ہوا یا نہ ہوا
رخ لیکو پہ خط و خال ہوا یا نہ ہوا
دم قدم کا ہے فقیروں کے لیے تکیہ ہی
جھونپڑی چھتاڑ (کذا) کا حال ہوا یا نہ ہوا

۳ - عطا :

خواجہ عطا، عطا تخلص، از رؤسای رنود نامدار و سرگروہان
اوباشان روزگار بود - در عہد عالم گیر پادشاہ بہ ہائیکہ وضعی
اشہار داشت - از غایت شہرت محتاج تعریف نیست - این دو
شعر ریختہ بنام او مشہور است :

اے در نبرد حسن تو کتنی^۱ پچہار چشم
زہر مژہ نہفتہ چو آہو پچہار چشم
امشب بہ کوئے دوست عطا پھر چار ہے
تو بھی گھسہر پسر کٹیں در پر گھسار چشم

۳ - جعفر :

میر جعفر، جعفر تخلص، سید صحیح النسب بود، چون
اماس سخن وری اکثر بر ہزل گذاشت بناء علیہ^۲ زٹلیش
می گفتند و از انجا کہ کلامش در عوام شہرت تام می یافت اعزہ
بای آن زمان لباس آبروی خویش با وی بہ سلوک شایستہ

۱ - از رؤسای نامدار و سرگروہ ہای اوباشان روزگار بود - (مط)

۲ - این دو شعر ریختہ از دست (مط)

۳ - کیسے (مط)

۴ - روایت ہے کہ ایک بچو لکھنے کے جرم میں فرخ سپر کے حکم
سے ۱۷۱۳ ع کے لگ بھگ الہی محل کیا گیا -

۵ - چون اماس سخن وری بر زلل قائمہ گزاشتہ بر بنا علیہ (مط)

پیش می آمدند - گویند روزی به خدمت میرزا عبدالقادر بیدل وارد شد - ایشان بعد استماع نظم و نثرش چند اشرف به طریق انعام مرحمت فرمودند - به وقت رغبت این مصرع در مدیحه اش خوانده مرخصی شد :

نظوری و عرفی به پیش تو بخش

عرض که از تحائف روزگار بود - اکثری از مزخرفاتش مشهور خاص و عام است و کلام مضحکش "اشتهار تمام دارد - از غایت ابتذال احتیاج نوشتن نیست" - باره از نظم و نثرش که در خاطر بود پر سبیل ضرورت قلمی نمود - من نظم از شاه نامہ :

چهارم پسر شاه کا کام بخش
که گچنی از کرد پختی و بخش
دم بز به یک دست بهلائے کمر
دیامیل دفلو (کذا) کو پناہ کر
سر . . . بر . . . پیوند شد
ره موتنی می کنی بند شد

۱ - بریشان (مط)

۲ - این مصرع بر خواند و در وقت (مط)

۳ - و کلام در پیش (سخ - کذا)

۴ - اس کے بعد کی عبارت ، اشعار اور واقعہ مط میں شامل نہیں ہیں -

۵ - کلیات جعفر زکلی مخزولہ انڈیا آفس لائبریری میں اس پجو کا عنوان

"جفت شدن شاهزادہ کام بخش با گوسفند" سے اور پہلا مصرع

اس طرح درج ہے :

زہے شاہ والا گھر کام بخش

۶ - خیل (کلیات جعفر)

جو دایہ چنین دید گفت از عجب
 کہ بگذار اے شاہِ عالی نسب
 بخاطر نیاورد شہ از امشک
 لکا مارنے لہہ ہفت رنگ
 چتر کرد ان کنجی تنگ را
 جلا داد نام بچہ تنگ را

و این کہ رقعہ از لثر شریفش :

خان صاحب سہربان سلامت ! دختر حمیدالدین خان
 چٹاغہ ، بارہ ہالی و پٹاغہ ؛ شادمانی است گوہران بید و جوہر
 بے چہید ؛ آٹھوں گائٹھ اصیل جوین بے تمشیل ؛ پامو بالہ
 سیزدہ سالہ ؛ پراگ لوچن و دل دہوچن ؛ ساجدہ دربار آراست
 پذیرفتن (کذا) مبارک و ہرغاست ۔

طبقه دوم

در ذکر کلام سخنوران متوسطین

بر شناسای اسلوب سخن مخفی و محتجب نیست که از عهد عبدالله قطب شاه گرفته تا زمانه بهادر شاه کسانی که شعر ریخته گفته اند^۱ لسی کلام اینها بسیار مربوط و معقول است - هر چند اکثر الفاظ غیر مانوس^۲ گوش پای مردم مستعمل ایشان است لیکن چون موافق زبان دکن راست و درست است^۳ پیش همه کسی راه به دل دارد و نه این ستم که بعضی از شعرای ابتدای زمانه^۴ عهد شاه به اعتقاد خود تلاش الفاظ تازه و ایهام نموده شعر را از مرتبه بلاغت الداخند تا به معنی چه رسد ، غرض ناگفته به -

مصرع

خطای بزرگان گرفتن خطا است

چهر حال فقیر دواوین این اعزه فراهم آورده اشعار جسته جسته به سعی تمام موافق فهم ناقص خود انتخاب زده بقید قلم

۱ - که شعرای ریخته اند (مط)

۲ - هر چند که اگر الفاظ غیر مانوس (مط)

۳ - چون موافق زبان دکن است ، درست است (مط)

۴ - که شاعران ابتدای (مط)

آوردہ' - حق تعالیٰ توفیق مطالعہ' کرامت فرماید !

۳۲ ، ۳۳ - آبرو و آرزو :

شاہ مبارک آبرو' سرمدی بود درویش منش قلندر مشرب
متوطن گوالیار از فرزندان حضرت مجدد ثوث - بہ عالم حسن پرستی
اشتمار تمام داشت - چنانچہ، مثنوی قریب صد و پنجاہ بیت در باب
تعلیم آرائش خوبان روزگار "بسیار بہ سلامت و زون کردہ است -
بالجملہ شعر ریختہ بوضع خود بسیار مربوط می گفت و مثنی سخن
بخدمت سراج الدین علی خان آرزو' می کرد کہ بالفعل در فضل
و کمال عدیش از جنس محال است' - حق تعالیٰ سلامتہا دارد!
و زیادہ برین از کہالات آن بزرگوار من پیچیدان چہ نویسد کہ

۱ - خود بوضع انتخاب قلمی کردہ (مط) -

۲ - 'مطالعہ' مط میں نہیں ہے -

۳ - آبرو کا انتقال ۲۴ - رجب ۱۱۶۹ھ (۱۷۴۳ع) کو ہوا اور دہلی
میں سید حسن رسول بھا کے مزار کے قریب دفن ہوئے -

(بے جگر)

۴ - بسیار سداقت (مط) - پنجاب یونیورسٹی لائبریری (شیرانی کالکشن)

میں ایک قلمی بیاض میں اس مثنوی کے ۲۲ اشعار ہیں - مولوی

فرحت اللہ بیگ مرحوم نے رسالہ اردو بابت جنوری ۱۹۳۰ع میں

یہ مثنوی شائع کروائی تھی - مطبوعہ مثنوی میں ۹۹ شعر ہیں

جن میں سے صرف تین یا چار اشعار اس بیاض کے مطابق ہیں ،

باقی میں کافی اختلاف پایا جاتا ہے (ملاحظہ ہو : مثنوی آبرو

از محمد اکرام چغتائی ، رسالہ اردو ، دور جدید ، شمارہ سوم ، زیر طبع)

۵ - متوفی ۲۳ - ربیع الثانی ۱۱۶۹ھ (۱۷۵۶ع) بمقام لکھنؤ - بعد میں

لعش کو دہلی لے جا کر دفن کیا گیا -

۶ - کہ بالفعل دو فضیلت و کمال فوقی متصور نیست (مط) -

شہار قطرات باران نمودن وساحت افلاک بہ وجہ پیمودن است۔
 ہر چند دماغ ہمجو شخصی بہ ریختہ سنجی' وفا بھی کند لیکن
 وسعت اخلاقی تا بحدیست کہ شعر میان آبرو را بہ نظر اصلاح
 ملاحظہ می نموده بلکہ بہ پاس خاطر او خودش' دو سہ بیت
 ازین قبیل می فرمودہ - این چند بیت از آرزو است :

وعدے تھے سب' خلاف جو آس لب سے ہم سنے
 یہ لعل قیمتی دکھو جھوٹا نکل گیا

میرے شوخ خراباتی کی کیفیت نہ کچھ ہو چھو
 ہمارے حسن کو دے آب جب آن نے' چرس کھینچا

آتا ہے ہر سحر کو تیری برابری کو
 کہا دن لگے ہیں ہارو خورشیدِ خاوری کو'

میخانہ بیچ جا کر شیشے تمام توڑے
 زاہد نے آج اپنے دل کے پھوٹے پھوٹے

رکھے سیارۂ گل کھول آگے عندلیبوں کے
 چمن میں آج گویا بھول ہیں تیرے شہیدوں کے

۱ - بزرگوار مثل من پیچمدان چہ نوید کہ شہار قطره آب باران
 نمودن وساحت افلاک پیمودن است (مط) -

۲ - مط میں 'سنجی' نہیں ہے -

۳ - بلکہ گاہ گاہ پاس خاطر او خود ہم (مط)

۴ - 'سب' مط سے ماخوذ ہے -

۵ - 'آن نے' مط سے ماخوذ ہے -

۶ - یہ شعر مط میں شامل نہیں ہے -

دیریا عرق میں ڈوبا تجھ سیم تن کے آگے
موقی نے کان پکڑا تیرے سخن کے آگے

ہرگز نظر نہ آیا ہم کو سجن یارا
گویا کہ تھا چھلاوا وہ من ہرن یارا
تیرے دہن کے آگے دم مارنا غلط ہے
غنچے نے گانٹھ بالدھا سن کر سجن یارا

و شعری کہ بعد ازین قلمی میگردد از شاہ مبارک آبروست :

آدا ہے صبح نیند سے ' آٹھ رسحسا ہوا
جامہ گلے میں رات کا پھولوں بسا ہوا

بوسہ لبوں سے دینے کہا ، کہہ کے پھر گیا
پیلا ، پھرا شراب کا افہ وس گر گیا
قول آبرو کا تھا کہ نہ جاؤں گا اس گلی
ہو کر کے بے قرار دکھو ' آج پھر گیا

رہے ہر تیس دن مڑگان کے سمنکھ
کاجا آہنی ہے آرسی کا

مشتاق عذر خواہی نہیں آبرو نو کیا ہے
یہ روٹھ روٹھ چلنا چل چل کے پھر ٹھٹھکنا

۱ - آبا ہے صبح تید سے (مظ) -

۲ - دکھو : دیکھو -

دل تو دیکھو آدمِ بیباک کا
عشق سے بھڑتا ہے پتلا خاک کا

جہدائی کے زمانے کی میاں کیا زیادتی کہیں
کہ اس ظالم کی جو ہم پر کھڑی گزری سو جگ بیٹا

رہتی ہے دل میں مصرعِ دلچسپ کی طرح
گھر بار ہو ہے سروقداں کا برائے بیت

زندگی ہے شراب کی سی طرح
ہواؤ بندی حباب کی سی طرح
تجھ آہر خون بے گناہوں کا
چڑھ رہا ہے شراب کی سی طرح
کون چاہے گا گھر اسے تجھ کو
تجھ سے خانہ خراب کی سی طرح

عالمِ آب سے آساں نہیں اے شیخ گذار
خوف سے غرق کے یاں بحر ہے کشتی میں سوار

خوب تیری شکل آ سکتی نہیں تصویر میں
مداتوں سے مصور کھینچتا ہے انتظار

۱ - بھڑتا ہے (مط) -

۲ - یہ شعر مط میں شامل نہیں ہے -

۳ - میں (مط) -

۴ - پہننے یا سیتی، ستی یا سننے، س = ہے

آج بھر ہم سے کسر دیا ہے آداس
 ان رانیوں کا جائے ستیاناس
 سیج تیری کے شوق میں چھوڑا
 رات کو بھول نے چمن کا باس
 غیر صحبت میں اب لگا جانے
 چھوڑ کر اپنی 'آبرو' کا پاس

معظیوں سے یہ 'روز' ملتا ہے
 ان سے کرتا ہے 'ہار' ہار اخلاص

یارو ٹرو کمر سے سروڑو نہ بھر کے انگ
 آجائے 'کمہیں' لچک تو ابھی لاک جائے لنگ

نکلے تم 'آسما' کی طرح جب چمن میں بھول
 کلن کے دھکے تم کو 'گئے' ہاتھ پاؤں بھول

لالچی کیوں آپ کو مشہور کرواتے ہو تم
 مانگتے کیا ہو سجن کچھ ہم یہ دھرواتے ہو تم

بچر آٹھ خواب سے کاشن میں جب تم نے ملی انکھیاں
 کڑیں 'مند شرم' سے لرگس کی پہاری جوں کلی انکھیاں

-
- ۱ - کیوں کہ، مقطع میں خطاب شاعر سے ہے اس لیے مولف کی بجائے مذکر (اپنی) بھی پڑھا جا سکتا ہے۔
 - ۲ - یزور (منہ) اصلاح قیاس - یہ شعر مط میں نہیں ہے۔
 - ۳ - کرنا ہوں (منہ) اصلاح قیاس - ۴ - 'آ جا' پڑھا جائے گا۔
 - ۵ - ہم (مط) - ۶ - ہم کو (مط)۔

دور خاموش بیٹھ رہتا ہوں
اس طرح حال دل کا کہتا ہوں

جب جس میں جا کے پیارے تم نے زلفیں کھولیاں
لے گئی ہادی صبا خوشبو کی بھر بھر جھولیاں

کلی اکیلی ہے اور یہ اندھیری راتیں ہیں
اگر ملو تو سجن سو طرح کی گھاتیں ہیں

کہتا ہوں میں ہکار ، سنو کان دھر سجن
جو اور سے ملو گے تو دیکھو گے ہم نہیں

اے شوخ بے کمیز تجھے کچھ ادب نہیں
معشوق گر ہڑا تو خدا کا غضب نہیں

سر تا قدم پیار سے دست دعا ہڑا
تیری بھوان کی دیکھ (کر) عراب آئندہ

کیوں ملاست اس قدر کرتے ہو بے حاصل ہے یہ
لک چکا اب چھوٹنا مشکل ہے اس کا ، دل ہے یہ

بیل سینکوں پہ لٹو ہیں مصر سردی کی راہ (کذا)
شیخ کی تیں گول پگڑی دیکھ لے اور پوچھ چاہ (کذا)

۱ - 'تم نے' مط سے ماخوذ ہے ۔

۲ - باتیں ہیں (مط) ۔ ۳ - سجن (مخ) ۔

۳ - خنجر آب آئندہ (مط) ۔

۵ - یہ شعر مط میں شامل نہیں ہے ۔

لٹک چلنا سجن کا بھولنا نہیں اب تلک مجھ کو
طرح وہ پاؤں دھرنے کی مری آنکھوں میں پھرتی ہے

رسم آس مرد کی کھانے ہیں قسم زوروں کی
تاب لاوے جو کوئی عشق کے جھکجھوروں کی
لب شیریں پہ سرین کے نہیں خط سیاہ
ڈار ٹوٹی ہے مٹھائی پہ شکر خوروں کی
آبرو کو نہیں کم ظرف کی صحبت کا دماغ
کس کو برداشت ہے ہر وقت کے نکتوروں کی

کیا ہری طرح بھوں مٹکتی ہے
کہ مرے دل میں اکھٹکتی ہے
زلف کی شان مکھ آہر دیکھو
کہ گویا عرش میں لٹکتی ہے

تمہارے لوگ کہتے ہیں کمر ہے
کہاں ہے کس طرح کی ہے کدھر ہے

شخصی در تعریف ابن شعر لطیفہ گفتہ کہ "کانا" چہ
خوب شعر الدہا گفتہ است ۔

ہیں ہنگ کے نشے میں ہزاروں طرح کے رنگ
سب بوٹیوں کے لہجے مرصع ہے یہ جڑی

دشمن جاں ہے تشنہ^۱ خوں ہے
 شوخ بالکہ ہے ، نکبت بھوں ہے^۲
 دل کے چھلنے کو یہ لٹک چلا^۳
 سحر ہے ، ٹوٹکا ہے ، افسوں ہے
 شیخ خرقے میں جب مراقب ہو
 کر یہ مسکین ہے ، موقی جوں ہے

یوں آبرو بناوے دل میں ہزار ہائیں
 جب رو بہ رو ہو تیرے گفتار بھول جاوے

دل کب آوارگی کو بھولا ہے
 خاک گر ہو گیا دکھولا ہے

بھرتے تھے دشت دشت دوائے کدھر گئے
 وہ عاشق کے ہائے زمانے کدھر گئے
 نے نام ہی بتایا نہ گھر کا دیا پتا
 بوجھوں میں کس طرح کہ فلانے کدھر گئے

آٹھ چیت کیوں جنوں ستے خاطر نہت کی
 آئی بہار تجھ کو خبر ہے ہست کی

جیونا مثل حباب اس جگ میں دم کا پیچ ہے
 بہ گرہ کھل جا تو دیکھئے^۲ زندگانی پیچ ہے

۱ - شوخ ہے ، باتکا ہے ، نکبت بھوں ہے (مط)

۲ - دل کے چھلنے کو یہ لٹک چلا (مط)

۳ - دکھو (مط)

کام کرتی ہے تری دستار کاگل کا تمام
سر تمہارے ہر سجن ہر بیچ ڈھیلا بیچ ہے

زندگانی تو ہر طرح کاٹی
مر کے پھر جیونا قیامت ہے

معشوق ہے وہی کہ جو اپنی کہی کرے
فوجیں منع کریں تو نہ مانے ، وہی کرے

تبسم سے مجھے ، اس کو نظر سے
کیا تیں دو کو راضی کس ہنر سے

فراخی فاحشہ کی . . . کی کب تک بیاں کیجے
اگر ناہو اسے توجگ کے دروازوں سے دلود ہے (کذا)

لوٹوں کا جو " تراونا دیکو تو یہ کہو
رنڈی بھی کیا ہووے گی نظارہ

۳۴ . یک رنگ :

مصطفیٰ خان ، یک رنگ تخلص ، معاصر میاں آبرو است ۔
یہ خدمت خُذ آرزو مشق سخن می کرد ۔ ایات دیوانش ہمگی
و تمامی قریب پانصد شعر خواہد بود ۔ سوای ابن کہ نیرۃ خان
جہان لودھی است و در سلک ملازمانِ بادشاہی منسلک بود

۱ ۔ کہ وہ اپنے کہے کرے (مط)

۲ ۔ اور ہم کریں جو منع نہ مانے وہی کرے (مط) ۔

۳ ۔ یہ اور اس کے بعد کا شعر ، دونوں مط میں شامل نہیں ہیں ۔
دلود : دونی ؟

۴ ۔ 'مچو' اقبالہ' مرثب ۔

دیگر احوال معلوم بندہ نیست - ایاتی کہ در دیوالش بہ طریق
التغلبہ پر آوردہ ام اینست :

چاہتا تھا کہ کہے عشق کی باتیں یک رنگ
کیا کرے ہائے اے طاقتِ گفتار نہیں

برگِ حنا آہر لکھو احوالِ دل مرا
شاید کبھو یہ جا کے لگے دل ربا کے ہاتھ

نہ کہو یہ کہ یار جاتا ہے
میرا صبر و قرار جاتا ہے
گر خبر لینی ہے تو لے صیاد
ہاتھ سے یہ شکار جاتا ہے

مے کدے میں گھر سراسر فعلِ نا معقول ہے
مدرسہ دیکھا تو واں بھی فاعل و مفعول ہے

۳۵ - سعادت :

میر سعادت علیؒ ، سعادت تخلص ، جوانی بودؒ متوطن
نصیبہ امر وہ ، از فرزندان حضرت شہاء ولایت ، در کمال خوبی و
آدمیتؒ : رختہ را بسیار بہ تلاشؒ می گفت و در اقران و امثال

۱ - ایاتی کہ از دیوالش فراہم آوردہ ام این است (مط)

۲ - میر سعادت علی (مخ)۔

۳ - 'جوانی بود' مط میں نہیں ہے -

۴ - در کمال خوبی آدمیت است (مط)

۵ - رختہ را بہ تلاش بسیار (مط)۔

خود' امتیاز تمام داشت و ہر معاصرین لوای رجحان می افراشت"۔
 پنوز سن شریفش" بہ چہل فرسیدہ بود کہ بہ آزار آب محرقہ از
 جہان رفت ۔ خدایش بیا سرزد ۱ این چند بیت ازوست :
 نقش گر چاہے ہے ملک دل بہ مت خط کو بڑھا
 ہے یہ نقد حسن کا چور اس کو قینچی پر چڑھا"

کس سے ہوجھوں کم ہوا ہے دل مرا زلفوں میں رات'
 اک وہیں شائد تھا سو تو تیل میں ڈالے ہے بات'

ہوش کھوتی ہیں مرا یارو وہ انکھیاں مے ہست
 بس کہ ہوں کم ڈارف ہوجاتا ہوں دو جاموں میں مست'

لکھا چاہے ہے اس کے' قد کی تعریف
 اہس کو کیا تراشا ہے قلم نے

- ۱ - 'خود' مط سے ماخوذ ہے ۔
- ۲ - 'و ہر . . . افراشت' مط میں نہیں ہے ۔
- ۳ - پنوزش (مط)۔
- ۴ - یہ اور اس کے بعد کا شعر ، دونوں مط میں شامل نہیں ۔
- ۵ - کس سے ہوجھوں دل مرا چوری گیا زلفوں میں رات
 (سرور و تاسم)۔
- ۶ - ایک تھا شائد وہاں سو تیل میں ڈالے ہے بات (سرور)
 ایک جو شائد ہے سو تو تیل میں ڈالے ہے باتھ (تاسم)۔
- ۷ - دو ہالوں میں مست (مط)۔
- ۸ - تیرے (مط)۔

شیخ 'تو جانا ہے کیوں تسبیح کا واہ دام لے
وہ صنم کب رام ہوتا ہے ، خدا کا نام لے

یہ دانا ہیں دوائے جو مجھے زنجیر کرتے ہیں
مرا کوئی دم میں جی لکھے ہے بد تدبیر کرتے ہیں

مت دکھا اس طرح کی آن مجھے
کوئی دم جیونے دے جان مجھے

مثل آئینہ سادہ رویوں کی
منہ ہی دیکھے کی آشنائی ہے

یار سے گر نصیب لڑتے ہیں
تو یار سے نصیب لڑتے ہیں

۳۶ - اشتیاق :

شاہ ولی اللہ ، اشتیاقِ قتلص ، باوجود مذاق علمی چاشنی فقر
داشت - در کوئلہ فیروز شاہ الزوا گزیدہ ، اوقات عزیز
بیاد الہی بسر می برد - ہر گاہ کہ از تدوین و ترتیب نسخہ عقبی
فراغت می نمود ، چیزی از قبیل ریختہ و فارسی " بر سبیل
تفنن فکر می کرد - روزی " بہ خدمتش حاضر شدہ ام حرفہای

۱ - یہ شعر مط میں شامل نہیں ہے -

۲ - در کوئلہ فیروز شاہ سکونت داشت الزوا گزیدہ (مط)

۳ - از قبیل فارسی (مط)

۴ - بندہ روزی (مط)

با مزہ می گفت - مدت ہفت سال شدہ باشد کہ بہ دارالبقا انتقال
نمودہ است :

لڑکوں کے ہتھروں سے لگے کیوں کہ اس کو چوٹ
پر ایک گردباد ہے بچنوں کو دھول کوٹ

چھوڑ کر تجھ کو ہمیں اور ہے جب لاک لگی
نہیں مہندی یہ ترے تلووں سے ہے آگ لگی

بتاں جو بچر کی باتیں ہمیں سناتے ہیں
کچھ ان کا دوس نہیں یہ خدا کی باتیں ہیں

۳۷ ، ۳۸ - ناجی و منعم :

محمد شاکر ، ناجی قحاص " سپاہی پیشہ بود - در مطاوی و
مصرع اشعار ہزار معنی آبدار " ودیعت میں نہاد و یہ درستی
طبع و رسائی فکر داد سخن وری میں داد - زادگاہ او دارالخلافت
شاء جہان آباد است - با برادر فقیر کہ منعم قحاص میں کرد و
شعر فارسی بہ تلاشہای لیکو میں گفت " و گاہی یک دو مصرع
رختہ بہم میں کرد - چنانچہ ابن مطلع ازوست :

غرض غصے میں یہ اک اہل وفا کی نہ سنے
ہٹ یہ آ جائے وہ کافر تو خدا کی نہ سنے

- ۱ - ہفت سال شد (مط) - سال وفات ۱۱۵۰ھ ہے -
- ۲ - نہیں ہے مہندی یہ ترے تلووں سے آگ لگی (مخ)
- ۳ - یہ خدا کے تازی ہیں (مخ)
- ۴ - سال وفات قیام ۱۱۵۳ھ ہے -
- ۵ - در مطاوی کہ مصرع شعر پر از معنی آبدار (مط) -
- ۶ - اس کے بعد کی عبارت اور مطلع مط میں نہیں ہے -

رہا اتحاد' مربوط داشت ، گاہ بہ گاہ غریب خانہ تشریف می آورد ۔
 بندہ در خورد سالی' او را دوسہ بار دیدہ ام ۔ مزاجش خیلی مائل
 مزاح بود ۔ او تعالیٰ رحمتش کنادا من ناجی :

ہوا بازار گل کا دیکھ تجھ رخسار کو مندا
 جو دیکھے تجھ قدر آزاد کو طوٹی تو ہو بندا
 نہ ہو جھوٹا خود بخود ہے عارض خورشید کی خوبی
 لیا ہے ذرہ ذرہ حسن مہ رویاں سے کر چندا

بلند آواز سے کھڑیال کہتی ہے کہ اے غافل
 گھٹی یہ بھی کھڑی تجھ عمر سے اب تک نہیں جیتا

مجھ دل کو اپنی زلف میں دیجو سمجھ کے بار'
 لکھے گا پھر یہ دیر میں ہشون دھنسا ہوا

یہ دانو کھا بدمے کا لکنا ہے لالچی سا'
 جامیوں سے مل مل اٹکل' رہا ہے کھینسا

مجھ کو باتوں میں لکا معلوم نہیں کیا کہہ گیا
 لے چلا' جب دل کے تئیں ، منہ دیکھتا میں رہ گیا

۱ - رابطہ' اتحاد (مط)

۲ - بندہ خود در خورد سالی (مط)۔

۳ - دے جا سمجھ کے بار (مط)

۴ - 'لکنا ہے لالچی سا' مع میں نہیں ہے اور مط سے ماخوذ ہے

کھا بدمے = کھا بڑے ؟ کھا بڑے ؟

۵ - اٹکا ؟

۶ - لے گیا (مط)

ڈوب گئے کئی ملک' جب کھولی لبِ دریا پہ زلف
حیف ناچی کو نہ پوچھا کس لہر میں بہ گیا

دہن جب لال ہو پانوں سے پی کا
خدا حافظ ہے تب غنچے کے جی کا
ترے رخسار کے ہرتو سے اے شوخ
پری خانہ ہوا گھر آرمی کا

آس مغل زا کے کہو بابا سے رکھ اس کو عزیز
مول ہے سارے بدخشاں کا یہ بیٹا لعل سا

ہا سستا ہو یا مہنگا نہیں موقوف غلے پر
یہ سب خرمن اسی کے ہیں خدا ہو جس کے ہلے پر

شربت ایسکل کر نہ زابد آتشی لب اس کے چوس
شرم رکھ ڈاڑھی کی کیوں شعلے کئے لئے جا ہے بھوس
راک میں ہو ہے فراری' اور ٹیٹ ملنے میں گرم
اس طرح کا سا'ولا کم یاب ہے جون اصل سوس'

دیکھ موہن تری کدہ کی طرف
بھر گیا مانی اپنے گھر کی طرف

۱ - ڈوب گئے ملک (مغ) ڈوب گئی گئے ملک (مط) -

۲ - ہیکا فراری (مط) -

۳ - اصل سوس : اصل السوس ، یعنی ملٹھی -

چاند تیرے رو بہ رو خوبی کا کیوں مارے ہے لاف
وہ تو داغی ہے ، ترا جوں مہر رخسارا ہے صاف

اسردی ماری تم اپنی کر چکے مکتب میں صرف
اب تو خط نکلا ملو گے کیوں نہ اس میں کیا ہے حرف

جو کوئی کچھ کہے ہگھل جاوے
شمع رو ہے بہارا موم کی لاک

لے جا ہے 'شہر شہر پھراتا ہے دشت دشت
کرتا ہے آدمی کو نہایت خراب دل

بیالہ بیوے ہے - و نہوروں سے
کھولے ہے لب ہزار زوروں سے

نہ سیر باغ ، نہ ملنا ، نہ میٹھی باتیں ہیں
یہ دن بہار کے اے جان مفت جاتے ہیں

صحت قافیہ دریں مطلع معلوم نہ می شود، خدا داند کہ شاعر
بجای خود چہ تمہیدہ باشد^۲ -

ہمیں تو ہوسہ نہ دینے کہا نہ کہہ کے دیا
جنہوں سے وعدہ کیا ہے^۳ انہیں جاتے ہیں

۱ - لے جاؤ (مط)

۲ - یوں ہی جاتے ہیں (مط) -

۳ - یہ عبارت مط میں شامل نہیں ہے -

۴ - کیا تھا (مط)

مت کر اتنا جو اس پر جان آخر دل ہے یہ
 ٹک بھڑک اپنے دے اس کو، چھوڑ مت، بھل ہے یہ

چراغ و شمع کی پروا نہ رکھ یہ تجھ کو ہالا ہے
 نظر کر دل کی آنکھوں سے اندھیرا بھی اجالا ہے

سمجھتے تھے سبھی ہنت العنب کو باکرہ یارو
 سنو یہ بات بد مستی میں اک دن ہم سے بھوٹی ہے

اس کے رخسار دیکھ جیسا ہوں
 عارضی میری زندگانی ہے

مرے دل کو تو زخمی کر چکے تم
 اگر سر چاہتے ہو، یہ جدا ہے

تبسم یہ' رقبوں سے خلل ہے
 ترے بھاویں ہنسی میری اجل ہے
 کیا فردا کا وعدہ سرو قد نے
 قیامت کا جو دن سنتے تھے، کل ہے

جان ہے، جیوڑا ہے، دل ہر ہے
 ہر یہ، مشکل کہ طالبِ زر ہے
 لبِ جان بخشی آگے تیرے سجن
 جو مسیحا کا نام لیے خر ہے

اے سن واعظ کی بات اے دل تو اپنی دھن میں ہکتا ہے
 خدا حافظ ترا دوزخ بھی اک شرعی دڑکتا ہے
 اگرچہ ابن شعر خالی از خوبی نیست^۱ اما آن بر سر کفر^۲
 افتاده است۔ ہر چند شطحیات شعرا بیش^۳ ازان است کہ در
 حیز تحریر توان آورد^۴ لیکن باوجود شرف اسلام اینها^۵ بسیار بعید
 می نماید۔ او سبحانه تعالیٰ بہ رحمت خود کار کند و بہ گفتار
 و کردار ما نرود۔ و این چند بیت دیگر کہ بعد ازین بقلم می آید
 ہم از ناجی مذکور است :

دو بالا ہو کے خموری عبث آنکھوں کو ملتا ہے
 پیالہ اور بھی پی لے یہ کہ اب دور چلتا ہے^۶

نچھ کو کیوں کر جدا کروں اے جاں
 زلدکانی بہت سی^۷ بیماری ہے

فرکس کے تئیں میں ہرگز لاقا نہیں نظر میں
 دیکھی ہیں میں نے ہمارے آخر^۸ تمہاری آنکھیں

-
- ۱۔ شعر خوبی است (مط) 'خوبی' اصلاح قیاسی ہے، 'مخ' میں 'مخالی از دانست' ہے۔
 - ۲۔ اما آن بر سر کفر (مط) اما روں سر کفر (مخ) اصلاح قیاسی۔
 - ۳۔ بیش (مط)
 - ۴۔ کہ گفتہ شود (مط)
 - ۵۔ 'اینها' مط سے ماخوذ ہے۔
 - ۶۔ مط میں اس کے بعد صرف 'از ناجی است' ہے۔
 - ۷۔ پیالہ اور بھی پی لے سچن یہ دور چلتا ہے (مط)
 - ۸۔ 'سی' مط میں نہیں ہے۔
 - ۹۔ میں نے آخر ہمارے (مط)

سخن سن اس بت کافر ادا کا
جیا ہوگا کوئی بندہ خدا کا

۳۹ - مضمون :

شرف الدین ، مضمون تخلص ، از لیائر شیخ فرید* شکر گنج
قدس سرہ ، بہ جمیع صفات موصوف و بہ ہمہ حسنات معروف بود ۔
مولدش جای است در نواح گدوالیار کہ او را جاجیو*
می گویند ۔ چون سن شریفش از چہل متجاوز گردید دست از قید
علائق برداشت و قدم در راہ آزادی گذاشت و در زینت المساجد
کہ بر کنار دریای چمن* چون از تعبیر زینت النساء بیگم* است
مسکن خود قرار دادہ* ، بہ توکل می گذراند ۔ بسکہ خلیق*
و خوش صحبت بود اکثری از مردم نجبا آخر روز بہ طریق سیر

۱ - متوفی ۵۱۱ھ مطابق ۳۵ - ۱۷۳۳ع (قطعه* تاریخ از تہاں ،

مشمولہ 'دیوان تہاں' صفحہ ۲۷۱ - ۲۷۲)

۲ - از فرزندان حضرت شیخ فرید (مط)

۳ - جاجیو ؛ جاجشو یا جاجو ۔ عالم گیر کی وفات کے بعد

نعت نشینی کی جو جنگ ہوئی اس کا پہلا معرکہ شہزادہ محمد معظم

(شاہ عالم چادر شاہ اول) اور شہزادہ محمد اعظم کے درمیان جاجو

(متصل اکبر آباد) ہی کے میدان میں گرم ہوا تھا ۔

۴ - چمن ، اضافہ مرتب ۔

۵ - عالم گیر کی بیٹی اور زینب النساء کی بہن ۔

۶ - 'گذاشت ، لب دریا مسجدیست مسمی بہ زینت المساجد ، او را

مسکن خود قرار دادہ ۔' (مط)

۷ - ملین (مط) خلق (مخ) تصحیح قیاسی ۔

در حلقہٴ مجلس او وارد می شدند - بندہ نیز دو سہ مرتبہ خدمت شریفش حاضر شدم - مدت دہ سال است کہ ہال طبعی درگذشت - شعر ریختہ را بہ تلاش الفاظ و معنی تازہ می گفت - خدایش بیامرزد!

ہونے ہیں ہر مژہ سیتی ز بس آنسو ڈھلک دریا
کہیں کیوں کر نہ چشموں کو سری مردم ہلک دریا
کرے نہیں نوح کا طوفان سری آنکھوں کی ہم چشمی
گیا وہ خشک ہو کب کا پہ ہیں پاں اب تلک دریا

فسون مار جھٹ پٹ لیتی ہیں دل کو اٹکا
کن ساحروں سے سیکھا زلفاں نے تیری لٹکا
چھپ کر مخالفوں سے آ اس طرح ہلک ہر
کوئی منے نہ پیارے تیرے قدم کا کھٹکا
بالو کا رہا ایسے - مثل - تنور مضمون
یک طرفہ فانی کی خاطر تو کیوں پھرے ہے پھٹکا

۱ - اس کے بعد کی عبارت مط میں مختلف ہے : ”چنانچہ سعدی گویند :

ہر کجا بود چشمہ شیرینی

مردم و مور و مرغ گرد آیند

ہوقت موعودہ سر در بردہ اشتفا کشید و بعالم قدس مساس

گردید - خدایش بیامرزد! شعر ریختہ را... می گفت - این چند

بیت ازوست -“

۲ - کر نہیں (مخ)

۳ - زلفاں تری نے لٹکا (مخ)

۴ - بالو کا رہا ایسے (مط)

کلی کھلتی ہے واں' اُس کی جہاں خندوں کا ہو ریلا
ہوا معلوم یوں مجھ کو کہ اب یہ طفل کھل کھیلا

بند شیشے میں کیا ہے تو بھی بھڑکاتی ہے آنکھ
دخترِ رز کی نہیں جاتی ہے ہرگز تاک جھانک

صدق سے ہوسہ طلب کرتے ہیں گر باور نہیں
مصحفِ رخسار پر پیارے رکھالو ہم سے بات

چلا آئے سے جب کشتی میں وہ محبوب جاتا ہے
کبھو آنکھیں بھر آتی ہیں کبھو دل ڈوب جاتا ہے
ہارا اشکِ قاصد کی طرح یک دم نہیں ٹھہتا
کسی بیتاب کا' شاید لیے مکتوب جاتا ہے

ہم قبریوں میں ممھارا اے بن' کیا کام ہے
تم تو طالبِ زر کے ہو اور واں خدا کا نام ہے

لہ یہی فتنہ' قد و قامت ہے
ہنس کے بھر دیکھنا قیامت ہے

کرناتھا نقشِ روئے زمیں پر ہمیں مراد
قائیں اگر نہیں تو نہیں پوریا تو ہے

۱ - کلی کھلتی وہاں (مخ)

۲ - کی (مخ)

۳ - اے میاں (مظ)

۴ - لہ یہی فتنہ (مخ)

ایک تو تھا ہی وہ سہرو خود پسند
ہو گیا دیکھ آرسی کے تئیں دو چند

خط اس کے آگیا ہے ، مری ہوئی سفید ریش
ملنے کو اب تئیں وہ بتاتا ہے شام و صبح

۴۰ - احسن :

احسن اللہ معاصر میان مضمون و آبرو بود و برویہ اینہا
تلاش لفظ تازہ و ایہام می کرد - اما از بسیاری ہجوم الفاظ
معنی شعرش کم تر بہ نظر می آید - ابیاتی کہ بعد غربال کردن
دیوانش بہ نظر برآوردہ ام غیر ازین دو سہ بیت بہ نظر نیامدہ :
لام نستعلیق کا ہے اس بت کافر کی زلف
ہم تو کافر ہوں اگر بندے نہ ہوں اسلام کے

یہی مضمون خط ہے احسن اللہ
کہ حسن خوب رویاں عارضی ہے

۴۱ - مخلص :

میرزا محمد حسین ، متخلص بہ مخلص ، متوطن شاہجہان آباد ،

- ۱ - خط آگیا ہے اس کے ، مری ہوئی سفید ریش
- ۲ - و برویہ شعر اینہا (مط)
- ۳ - از لحاظ (مط)
- ۴ - دیوانش برآوردہ ام اینست (مط)
- ۵ - بت خوش خط کی زلف (مط)
- ۶ - مط میں مخلص مذکور کو طبقہ سوم کے شعرا میں شمار کیا گیا ہے
(ملاحظہ ہو 'تخزن نکات' صفحہ ۵۸)

لبیرہ وزیر خان مرحوم است کہ در عہد عالم گیر بادشاہ فوجدار بلدہ سہرلد بود - ہر چند خانہ زاد موروثی است لیکن چون ارکان سلطنت از احوال امثال چنین مردم غافل واقع شدہ اند بنا بر این بہ نقد قلیل در رسالہ "گزر خدمت می نماید - حق تعالی سلامتش دارد!

سرخ چہرہ ہے نہیں خون کسی کا ہارو
باندھو باندہ مرے لعل پہ پتیاں نہ کرو

۳۲ - پیام :

شرف الدین علی متخلص بہ پیام مرد عزیزالوجود بودہ است - اصلش از خاک اکبر آباد است - شعر فارسی بہ کمال شستگی می گفت - نظم ہای رنگین و فخر ہای متین دارد - احوالش من و عن

۱ - بہ حکیم علیہ الدین انصاری ملقب بہ نواب وزیر خان ہی جو عہد شاہ جہانی میں سات سال تک (۱۶۳۲ ع تا ۱۶۳۹ ع) پنجاب کے حاکم بھی رہے - آخر میں شاہ جہان نے انہیں اکبر آباد کا صوبہ دار نامزد کیا تھا اور وہیں ۲۱ جادی الاول ۱۰۵۱ھ (۱۶۴۱ ع) کو ان کا انتقال ہوا - لاہور کی مسجد وزیر خان ان کی زندہ یادگار ہے (ملاحظہ ہو "نقوش" لاہور نمبر صفحہ ۳۲۳ - ۳۲۷)

۲ - واقع شدہ از بنا بران بہ نقدی قلیل (مط)

۳ - سرخ چہرہ (مط)

۴ - متوفی محرم ۱۱۵۷ھ مطابق ۱۷۴۳ ع بمقام ذیل (سفر نامہ متخلص صفحہ ۱۱۲ و قطعہ تاریخ از تہاں ، دیوان تہاں صفحہ ۱۷۱)

۵ - اصلش از خاک حیدرآباد است (مخ)

۶ - شکستگی (مخ)

داخل تذکرۂ خان آرزو است ، و این دوسہ شعر ریختہ نیز ازوست :

بات منصور کی فضولی ہے
ورنہ عاشق کو آہ سولی ہے

دلی کے کچ کلاہ لڑکوں نے
کام عشاق کا تمام کیا
ایک عاشق نظر نہیں آتا
ٹوپی والوں نے تیل عام کیا

۳۳ - سامان :

میر ناصر سامان تخلص می کرد و با کمال ہی سر و سامانی
می زیست - متوطن جوہپور است^۱ - در ابتدای سلطنت محمد شاہ بہ
دارالخلافت اقامت داشت و اکثر بخدمت خان آرزو ملاقات
می کرد^۲ ، و دیگر احوالشی معلوم فقیر نیست - ابن مطلع و حسن
مطلع ازوست :

آئیں کیوں کر نہ اس دل سے بھوکے
کبھو تھے آشنا ہم بھی کسو کے
رقیب اس بھانت جلتے ہیں ہمیں دیکھ
گویا رشتے میں ہیں اس شمع رو کے

۱ - یعنی 'مجمع النفائس' (تذکرۂ فارسی گویان مرتبہ تقریباً ۱۱۶۳ھ)

۲ - متوفی ۱۱۳۷ھ مطابق ۱۷۳۳ع (دستورالنصاحت)

۳ - وطن او جوہپور است (مط)

۴ - ملاقات می نمود (مط)

۴۴ - بے لواء :

بے لواء تخلص شاعر ظریف طبع است - احوالش من و عن معلوم بندہ نیست - در ابتدای سلطنت محمد شاہ بہ دارالخلافہ شاہ جہان آباد رسیدہ و قصہٴ بلوای کفش دوزان ، کہ در مسجد جامع ہادشاہی بابت کشتہ شدن کفش دوزی از دست سپہکرن نام جوہری شدہ بود بخوبی نظم کردہ - چنانچہ خمس منظومہ اش مشہور است - گویند کہ جای بہ میان شاہ مبارک آہو ، کہ احوالش گذشت ، در خورد : ایشان از غایت بی اعتنائی متوجہ احوال او شدند - پس از دیری کہ باہم چار شدند گفت کہ

۱ - سپہکرن : سپہکرن - ۸ شعبان ۱۱۱۴ مطابق ۸ مارچ ۱۷۲۹ ع

کو سپہکرن کے حکم سے ایک مسلمان کفش دوز ہلاک ہوا جس سے کفش دوزوں اور عام مسلمانوں کے جذبات پرانگیختہ ہو گئے اور نتیجے میں ۱۱ مارچ کو فساد کی جو آگ بھڑکی اس پر بڑی مشکل سے قابو پایا جا سکا (ملاحظہ ہو : "لیٹر مغلز" از ارون ، جلد دوم ، کلکتہ ۱۹۲۲ ع ، صفحہ ۲۵۷ - ۲۶۳) اس خمس کے بارے میں حافظ محمود شیرانی کا مضمون "محمد شاہ کے عہد میں پنجابی جفت فروشوں کے فساد پر بے لواء سناسی کا خمس" (مضمونہ مقالات شیرانی ، مرتبہ مظہر محمود شیرانی لاہور ۱۹۶۶ ع جلد دوم ، صفحہ ۱۳۰ - ۱۳۵) ملاحظہ ہو -

۲ - یہاں تک کی عبارت میں مط میں اختلاف ہے : "شاعری بود گمنام ، از ساکنان قصہٴ سیام [سنام ؟] شوخ چشم ، ظریف طبع - کہ کہ بطریق لطیفہ شعر بدیہہ می گفت و در اوائل سلطنت محمد شاہ ہدارالخلافہ رسید و از ہر یکی کہ دران عرصہ بہ عرصہ بود ملاق گردید - روزی در مجلس شاعرہ وارد شد - میان شاہ مبارک آہو کہ احوالش گذشت ، بدو التفاتی نہ کرد ، بعد دیری کہ چار شدند -"

”میان آبرو صاحب شا از احوال مخلصان این ہمہ لغافل می کند کہ گویا جای بین چشم نہ شدہ اند۔“ چون ایشان یک چشم نہ داشتند! این لطیفہ نہایت بہ موقع^۱ افتاد۔ غرض کہ از تحایف روزگار بود۔ خدایش بیا مرزد! این یک شعر بنام او مشہور است :

بے نوا ہوں زکوۃ حسن کی دے
او میان مالدار کی صورت

۳۵۔ بیتاب :

محمد اسماعیل ، بیتاب مخلص ، شاگرد میان یک رنگ بود ۔
گاہ گاہ فکر شعر می کرد^۲ ۔ ہنوز نخل استعدادش نیاید^۳ سرسبزی
نرسیدہ بود کہ ہامال حوادث روزگار گردید ۔ این چند بیت از وی
یادگار است :

نہ ہوتا گو کسی سے آشنا دل
تو کیا آرام سے رہتا سرا دل

تڑپ کر مر گئی بلبل نفس میں
ہڑی تھی ہائے کس ظالم کے بس میں

۳۶۔ فدوی :

محمد عمن ، فدوی مخلص ، از عجیب زادہ ہای دہلی است ۔ ہا میان
مضمون و آبرو صحبتہا داشتہ^۴ ۔ در علم موسیقی سہارقی دارد

۱۔ نہ داشتہ (مط)

۲۔ بغایت موقع (مط) نہایت موقع (منع) تصحیح قیاسی ۔

۳۔ مط میں اس کے بعد کی عبارت یہ ہے : ”ہنوز از مرتبہ“
موزونیت نیامدہ بود کہ برحمت خدا رفت ۔“

۴۔ داشتہ است (مط) ۔

و ستار را بہ ربط نیکو می نوازدا۔ کابی کہ یک دو مصراع ریختہ
لکر کنند از کمال یدماغی باستکتاب آن نہ می بردازد ۔ با فقیر
آشنا است :

ایک ملنا غیر کا تو چھوڑ نہیں سکتا سجن
دیکھ تو عاشق نے تیرے واسطے کیا کیا تجا
۳۔ حاتم :

محمد حاتم ، حاتم قضا ، ہم صحبت میان مضمون و آبرو
است ۔ اصل و منشاء وی شاہ جهان آباد است ۔ در روزگار سلطنت
محمد شاہ بہ منصب ندیمی و خدمت ہکاوی نواب عمدة الملک
مغفور پایہ امتیاز داشت ۔ بعد فوت او ترکہ روزگار بمودہ باکمال
آزادی می گزارید ۔ کلیاتش ضخیم است و قریب چہار ہزار
بیت کہ ازان پر سبیل انتخاب برآوردہ و آن را بہ ’دیوان زادہ‘
موسوم ساختہ است ، چندی پیشتر از نظر گذشتہ ۔ شعر خوب
جستہ جستہ می برآید ۔ با فقیر آشنا است ۔ حق تعالی
سلامت دارد !

۱۔ اس کے بعد مط میں یہ عبارت ہے: ”انہی معلوم است از استکتاب

اشعار و ایات خویش منتظر است ۔ با فقیر آشنا است ۔“

۲۔ نہیں ، پڑھا جائے گا ۔

۳۔ شاہ حاتم ولادت ۱۱۱۱ھ ؛ وفات رمضان ۱۱۱۹ھ ۔

۴۔ یعنی نواب عمدة الملک امیر خان متخلص بہ النہام (رک
ترجمہ ۶۳)

۵۔ توکل (مط)

۶۔ با کمال آزادی می گزارند (مخ) — می گزارند (مط) ۔

۷۔ اس کے بعد مط میں یہ عبارت ہے : ”و ایات دیوانش قریب

چہار ہزار بیت از نظر گذشتہ ۔ شعر خوب جستہ جستہ می برآید ۔

حق تعالی سلامتشی دارد!“

دلوں کی راہ میں خطرے بڑے ہیں کیا یارو
کہ چند روز سے موقوف ہے سلام و پیام

مت عاشقوں پہ جو رستم اس قدر کرو
عالم کا ڈر نہیں تو خدا کا تو ڈر کرو

۳۸ - نائب :

شہاب الدین ، نائب تخلص ، متوطن قصبہ سیوہارہ است ۔
مشق سخن خدمت میاں آبرو می کرد ۔ سابق برین چہار سال
کہ گاہ اتفاق دیدش می افتاد ، از چندی مفقودالخبر است^۱ ؛ شاید
بہ وطن خود رفتہ باشد :

نائب کی لاش اوپر قائل نے آگے ہو چھا
یہ کون مر گیا ہے ، کسی کا ہے یہ جنازہ

۳۹ - ہاکباز :

میر مکھن ، ہاکباز تخلص ، خلف الرشید مہان شاہ کمال است ۔
ہدر بزرگوارش شیخی^۲ تمام دارد ۔ روز جمعہ مجلس مہاج بخانہ اش
مقرر است ۔ اکثر قوالان شہر در آنجا می آیند و دیگر مردم شہر^۳
بہ تقریب ساعت نیز حاضر می شوند ۔ لیکو ادا پای تواجد شیخ

۱ - پیام سلام (مط) ۔

۲ - متوفی ۱۱۸۵ مطابق ۱۷۷۲ ع

۳ - اتفاق دیدش افتادہ ، الحال مفقودالخبر است (مط) ۔

۴ - سخن (سخ) ۔

۵ - 'شہر' مط میں شامل نہیں ہے ۔

مشہور است - بندہ در بیان مجلس 'خدمت میان پاکباز ملاقات کردہ ام - گویند در مبادی حال فکر شعر می کرد و از مصطفیٰ خان یک رنگ اصلاح می گرفت - این یک شعر بنام او شهرت دارد :

بجھے رہتے ہیں 'نت درد و الم گوہرے میان صاحب
خبر لیتے نہیں کیسے ہو تم میرے میان' صاحب
۵۰ - ندیم :

میرزا علی قلی ، ندیم تخلص - مولد وی شاہ جہان آباد است و در سلک منصبداران کزر بخطاب خانی سرافرازی دارد " - سابقہ یون چند سال اکثر مرثیہ حضرت ابی عبد اللہ الحسین علیہ الصلوۃ والسلام بہ قوت تمام می گفت " و در مشکل ترین ردیف و قوافی طبع آزمائی ہا می کرد - چنانچہ شہرت اشعار مرثیہ اش " گواہ عدل این دعویٰ است ، و بالفعل کہ گفتن احوال " بی ادبانه دلنشین مردم است ، دست ازمین کار برداشته ، بہ نظم شعر ریختہ مشغول است - بر احوال فقیر شفقت ہا کند " - حق تعالی سلامت داردا

-
- ۱ - در بیان مجلس (مط) -
 - ۲ - رہتے ہیں (مخ) -
 - ۳ - 'میان' مط سے ماخوذ ہے -
 - ۴ - است ، در فرقہ "کدو (گذر ؟) خطاب خانی سرفرازد (مط) -
 - ۵ - بہ قوت تام و قوت تمام می گفت (مط) -
 - ۶ - چنانچہ شہرت ابیاتش (مط) -
 - ۷ - بالفعل کہ طور گفتن مرثیہ (مط) -
 - ۸ - یگفتن (مط)
 - ۹ - "بر احوال.....کند" مط میں شامل نہیں ہے -

جدائی میں تری ہم کیا کہیں کس طرح جلتے ہیں
بجائے سو بدن سے آگ کے شعلے نکلتے ہیں

بقرارِ عشق کو ہے زندگی نقصِ کمال
مر چکے سیلاب تب کہتے ہیں یہ اکسیر ہے

۵۱۔ اذکی :

جعفر علی خان عمدہ و عمدہ زادہ مقرر است۔ یہ خوش گوئی
و خوش خوئی نظیر نہ دارد۔ پیش ازین مشنوی پانصدیت در تعریف
قلیان بر طبق فرمائش مجدد شاه پادشاه بسیار یہ تلاش نظم کردہ، و
حالا ہم گاہ گاہ یک دو بیت ریختہ و فارسی یہ تحریک احبا موزون
می کنند۔ بندہ بخاندان نواب نعمت اللہ خان قراول بیگی پادشاہی
بخندہ پیش ملاقات کردہ ام۔ انواع شعر را بر وجه اتم می فہمد :

۱۔ شعلہ آتش (مط)۔

۲۔ اس کے بعد مط کی عبارت یہ ہے : ”بطلاقات لسان و عذوبت
بیان نظیر ندارد۔ گہ گاہ یک دو مصرع ریختہ و فارسی موزون
می کنند..... می فہمد“

۳۔ قائم کو مغالطہ ہوا ہے۔ جعفر علی خان موصوف یہ مشنوی مکمل
نہیں کر پائے تھے۔ شاہ حاتم نے اسے پایہ تکمیل کو پہنچایا
اور یہ مشنوی ان کے ”دیوان زادہ“ میں شامل ہے۔

۴۔ یہ نعمت اللہ خان ثانی ہیں جو نعمت اللہ خان اول (متوفی ۱۱۱۳ھ
مطابق ۱۷۳۵ع) کے بیٹے اور عالم گیری عہد کے میر بخشی،
روح اللہ خان اول (متوفی ۱۱۰۳ھ مطابق ۱۶۹۱-۹۲ع) کے پوتے
تھے۔ ان کی تاریخ وفات معلوم نہ ہو سکی لیکن قائم کے کہے ہوئے
ایک قطعہ تاریخ کی رو سے یہ ۱۱۶۹ھ تک پھر حال بقید حیات تھے۔
قائم نے ان کی مدح میں ایک قصیدہ اور ایک رباعی بھی کہی ہے
(ملاحظہ ہو : کلیات قائم، مرتبہ راقم، جلد دوم، صفحہ ۳۹۹)

نہ ہو کھوجی انجھو کے کاروان و منزل و رہ کے
خدا جانے کدھر یہ بے سر و پا جائیں گے یہ کے

۵۲ - بہار :

ٹیک چند ، قوم او زرگر بود ، بہار تخلص می کرد - اکثری
از علوم را بہ درستی ورزیدہ علی الخصوص دو تحقیق لغت دست
واقی داشت - چنانچہ خودش دریں باب کتابی کہ بہ 'بہار عجم'
موسوم است تصنیف کردہ و ازین قبیل چند تصانیف دیگر دارد
و خود را از تلامذہ خان آرزو می کرد - چون خان موصوف
'سراج اللغات' تصنیف فرمودند بعضی غلطی پا ہر آوردہ ،
ایشان از غایت انصاف کہ خاصہ کمال است دخلہای وی جائز
داشتند - اکثری شعر فارسی می گفت و گاہ گاہ دو سہ بیت ریختہ
نیز موزون می نمود :

وہی اک ریسہاں ہے جس کو ہم تم نار کہتے ہیں
کہیں تسبیح کا رشتہ ، کہیں زنار کہتے ہیں

ہمیں واعظ ڈراتا کیوں ہے تو دوزخ کے دھڑکوں سے
معاصی گو ہمارے ایش ہیں ، کچھ مغفرت کم ہے

۱ - نہ ہو کھوجی ہمارے آنسوؤں کے منزل و رہ کے (مط)

۲ - جائیں ہیں (مط)

۳ - می کرد - علم متعلق و معانی مع دیگر علوم بہ درستی ورزیدہ (مط)

۴ - چنانچہ دریں باب خودش کتابی تصنیف کردہ کہ نامش بہ خاطر
نیست (مط)

۵ - "و خود می کرد" مط میں نہیں ہے اور اس کے بعد

"و تیکہ خان آرزو 'سراج اللغات' تصنیف می کردند" ہے -

۶ - دخلہای وی خان (؟) برداشتہ (مط)

۷ - 'تو' اضافہ مرتب -

نہیں ، معلوم کیا حکمت تھی! شیخ اس آفرینش میں
مجھے ایسا خراباتی کیا ، تجھ کو مناچاتی

۵۳ - عاصمی :

خواجہ برہان الدین ، عاصمی تخلص ، مریدی از نیاثر خواجہ
احرار است - در کمال دانائی و ہشیار خراسی و بذلہ گوئی و
زادہ کلامی مستثنائی روزگار بود - در عالم جواہر شناسی
بصارت تمام داشت - مولدش شاہ جہان آباد است در محلہ بہادر
پورہ کہ واقعہ شہر نو است و بہ اعزاز و امتیاز بسر می برد ،
و اکثر فکر شعر سرئیدہ می کرد ، و گاہ گاہ پیاس خاطر احباب دو سہ
بیت ریختہ نیز موزون می نمود - سابق بریں دو سال از جہان رفت -
با قہر جوششہا داشت - خدایش بیامرزد! ازوست :

چمن کے تخت اوپر جب شہ گل کا تجمل تھا
ہزاروں بلبلوں کی فوج تھی اور شور تھا ، گل تھا
خزاں کے دن جو دیکھا کچھ نہ تھا جز خار گلشن میں
بتایا باغبان رو رو کے یاں غنچہ تھا ، یاں گل تھا

۵۴ - حشمت :

محمد علی ، حشمت تخلص ، از مرد مشاہیر بود - حیا و حدیث

۱ - چم (مط)

۲ - بیت غزل (مط)

۳ - یعنی 'دو سال سابق بریں'۔

۴ - تخت پر چمن دن (مط)

۵ - جو جا دیکھا (مط)

۶ - بتاتا (مط)

و اہلیت و آدمیت زائد الوصف داشت۔ سابق برہن دہ سال^۱ بہ رفاقت قطب الدین علی خان کہ آوازۂ شجاعت وی^۲ دراطراف و اکناف شہر قی عظیم دارد و معہذا بہ شرح و بسط احوالش تنگ حوصلگی ہای این اوراق بر نمی تابد ، بہ سمت چکہ^۳ مراد آباد رفتہ بود ۔ چون در آن جا با فوج سعد اللہ خان^۴ پسر نواب علی محمد خان افغان ہای جنگ بہ میان آمد ، مع خان مذکور

۱ ۔ از مردم کشمیر بود ، حیا و حمیت و آدمیت خلاف کلیہ^۵ وطن داشت ۔ (مط)

۲ ۔ دو سال (مط)

۳ ۔ کہ آوازۂ سخاوت و شجاعت وی (مط)

۴ ۔ نواب علی محمد خان روہیلہ (متوفی ۱۵ ۔ ستمبر ۱۷۳۸ ع) کے

تیسرے فرزند کا نام سعد اللہ خان تھا اور والد کے انتقال

کے وقت ان کے دو بڑے بیٹے عبد اللہ خان اور فیض اللہ خان

ٹیوں کہ قندھار میں جلاوطنی کی زندگی گزار رہے تھے اس لیے

ان کی واپسی تک یہ گدی نشین اور حافظہ رحمت خان ان کے رجسٹ

قرار پائے ۔ مع میں 'سعد اللہ' درج ہے جو کتابت کی غلطی

معلوم ہوتی ہے ۔ روہیلوں اور قطب الدین علی کے مابین یہ

معرکہ ۱۱۶۲ھ (۱۷۳۹ ع) کے اوائل میں ، مراد آباد سے

۳۸ میل جنوب شمال مغرب دھام پور کے مقام پر ہوا جس میں

قطب الدین کام آئے (ملاحظہ ہو : جادو ناتھ سرکار 'زوال سلطنت

مغلیہ' طبع سوم ۱۹۶۳ ع ، جلد اول صفحہ ۲۳۵-۲۳۷) تاباں نے

اپنے استاد حشمت کی جو تاریخ وفات کہی ہے اس سے ۱۱۶۱ھ

برآمد ہوتے ہیں (دیوان تاباں صفحہ ۲۷۳ - ۲۷۶) مط میں اس

طرح ہے : "در آن جا با فوج علی محمد روہیلہ ہای جنگ بہ میان

آمد بہان جا مع خان مذکور بہ جرات تمام کشتہ شد ۔"

'با فخر دوستی با داشت' بھی مط میں شامل نہیں ہے ۔

ہے جرات مردانہ کشتہ شد ۔ خدایش مغفرت کنارا! ہا فقیر دوستی با داشت :

خط نے ترا حسن سب اڑا ہا

یہ سبز قدم کہاں سے آیا

۵۵ - شفا:

حکیم یار علی ، متخلص بہ شفا ، جوانی است مستعد و کم و بیش از ہمہ جا آشنا علی الخصوص در فن طبابت دست خوبی دارد^۱ - گاہ گاہ دو سہ بیت ریختہ و فارسی نیز می گوید^۲ - بہر حال مرد عزیز است - ہر جا کہ ملاقات می نماید بسیار بروی کرم پیش می آید - خدایش زلفہ دارد!

جون ڈانک کے دیے سے دونا کھلے ہے یاقوت

چمکا ہے رنگ ہاں سے جوہر ترے لبان کا

۵۶ - حشمت:

محتشم علی خان ، حشمت تخاص ، اصلش از شاہ جہان آباد است - پندرہزرگوارش میر باقی نام از مردم^۳ مشاہیر بود - گاہ گاہ دو سہ شعر ریختہ و فارسی با کمال و ہوکاری^۴ می گفت و در سالک ہر مصرعش گوہر معنی آبدار^۵ می مفت - قبل ازین ہفت سال^۶ بہ مرگ دفعاً از جہان رفت - اوتعالی رحمتش کنادا ازوست :

۱ - دست خوبی داشت (مط)

۲ - نیز می گویند (منج)

۳ - متوفی ۱۱۶۳ھ (مجمع النفاث)

۴ - مردمان (مط)

۵ - با کمال تازگی (مط)

۶ - معنی نایاب (مط)

۷ - یعنی 'ہفت سال قبل ازین'

لکھت کل نے جگایا کسے زندان کے بیچ
بہر زنجیر کی جھنکار بڑی کان کے لہج

چار آئی دوائے کی خبر لو
اگر زنجیر کرنا ہے تو کر لو

۵۔ - مخلص:

راجہ لند رام ، مخلص مخلص ، قوم کھتری ، وکیل نواب
اعتادالدولہ مغفورؒ ہود - باوجود مرجعیت خلی و کثرت جواب
و سوال و دربار رویؒ صبح و شام شعر فارسی بہ درستی تمام
می گفت و بہ خدمت خان آرزو ہنگامہؒ موافقتؒ گرم داشت و
مشورہ سخن نیز بہ خدمت ایشاں می کرد - چون رواج فن رختہ
بسیار دید خودش بہ چہار ہفت ازین قبیل موزوں نمود -
چنان چہ این شعر ازوست :

۱ - مخلص کا صحیح نام 'افتد رام' تھا - ان کا سال ولادت ۱۱۱۱ھ
اور ۱۱۶۴ھ سال وفات ہے (سفر نامہ مخلص) -

۲ - یعنی نواب اعتادالدولہ قمرالدین خان نصرت جنگ بہادر وزیر
محمد شاہ بادشاہ ، جو احمد شاہ ابدالی کے خلاف مالدوہ پور
(سرہند) کے معرکے میں کام آئے (۲۱ ربیع الاول ۱۱۶۱ھ مطابق
۱۱ مارچ ۱۷۴۸ع) ان کے خلف اول ، جن کا اصل نام
میر نظام الدین خان تھا ، وہ بھی آگے چل کر 'قمرالدین' اور
'اعتادالدولہ' کے علاوہ 'النظام الدولہ خان خانان' کے خطابات
سے سرفراز کیے گئے تھے -

۳ - 'مخلص' اور 'روی' مط ہیں نہیں ہیں -

۴ - موافقی (مط)

۵ - موزوں کرد (مط)

دھوم آنے کی کس کے گازاؤ میں پڑی ہے
باتھ ارگئے کا پیالہ لرگس لیے کھڑی ہے

۵۸ - نادر :

نادر قفصِ جوانی بود باوجود "نادرہ گوی شعر بہ ندرت
می گفت و اکثری از خطوط خوب می نوشت - ظاہرًا در سلک
احدین پادشاہی سر افزای داشت - قبل ازین دو سال "در کوئلہ"
نیروز شاہ کہ از قدیم مسکن وی بود مسلول شدہ انتقال نمود :

زلف کو کہنا پریشان عقل سے دوری ہے یہ
ہر گزہ میں دل ہے اس کی ، گالٹھ کی پوری ہے یہ

دلبر کہیں ہو چشم سے عاشق کی دور نہیں
دل مل رہے ہیں چشم کا ملنا ضرور نہیں
لیٹی ہی جا ہے مکھڑے سے خورشید رو کی زلف
اتنی بڑی ہوئی یہ ذرا بھی شعور نہیں

۵۹ - سجاد :

میر سجاد جوانی است مستعد ، متوطن شاہ جهان آباد ،
بہ صفات حمیدہ موصوف و اخلاق "پسندیدہ معروف - صنائع
لفظی را بہ تلاش بائی معنی مقارن نشانده" و "معنی را بہ وساطت
انفاظ رنگین بہ اوج سربلندی رسانده - قطعہ :

۱ - گلشن (مخ)

۲ - "باوجود" مط میں نہیں ہے -

۳ - یعنی دو سال قبل ازین -

۴ - یہ مصرع مخ میں شامل نہیں ہے اور مط سے ماخوذ ہے -

۵ - الاخلاص (مخ)

۶ - بہ تلاشہائی معین مقارن معنی نشانده (مط)

شعر گر وصفِ چشم میں وہ کہے
رہے معنی میں اُس کے یوں ابھام'
کر تو باور کہ جس طرح دو مغز
ہو ہیں توام میانِ یک با دام

ایات دیوالی قریب ہفت صد شعر در نظر درآمدہ ، شعر
بے حاصل کم تر می برآید" و از آنجا کہ فرمان نویسی بادشاہی
اوست گاہ گاہ بہ دربار معلیٰ می آید ۔ خدایش سلامت در عہدہ
دارد! ازوست :

کافر بتوں سے داد نہ چاہو کہ پاں کوئی
مر جائے گر ستم سے تو کہتے ہیں حق ہوا

ہوتی نہیں ہے سرد ہارے یہ دل کی آگ
لاگی ہے جس زمانے سے جلتی ہے ڈھیر ڈھیر"

تھکی ہیں بس کہ تری راہ دیکھ دیکھ کے چشم
مڑے سے اُن کو" مڑہ تک ہوئے ہیں کالے کوس

رہا تو زلف میں جا دل پہ ڈر ہے آنکھوں کا
بسے ہیں خونی و خوں خوار و خالہ جنگ پڑوس

کس طرح کوہ کن پہ گزریں گی
ہجر کی یہ پہاڑ سی راتیں

۱ ۔ ابھام (منہ) ۔

۲ ۔ اس کے بعد کی عبارت مط میں شامل نہیں ہے ۔

۳ ۔ ڈھیر ڈھیر : دھاڑ دھاڑ (مط میں 'دہر دہر' ہے) ۔

۴ ۔ راہ دیکھ (منہ) راہ دیکھ دیکھ (مط) ۔

۵ ۔ اُن کے (مط) ۔

میرے تمام حال کی تقریر ہے یہ زلف
روزِ سیاہ و نالائق شبِ گیر ہے یہ زلف

اگر وہ صبح کو بھرا کسی کا لوئے کو
نکل کے کھر سنے آوے تو ہم سلام کریں

شبِ بچہ میں میرے جلنے کی قدر
نہیں ہو چھتی شمع اس کو بجھاؤ

میرا جلا ہوا دل نہیں اس مرز کے لائق
اس اپنے کو لائق کانٹوں میں کھینچتے ہو

عشقِ گردش بہ آسانی ہے
یہ بلا کوئی ناکہانی ہے
رات اور زلف کا یہ افسانہ
نصہ کوئی بڑی کہانی ہے

سرخ لب ہر آن میں کچھ ہے
یوں کچھ اور رنگِ پان میں کچھ ہے
اس زمانے کی دوستی کا رنگ
آن میں کچھ ہے آن میں کچھ ہے

۱۔ - مٹ میں اس کے بعد یہ شعر زائد ہے :
نہیں پہنچتی ہے جب تئیں اس آسمانِ تلک
تپ تک پاری خاک کی مانی خراب ہے

یار کا جامہ ہمیں ہے گا عزیز
یوسف اپنا پرین تہہ کر رکھے

دل کی جمعیت نہ کھو اپ کھول کر
ہوئے ہے 'غنیچہ' پریشان بول کر
بند میں مت ہو دوائے علل کے
کر گریباں چاک چھاتی کھول کر

۶۰ - دانا :

فضل علی ، دانا فخلص ، مولد وی شاہ جہاں آباد است ۔
انجام کہ رتبہ و حالت اوست شاعری دون مرتبہ است ۔ بخدمت
مولوی برہان الدین کہ از مشائخ کبار ابن زمان است نسبت
ارادت درست کردہ ، بہ کمال آزادی و آزاد وضعی می گذراند ۔
ہر چند بظاہر در ذیل خواصان بادشاہی پابند علاقہ روزگار است
لیکن در حقیقت از ہمہ چیز دست بردار ۔ گویند روزی در لشکر
نزدیکہ سراپردہ خاص ہمراہ آشنایان " دربار نشستہ چیزی
می خورد ؛ درین اثناء حضرت ظل سبحانی با دو سہ خواجہ سرا از
توی خیمہ " برآمدند ؛ دیگران دست و پا گم کردہ ، از سر
معام برخاستند مگر ابن بابا کہ از جای خود حرکت نہ کرد ۔
حضرت کہ چنین ملاحظہ کردند باز داخل سراپردہ شدند ۔
روز دوم کہ ابن عزیز باریاب ہوا گردید پادشاہ فرمودند کہ

۱ - ہوتی ہے (مط)

۲ - بمسبب ارادت درست (مط)

۳ - نزدیکہ سراپردہ خاص یہ ہمراہ آشنایان (مط)

۴ - از سوی خیمہ (مط)

۵ - سراپردہ (مط)

”ہیش ہیا!“ چون نزدیک رفت ارشاد شد کہ ”ای شکم پرور! دیروز ما بدولت و اقبال پرآمدیم و تو از سر طعام برخواستی؟“ عرض نمود کہ فی الواقع لتصیر وارم لیکن در آن وقت مشغول تعظیم شخصی بودم کہ تعظیم ولی نعمت ہم وابستہ تعظیم اوست۔ و کلمہ را تسمی بر زبان راند کہ بر دلمہا موثر افتاد و حضرت از غایت انصاف بر استقامت وی آفرین ہا خواندند و تکلیف نوکری او را معاف فرمودند۔ غرضیکہ عجب کسی است۔ با فقیر دم دوستی دارد۔ این چند بیت از نتائج فکر اوست :

چہ صورت خدا کو دیکھنا عنوان ہے میرا
جی توحید میں مصرع سر دیوان ہے میرا

مقابل بیٹھ کر میرے مجھے باتوں ہی میں بہلا
مرا دل لے گیا حجام کا سر کے تئیں سہلا
ترے چہرے کی گرمی سے ہوئیں پیار یوں آنکھیں
کہ جوں خورشید کی تابش سے جاتے ہیں ہرن کھلا
سلیاں نام نوجوانیت کہ در حسن و جمال عظیم المثال است دلش
فریفتہ او بود؛ چنانچہ درین شعر نام او آورده از دانا است :
اے سلیاں یا خبر ہو ملک خوبی کو سنبھال
خط کا پہنچا حسن سے لڑنے کو تیرے مور چال
سادہ لوحی میں جو کچھ کہتا تھا تو سنتے تھے ہم
اب تو خط نکلا ترے اے شوخ لک منہ کو سنبھال

نہ چائے خون کو جس روز میرے اُس کے نالہ ہے
رگ گردن سے میری اُس کے خنجر کو علائقہ ہے

تمہ انتظار میں، بیمارے مثالِ آئینہ
تمام عمر ہلک سے مری ہلک نہ لگی

نہیں مٹنے کی کیوں رگڑے ہے سر سجدے میں اے زاہد
لکھی جو بات مالتھے ہر مقرر وہ تو بیش آئے

جب گفتگو میں تم نے غنچے سے منہ کو کھولا
جھڑتے ہیں بھول گویا کیا بات ہے تمہاری
۶۱ - امید :

قزلباش خان ، امید تخلص - مغل ولایت از نجبای ایران
زمین است - تمام عمر در عیاشی و عاشقِ بیشکی بسر بردہ - در سنہ
احد شہید مرحوم (کذا) "بتائر تفرقہ" ایران بہ ممالک ہندوستان
افتاد - خوش طلعتان این جا نہ گزاشتند کہ باز بہ وطن خود رود -
ہمیشہ مصروف کپ زدن و لطیفہ گفتن ہائینہا بود - علی الخصوص

۱ - نہ چکھے خون کو جس روز وہ تو اس کو فاقہ ہے (سرور)

۲ - لگی (سط)

۳ - آفی (سط)

۴ - دو سنہ احدی امید مرحوم ؟ سنہ احدی سے مراد ۱۱۰۱ھ

ہوسکتا ہے - آزاد بلکرامی کا بیان ہے کہ محمد رضا المتخلص بہ

امید (قزلباش خان خطاب) عالم گیر کے عہد میں وارد

ہندوستان ہوئے اور دارالخلافت شاہ جہان آباد میں

۶ جہادی الاول ۱۱۵۹ھ کو انتقال فرمایا ۔

نور بائی را از خوبان روزگار' بسیار دوست می داشت - چنانچه روزی بائی مذکور بہ خانہ اش مہمان بود - اتفاقاً در ہنگام اغتلاط مذکور طبابت مہمان آمد - گفت "خان صاحب ! درین امر چہ می فرمایند ؟" متبسم شدہ ، جواب داد "حکیم ہوج می گویند" اگر از من می پرسید برای شاہ حجامت بسیار مناسب است چون برای دفع آشوب چشم پس سر' عجمہ گزاشتن معمول اطباء است" - این لطیفہ بغایت موقع افتاد" - غرض زندگی دہ روزہ را بنوعی بسر بردہ کہ رشک عمر لوح میتوان گفت و دیوانش در فارسی ضخیم است - این دو سہ بیت ریختہ نیز موزون کردہ از اوست :

یار بن گھر میں عجب صحبت ہے
درو دیوار سے اب صحبت ہے

نال دیتا ہے ہنسی کے باتوں میں
رو کے کہتا ہوں جب میں اپنا حال

۱ - خوبان جہان (مط)

۲ - درمیان (مط)

۳ - لوح (مخ)

۴ - می گوید (مط)

۵ - 'پس سر' مط میں نہیں ہے -

۶ - اس کے بعد کی عبارت مط میں اس طرح ہے : "غرض زندگی دہ

روزہ بہ خلاف اہل دانش بنوعی بسر برد کہ رشک عمر لوح

تو میتوان گفت - او تعالیٰ رحمتی کناد!"

۶۲ - انسان :

اسد یار خان ، المتخلص بہ انسان ، ساختہ و پرداختہ ،
نواب امیر خان در کمال فطرت و قنات و نہایت تمکین و متانت
شہرۂ آفاق بود ۔ چون نواب مسطور بنا بر آزر دگی آصف جاہ
بہ صوبہ داری الہ آباد تشریف فرمودند این را بہ صلح
بعضی امور در حضور پر نور مقرر نمود ۔ از انجا کہ مصاحب
درست واقع شدہ بود در چند گاہ بہ دل بادشاہ غفران پناہ جا
گرفتہ ، مخاطب بہ خطاب اسدالدولہ بہادر گردید ۔ ہر چند بنا بر
کثرت اشتغال امور ملکی دماغ شعر و شاعری نداشت لیکن
گاہ و بے گاہ بر سہیل افغن دوسہ بیت ریختہ و فارسی می گفت ۔
چنان چہ این دو بیت ریختہ ازوست :

- ۱ - اسدالدولہ اسد یار خان انسان معروف بہ میرجنگنو کا ۱۵ - اپریل
۱۷۷۵ء ع کو دہلی میں انتقال ہوا اور آگرے میں دفن ہوئے ۔
- ۲ - یعنی عمدة الملک نواب امیر خان الہام (ترجمہ ۶۲)
- ۳ - غایت (مط)
- ۴ - 'بنا بر آزر دگی آصف جاہ' مط میں نہیں ہے ۔ آصف جاہ سے مراد
امیرالامرا نواب جن قلع خان مخاطب بہ نظام الملک آصف جاہ
اول (متوفی ۲۱ - مئی ۱۷۷۸ء ع) ہیں ۔
- ۵ - فرمود (مط)
- ۶ - یعنی عید شاہ بادشاہ ۔
- ۷ - در عرصہ چند روز (مط)
- ۸ - اسد اللہ (مخ)
- ۹ - مط میں اس کے بعد صرف 'مطلع ازوست' درج ہے ۔
- ۱۰ - مخ میں بھی دو کی بجائے ایک ہی بیت درج ہے ۔ معلوم ہوتا
ہے کہ مؤلف اضافہ کرنا چاہتے تھے اور نہ کر سکے یا کثابت
ہونے سے رہ گیا ۔

جہاں کے بیج اپنے آپ میں ہر ایک پکا ہے
نظر کر دیکھ مشہد خاک میں کیا کیا جھٹکا ہے

۶۳ - انجام :

نواب امیر خان ، قلعہ وی انجام است ، از نیاثر شاہ نعمت اللہ
ولی بود ۔ آبائی در ہندوستان بدشرف امارت و وزارت در ہم چشان
خود اعزاز و احترام داشتند و خودش نیز در زمان سلطنت محمد شاہ
پادشاہ بہ منصب ہفت ہزاری و خدمات متعددہ سراقرازی
داشت ۔ پیش آمدش در حضور اقدس اعلیٰ موجب حسد و غبطہ
معاصرانش بود ۔ چنان چہ بعد انقضای ہنگامہ نادر گردی
بہ سبب رنجش نواب آصف جاہ بہ صوبہ داری الہ آباد رفت ،
و بعد از چندی کہ حضرت ظل سبحانی فرمان طلب برای او
فرستادند در جواب آن عرضی کرد و مطلع رختہ کہ بعد ازین
مراقوم خواہد شد ، موزون نمودہ در عبارت آن مندرج ساخت ۔

۱ - مجموعہ نقل میں جہاں مصرع اس طرح ہے :

زمین و آسمان اور مہر و مہ سب تجھ میں ہیں انسان

۲ - انجام ۲۳ ذی الحجہ ۱۱۵۹ھ (۲۵ دسمبر ۱۷۷۶ء) کو دہلی
میں قتل ہوئے ۔

۳ - عیالشی (مط)

۴ - "نیز" مط میں نہیں ہے ۔

۵ - مخ میں "وخدمات" نا "معاصرانش بود" میں ربط نہیں ہے ۔

اس لئے یہ عبارت مط سے ماخوذ ہے ۔ مخ کی عبارت یہ ہے :

"موجب حسد و غبطہ و خدمات متعددہ سراقرازی داشت ۔

پیش آمدش در معاصرانش بود ۔"

۶ - یعنی نظام الملک آصف جاہ اول ۔

۷ - یعنی محمد شاہ پادشاہ ، متوفی ۲۷ ربیع الثانی ۱۱۶۱ھ مطابق

۱۵ اپریل ۱۷۷۸ء

آخر الامر بنوشتہ وزیر مرحوم اعتماد الدولہ بہ حضور آمد۔ مہ سال
بر آن تمام نہ کشید کہ قضا برگ پان بہ صورت جمدھر
فولاد ساخته ، بدست غلام نمک حرام در عین جالی دروازه قلعه
بادشاہ برای رخصت روح او فرستاد ۔ حق تعالی رحمتش کناد!
ازوست :

اب بی احسان ہے تیرا جو نہ ہوں آزاد ہم
بہر چمن میں جائیں کیا منہ لے کے اے صیاد ہم

۶۴۔ گراسی :

میرزا گراسی خلف عبدالغنی بیگ قبول ، از مردم کاشمیر
است ۔ شعر فارسی بہ وضع خود بسیار مرتب می گفت
چنان چہ احوالش من و عن داخل تذکرہ ہای فارسی است
و از آن جا کہ چیز ہای چند از قبیل شعبدہ و لیرنگات بدست
آوردہ عالمی را باب میراند و بہ طور ملاحدہ و زندہ
با کمال بی معنی و بے ہاکی می زیست ۔ بموارہ مطعون زبان

۱۔ ملاحظہ ہو ذیلی حاشیہ اندام غلط (ترجمہ ۷۵)

۲۔ تمام بران (مط)

۳۔ نگشتند (مخ)

۴۔ از عین (مط)

۵۔ میرزا گراسی ، متوفی ۱۱۵۶ھ (سرو آزاد)

۶۔ قبول ، متوفی ۱۱۳۹ھ

۷۔ لیرنگات (مط) لیرنج ، لیرنگ کا معرب ہے ۔

۸۔ عالم (مخ)

۹۔ ملاحدہ بے ہاکی (مخ)

۱۰۔ زندہ (مط و مخ)

ارباب تحقیق می بود - در آخر سلطنت حضرت فردوس آرام گاہا حرف وجودش گزک فنا از صفت روزگار برداشت - گویند این شعر ریخت، ازوست :

حاضری بن محل نہیں کھاتا
ہیکمی ہے ہنیر منعم کا

۹۵ - کمترین :

کمترین از قوم افغانہ از قبیلہ "ترین" بود و بہ ہمیں نسبت کمترین مخلص می نمود - در عالم ہزل گوئی و ہجو پردازی نظیر خود نداشت - چنان چہ قریب ہفت صد شعر در مذمت "اہل حرفہ" بر سبیل "شہر آشوب" از وی یادگار است - مدت العمر در دارالخلافت ہمسر بردہ آخر حال در سرکار وزیرالممالک ثواب غازی الدین خان بہ مواجب در خور می گذرائید - در ہمیں سال از جہان رفت : ہوتا کھرا ٹھہرنے مجھ باس کر لیا ہے (کذا)
ایسا لنگڑن خود سری کو بھول جائے (کذا)۔

۱ - یعنی محمد شاہ بادشاہ -

۲ - کمترین دہلوی کا نام قاسم نے "پیرخان" اور سرور نے "امیرخان" بیان کیا ہے -

۳ - خدمت (مخ)

۴ - ۲ - جون ۱۵۴۸ء کو ثواب عبادالملک غازی الدین خان نے سرپولہ کی مدد سے قلمدان وزارت پر قبضہ کیا ، اس کے بعد مغل تاجدار احمد شاہ کو تخت سے اتار کر بینائی سے محروم کیا اور شہزادہ عزیز الدین کو عالم گیر ثانی کے لقب سے تخت نشین کیا (ملاحظہ ہو "زوال سلطنت مغلیہ" از سرکار ، طبع سوم ۱۹۶۴ء ، جلد اول ، صفحات ۳۳۸ - ۳۳۹ ؛ نیز ترجمہ نظام ۸۶)

۵ - یہ شعر مط میں شامل نہیں ہے -

اگر بھالڈوں سے متصدیٰ نہیں ملتے ہیں ذاتوں میں
تو کیوں پسے کہا نے ہیں یہ نقلیں کر براتوں میں

ہلا کر مست نقرانی کو تباہی
اکاڑی اصلبل کے جا بھڑی

طبقه سوم

در بیان اشعار و احوال شعرای متاخرین

بر مقتضای فن ریخته مخفی و محتجب نه ماند که آنچه الحال اشعار و احوال شعرای متاخرین نوشته می آید طرز کلام این ها مانا بروید^۱ شعر فارسی^۲ است - چنانچه جمیع صنائع شعری که قرار داده اسانده اسلاف است ، بکار می بردند و اکثری از ترکیبات فرس که موافق محاوره اردوی معلی مانوس گوش می نماید^۳ ، منجمله جواز الایان می دانند الا ترجیح زبان مغل به ریخته کردن مقبوح است چه درین صورت صحت زبان یکی از هر دو نمی ماند و اگر بعضی از اصطلاح که زبان زد مردم فصیحای این دیار بود کرده آید چندان مضائقه ندارد ، اما اتباع و تقلید کسان طبقه^۴ اولی که یک مصرع شان ریخته و دیگری فارسی است ، و در بعضی مقام ریخته و فارسی را بالفاظ^۵ غیر مانوس مخلوط هم ساخته مذموم^۶ محض می انگارند - هر حال این مبحث^۷ طویل الذیل را^۸ موقوف بر ملایقه^۹ شاعر باید نمود

۱ - بروید^۱ فارسی (مط)

۲ - می یابند (مط) می نمایند (مخ)

۳ - ریخته فارسی بالفاظ (مط)

۴ - هم مذموم ساخته (مخ)

۵ - مستغیب (مط)

۶ - 'را' اضافه مرتب -

و بیش ازین ہر صداع سامعان نباید افزود کہ اگر در خالہ کس
است اشارتی پس است ۔

۶۶ - فقیر :

گوہر یکتائی بحر 'سعادت' ، لعل بی 'بہای کان نجابت' ، علت غائی
وجود سخن ، ملہم معنی آسمان مسکن ، افضل الفضلا ، افصح الفصحا
میر شمس الدین فقیر سلمہ اللہ تعالیٰ ، سردی از خاندان بزرگ در
نہایت فضل و کمال است ۔ پسر نواب سادات خان امیرالاسرا
عہد میرزا احمد کہ عبارت از سیف الدولہ بہادر است مشق سخن
بخدمت آن سید جلیل القدر می نمود ۔ چون مستغنی المزاجش یافت
تقدی مبلغ صد و ہست روپیہ بی تکالیف نوکری بہ فرقہ احدیان
بادشاہی بہ ساجت تمام بنام او مقرر ساختہ ؛ ہر چند لائقش نہ بود

۱ - حج بیت اللہ سے واپسی پر ۱۸۳۱ء میں فقیر کا جہاز غرق ہو گیا تھا ۔

۲ - 'بحر' مط میں نہیں ہے

۳ - 'بی' مخ میں نہیں ہے ۔

۴ - 'سادات' مخ میں نہیں ہے اور مط میں 'سعادت' ہے ۔ سادات

خان ثانی یعنی نواب صلابت خان ذوالفقار جنگ ، خلف سادات خان

فرخ سیری ، مغلیہ دربار میں ایرانی ہارٹی کے اہم رکن اور

صفدر جنگ کے دست راست تھے ۔ موصوف دو مرتبہ میر بخشی

کے منصب پر فائز ہوئے ۔ پہلی بار جون ۱۷۴۸ء سے جون

۱۷۵۱ء تک احمد شاہ کے عہد میں اور دوسری بار عہد الملک

کے عہد وزارت پر قابض (۲ جون ۱۷۵۳ء) ہونے کے بعد چند

ماہ کے لیے عالم گیر ثانی کے عہد میں (پھر مصنام الدولہ ثانی

کو یہ منصب عطا ہوا اور وہ ۱۷۵۷ء کے اوائل تک امیرالاسرا

رہے) ۔

۵ - 'بادشاہی' مط میں نہیں ہے ۔

لیکن برای احتیاجات ضروری کہ انسان را ازو گریز نیست
طوعاً و کرہاً قبول نموده - غرض در فن شعر فارسی فکر و رای
دارد و بنا بر تفنن طبع دو سہ بیت از قبیل ریختہ لیز^۱ می فرماید -
چنانچہ این چند بیت ازوست :

ترا منہ دیکھ بلبل گل ستے یزار ہو جاوے
اگر کل تجھ تلک پہنچے گلے کا ہار ہو جاوے

زندگی موجِ آب ہے گویا دم کا آلا حباب ہے گویا
خال تیری بیاضِ گردن پر نقطۂ انتخاب ہے گویا
۶۷ - مظہر^۲ :

مرہم گزار سینہ^۳ ریش ، بمعنی پادشاہ و بہ صورت درویش ،
معنی آگاہ ، عارف باللہ ، میرزا جان چاٹان مظہر سلمہ اللہ تعالیٰ ،
عالم و عامل ، عارف و کامل ، سرآمد ارباب تحقیق و پیشرو
اہل تدقیق است^۴ - اگر در نازک مزاجی و میرزائی ہمرنگ
لکھت گلشن دانند ، بجا است ؛ و اگر در زمزمہ سازی و سخن
طرازی ہم آہنگ بلبلی خوانند ، رواست - عذوبت بیانش از
طوطی ہندوستان^۵ می پذیرد و طلاقت اسالش از مرغ بوستان
خراج می گیرد - در ظاہر و باطن مرتبہ^۶ رفیع و شان^۷ عظیم دارد -
در اوائل جوانی کہ مقتضای آن ظاہر است بہ شعر و شاعری

۱ - ایشان را (مخ)

۲ - "لیز" مط میں نہیں ہے -

۳ - محرم ۱۱۹۵ھ میں مرزا مظہر دہلی میں شہید ہوئے -

۴ - اس کے بعد "خراج می کرد" تک کی عبارت مط میں شامل نہیں ہے -

۵ - یہاں کوئی لفظ (صفت) لکھنے سے رہ گیا ہے -

۶ - شانی (مط و منہ)

مشغول بود - آخر حال خود را ازان اندیش باز داشتہ بر سجادۂ طاعت بہ فکر و قناعت می گذراند و ہمیشہ ہمتش مصروف تکمیل اہل ارادت می باشد - این چند بیت ریختہ برای تعلیم العام اللہ خان وغیرہ تلامذہ این فن موزون کردہ اوست :

یہ دل کب عشق کے قابل رہا ہے
کہاں اس کو دماغ و دل رہا ہے
خدا کے واسطے اس کو نہ لہو کو
یہی اک شہر میں قاتل رہا ہے
نہ آوے ہالش نخل آہر خواب
یہ سر پاؤں سے تیرے مل رہا ہے

ہم نے کی ہے توبہ اور دھومیں بھاتی ہے ہمار
ہائے کجہ چلتا نہیں کیا مفت جاتی ہے ہمار
لالہ و گل نے ہماری خاک پر ڈالا ہے شور
کیا قیامت ہے موٹوں کو بھی ستانی ہے ہمار

قاتل کو دیکھ بھیڑ گلی کی سمٹ گئی
یہ راہ چھاتیوں کے کواڑوں سے ہٹ گئی
ایدھر نکمہ کی تیغ ایدھر آہ کی ستان
اس کش مکش میں عمر یاری بھی کٹ گئی

۱ - این چند بیت ریختہ وغیرہ تلامذہ این فن برای تعلیم العام اللہ خان
بقین موزون کرد ازوست - (مط)

۲ - لہو کو (مط)

۳ - نہیں آتا اے لکھے اوہر چین (قاسم)

جلی ہے گل کے ہاتھوں سے جلا کر خامیاں اپنا
 نہ چھوڑا ہائے بلبل نے چمن میں کچھ نشان اپنا
 رقیباں کی نہ کچھ تقصیر ثابت ہے نہ خوبیاں کی
 مجھے ناحق ستاتا ہے یہ عشق بد کہاں اپنا
 کوئی آزرده کرتا ہے سجن ایسے کو اے ظالم
 یہ دولت خواہ اپنا ، مظہر اپنا ، جانِ جاں اپنا

گر گل کو گل کہوں تو ترے رو کو کیا کہوں
 بواوں نگہ کو تیغ تو ابرو کو کیا کہوں

کسی کے خون کا پیاما ، کسی کی جان کا دشمن
 نہایت منہ لگایا ہے سجن تم "بیڑہ پاں کو"

آتش کہو ، شرارہ کہو ، کوئلا کہو
 مت اس ستارہ سوختہ کو دل کہا کرو

مرتا ہوں میرزائی گل دیکھ ہر سحر
 سورج کے ہاتھ چوٹری "و ہنکھا صبا کے ہاتھ
 مظہر چھپا کے رکھ دل نازک سیر کے تئیں"
 یہ شیشہ پیچنا ہے کسی میرزا کے ہاتھ

- ۱ - چلے ہم (مط)
- ۲ - کوئی آزاد کرتا ہے سجن اپنے کو ہے ظالم (مط)
- ۳ - سجن نے (مط)
- ۴ - چوری (مط)
- ۵ - مظہر چھپا کے رکھ دل نازک کو اپنے تو (مط)

۶۸ - سودا :

عندلیب خوش نغمہ کشن روزگار ، کلی سر سبد محافل اشعار ،
 بکاثہ کشور افضل ، ققادی دودمان کمال ، انتخاب نسخه صاحب
 کمالی حضرت میرزا رفیع السودا مدظلہ العالی ، درجہ از بہت گاہ
 معنی بہ روی وی کشادہ است و دو مصرع کلک معجز طرازش
 شہرت را آمادہ اشعار رنگین و قصائد متین دارد - چنانچہ قصیدہ
 کویہ دو پیکر و رزمیہ بہار و بحر پیکران و تضحیک روزگار وغیرہ
 از تصانیف اوست -

والد شریفش میرزا شفیع نام از قوم مغول بہ عمل تجارت
 مشہور بود - بہ وقت معبودہ بہ قدمس برین شتافت - زوی کہ از
 ترکہ وی بدست میرزا افتاد در مدت قلیل بہ مقتضای شاعر مزاجی
 بر سیل باد دستی ہا پیاد دادہ و بہ مصاحب پیشگی برآمد -
 قبول ملوک نامدار و تقرب سلاطین عالی مقدار او را مید گشت -
 بالفعل بہ خطاب ملک الشعراء کہ سپین پایہ سخنوران است
 اعزاز و امتیاز دارد - الہی مایہ اش از سری سر و پایان کم مبادا
 بہ مجنون و فرہاد :

۱ - متوفی ۱۱۹۵ھ بمقام لکھنؤ -

۲ - کشور افضل (مط)

۳ - صاحب کمال (مخ)

۴ - درجہ از بہت گاہ (مخ)

۵ - کہ (مط)

۶ - اس کے بعد مخ میں 'مثنویات' زیادہ ہے -

۷ - مغل زاد (مط)

۸ - 'بر سیل' مط ہے مآخوذ ہے -

آدم کا جسم جب کہ عناصر سے مل بنا
کچھ آگ بج رہی تھی سو عاشق کا دل بنا

یکس کوئی مرے تو جلے اس پہ دل مرا
گویا ہے یہ چراغ غریباں کے گور کا

ٹوٹے تری نگہ سے اگر دل حباب کا
باقی بھی بھر پئیں تو مزہ ہے شراب کا

موج نسیم آج ہے آلودہ گرد سے
دل خاک ہو گیا ہے یہ کس بے قرار کا

کیوں کہ وہ شوخ لکھے غم کو کتابت جن نے
کھیل بھی ضد سے مری چھوڑ دیا ہاتی کا

زباں ہے شکر میں قاصر شکستہ ہالی کے
کہ جن نے دل سے مٹایا خلش رہائی کا

دل مت پشیم نظر سے کہ ہایا نہ جائے گا
جوں اشک بھر زمیں سے اٹھایا نہ جائے گا
رخصت ہے باغبان کہ تنک دیکھ لیں چمن
جائے ہیں وان جہاں سے بھر آیا نہ جائے گا

۱ - بے کسمی (کلیات سودا ، جلد اول ، آسی ایڈیشن ۱۹۳۲ء)

۲ - کتابت لکھے غم کو (سط)

۳ - ہی (سط)

۴ - کہ تک اک (سودا)

ظالم نہ میں کہا تھا کہ اس خون سے درگزر
سودا کا قتل ہے یہ چھلایا نہ جائے گا
دلمان و داغ تیغ کو دھویا تو کیا ہوا
عالم کے دل کا داغ دھلایا نہ جائے گا

سودا قارِ عشق میں شیریں سے کوہ کن
ہازی اگرچہ ہا نہ سکا سر تو کھو سکا
کس منہ سے پھر تو آپ کو کہتا ہے عشق باز
اے رو سیاہ ! تجھ سے تو یہ بھی نہ ہوسکا

نواحی میں ترے کوچے کی ہے یہ حال سودا کا
کہ جوں چغدِ آشیان گم کر کے بستی میں پھرے بھٹکا

سودا ہوئے جب عاشق کیا پاس آبرو کا
مٹتا ہے اے دوائے جب دل دیا تو پھر کیا

موج آتش ہے میل آنکھوں کی
شاید اس^۲ دل کا آبلہ بھوٹا

تجھ فید سے دل ہو کر آزاد بہت رویا
لذت کو اسیری کی کر باد بہت رویا
تصویر مری تجھ بن مانی نے جو کھینچی تھی
انداز سمجھ اس کا بہزاد بہت رویا

-
- ۱ - ظالم میں کہا وہا کہ تو اس خون سے درگزر (سودا)
۲ - دل سے (مط) دل سے داغ مٹایا نہ جائے گا (سودا)
۳ - اب (مط)

سودا سے کہا میں نے دل میں بھی کسی کو دوں
وہ کر کے بیاں اپنی روداد بہت رویا

ساق بہاری توبہ تجھ پر ہے کیوں گوارا
منت نہیں تو ظالم ، ترغیب یا اشارہ

کسی کے ہیں زیرِ زمیں دبندہ ممناک ہنوز
جاہ جا سوت ہیں پانی کے تہِ خاک ہنوز

۱۔ سودا سے یہ پوچھا میں (مط و سودا)

۲۔ اپنا (مط و سودا)

۳۔ مط میں اس کے بعد کا کوئی شعر شامل نہیں ہے۔ اس میں سودا

کے جو مزید ۳۲ شعر درج ہیں (جو مخ میں شامل نہیں ہیں)

ان کی کیفیت یہ ہے : ردیف الف - (کہہ نہیں سکتا ، چھوڑا ،

بھوڑا ، ستمگار دیکھنا ، گلزار دیکھنا ، دیوار دیکھنا ، بار

دیکھنا ، اشعار دیکھنا ، ناچار دیکھنا ، جو ہوا سو ہوا ، دھو

ہوا سو ہوا ، سلمہ اللہ تعالیٰ ، پیالا ، لکلا ، نیہالا ، پریشان میں

دیکھا ، کس حال میں دیکھا ، دیوار میں رہا) ۱۸ شعر ؛

ردیف ب (سنگ خواب ، ہنگ خواب) ۲ شعر ؛ ردیف ج

(چمن کے بیچ) ۱ شعر ؛ ردیف ح (دل انکار کی طرح ، سبھانے

کی طرح) ۲ شعر ؛ ردیف د (لنگ ہے صیاد ، شوخ ہاں فریاد)

۲ شعر ؛ ردیف ر (ماتم سے دور ، ہم سے دور ، عالم سے

دور ، کہنے لا گا خیر) ۳ شعر ؛ ردیف ز (کفن ہنوز ، کوہ کن

ہنوز ، دیکھے ہے تو ہنوز) ۳ شعر۔ اس کے بعد یہ جملہ لکھ کر

انتخاب کلام ادھورا چھوڑا دیا گیا ہے :

”فقیر اشعار حضرت مرزا صاحب تاجکجا انتخاب نماید کہ

تمام دیوان منتخب است ، اللهمذا قلم درکشید۔“

بال و ہر ہونے نہ ہائے تھے نمودار بنوز
 تب سے ہم کنجِ قفس میں ہیں گرفتار بنوز
 ہوں گے ہمال نہ کر ہم کو رہا اے صیادا
 مشقِ پرواز نہیں تا سر دیوار بنوز
 جی کو تو کھیت رکھا آنکھوں نے ہر حسرتِ دل
 مند رہی ہے صفِ مڑگاں سے سرے پار بنوز
 تری دوری سے عجب حال ہے اب سودا کا
 میں تو دیکھا نہیں ایسا کوئی بیمار بنوز
 حق تعالیٰ آئے جینا ہی رکھے دنیا میں
 اس قیامت سے نہیں ہے تو خبردار بنوز
 قفس و فرہاد کے مرنے سے 'تو چک میں اب تک
 دشت ہیں خاک بہ سر ، روتے ہیں کہسار بنوز

اے لالہ گو فلک نے دے مجھ کو چار داغ
 چھاتی مری سرا کہ اک دل ، ہزار داغ

سخنِ عشق نہ گوشِ دل بے تاب میں ڈال
 ست یہ آتش کدہ اس قطرۂ سیاب میں ڈال
 کر کے مغلوبِ طمع دل کو نہ سن حرفِ درشت
 یہ بڑی چٹ ہے نہ اس گوہرِ نایاب میں ڈال

قاتل کے دل سے آہ نہ نکلی ہوس تمام
 ذرہ بھی ہم تڑپھنے نہ پائے کہ ہس تمام

اب اس طرف تری دل گرمی شعلہ خو معلوم
 تپاک غیر سے جو ہوں گے ہم سے وہ معلوم
 بھری ہے دل میں ترے اس قدر محبت غیر
 کہ جا نہیں مرے کینے کو، مہر تو معلوم
 گلے میں غیر کے میری وفا کرے ہے یاد
 سو غائبانہ کبھو، اس کے رو بہ رو معلوم

عاشق تو نامراد ہیں پر اس قدر کہ ہم
 دل کو گنوا کے بیٹھ رہے صبر کر کے ہم
 بیٹھا کوئی نہ چھاؤں نہ پایا کسی نے بھل
 بے برگ و بر نہیں کوئی ایسا شجر کہ ہم

لے دیدہ تر جذہر گئے ہم
 ڈبرے جو تھے خشک بھر گئے ہم
 توجہ عشق میں روزِ خوش نہ دیکھا
 دکھ بھرتے ہی بھرتے مر گئے ہم

گنھی نکلتے ہیں لخت دل سے قارِ اشک کی لڑیاں
 یہ آنکھیں کیوں مرے جی کے گلے کی بار ہو پڑیاں

۱۔ ترے پاں تلک (سودا)

۲۔ کرو تو یاد (سودا)

۳۔ بیٹھا نہ کوئی چھاؤں (سودا)

۴۔ یہ آنکھیاں (سودا)

ہنوز آئینہ گرد اس غم سے اپنے منہ کو ملتا ہے
خدا جانے کہ کیا کیا صورتیں اس خاک میں گزریاں
چھری تلوار یک دیکر گل و بلبل ہیں گلشن میں
سمھاری سچ کہو دونوں میں کس سے انکھڑیاں لڑیاں

نہ غنچے گل کے کھلتے ہیں نہ نرگس کی کھلی کلیاں
چمن میں لے کے خمیازہ کسی نے انکھڑیاں ملیاں
تبسم (یوں نمایاں ہے مسی آلودہ دنداں سے
نہ ہو ابر سید میں اس طرح بجلی کی اچھلیاں)

باتیں کدھر (گئیں وہ تری بھولی بھولیاں
دل لے کے بولتا ہے جو اب تو یہ بولیاں)
ہر بات (ہے لطیفہ و ہر یک سخن ہے رمز
ہر آن ہے کتابہ و ہر دم ٹھٹھولیاں)
اندام (گل یہ ہو نہ قبا اس مزے سے چاک
جون خوش چھبوں کے تن یہ مسکتی ہیں چولیاں)
کیا چاہیے (مجھے یہ سر انگشت پر حنا
جس بے گنہ کے خون میں چاہیں ڈبولیاں)

۱۔ کہ کیا (مخ)

۲۔ اس شعر کے بعد مخ میں بیشتر اشعار کے شروع کے ایک یا دو
لفظ لکھ کر باقی جگہ خالی چھوڑ دی گئی ہے۔ مرتب نے اس
قسم کے تمام اشعار کو 'کلیات سودا' (اسی ابدیشن) کی مدد
سے پر کیا ہے اور توسین () کی مدد سے اس کی صراحت
کر دی گئی ہے۔

۳۔ جنھوں (سودا) تصحیح قیاسی۔

سودا (کے دل سے صاف نہ رہتی تھی زلف یار
شانے نے بیچ بڑ کے کرہ اس کی کھولیاں)

چمکر اُن کا (ہے جو تجھ کو صنم کہ یاد کرتے ہیں
میاں ہم تو مسلمان ہیں خدا بھی کہتے ڈرتے ہیں)
گھسے ہو (لیں عقیق اور گہ لکین لعل ٹھہراویں
یہ نا شاعر ترے ہونٹوں کو کیا کیا نام دھرتے ہیں)
یہ (رتبہ جاہ دنیا کا نہیں کم مال زادی سے
کہ اس ہر روز و شب میر سیکڑوں چڑھتے اُترتے ہیں)
طاح بیچوں کی (ابنی پگڑی کے سودا کی نظروں میں
بد بالکے خوبرو جتنے ہیں بگڑے ہر سنورے ہیں)

کیا کیا' (طرح کی دیکھیں اس باغ کی فضائیں
کیدھر گئے وہ ساق ، وہ ابر ، وہ ہوائیں)
حسرت (سے آئے کا دل کہوں کہ ہو نہ ہائی
شانہ حضور اس کے زلفوں کی لیے ہلائیں)

ناوک (نے تیرے صید نہ چھوڑا زمانے میں
تڑبھے' ہے سرخ قبلہ نما آشیائے میں)

پیارے نہ برا (مانو تو آک بات کہوں میں
کسی لطف کی امید یہ یہ جور سہوں میں)

چیز کیا ہوں جو کراں نل وہ انکھیاں مجھ کو
 پھر گئے دیکھ کے منہ خنجرِ مژکں مجھ کو
 ہاتھ (کس کا ہے تری زلف کا شانہ سچ کہہ
 رات آتے ہیں نظرِ خواب پریشان مجھ کو)
 ایک عالم^۲ کو زمانے نے دیا کیا کیا کچھ
 پرکھو میں نہ کہا اُس سے کہ دوراں مجھ کو
 اے نسیمِ سحری ، سہر و سروت سے دور
 بے نہایت نظر آیا یہ گلستان مجھ کو
 ایک گل تک (مرے مانع نہ ہوا چلتے وقت
 خار نے بھی نہ رکھا کھینچ کے داساں مجھ کو)

ہمیں گر نالہ کنچ و قفس کہیے تو آتا ہے
 چمن کے زمزمے کرنا گرفتاروں سے مت بوچھر

خواہے وہ صد سالہ ہو تو خواہ یہیں ہو
 نزدیک بہ دل ہے تو مری جان کہیں ہو
 تک مقتلِ (عشاق بہ اندازِ تبسم
 تا زخمِ شہیدوں کے جگر کا نمکین ہو)

دل دار اُس کو^۱ (خواہ دل آزار کچھ کہو
 ستا نہیں کسو کی سرا یار ، کچھ کہو)

۱ - دیکھنے ہی (مودا)

۲ - عالمِ عالم (مخ)

۳ - اے (مخ)

غمزہ ، ادا ، نگاہ ، تبسم ہے دل کا مول
غم بھی اگر ہو اس کے خریدار ، کچھ کہو

ہوؤں میں (تخمِ گل کو جہاں واں زقوم ہو
ہالوں جو عندلیبِ قفس میں تو بوم ہو)
اپنے چمن (کو فائدہ کیا تجھ سے اے نسیم
یہ جا ہے وہ کہہ پاں دمِ عیسیٰ موم ہو)

شیخی تھی جام کی (سو کئی جانِ جم کے ساتھ
وابستہ ہے طلسمِ جہاں اپنے دم کے ساتھ)
اکٹھا ہوا (نہ قافلہ دلیا میں اس سوا
جو پاں سے آٹھ چلا سو گیا درد و غم کے ساتھ)

پاں نہ (ذوہ ہی چمکتا ہے فقط گرد کے ساتھ
جلوہ گر نور ہے خورشید کا ہر فرد کے ساتھ)
زخم کی شکل (زمانے میں تو کاٹ اپنی عمر
خندہ یا گریہ ، جو کچھ ہووے سو نک درد کے ساتھ)
تیر چوبی (سے کہاں قبضہ فولاد ہو نصب
نہ رہے صاحبِ جوہر کہو ناسرد کے ساتھ)

جب خوش (ہو تو دے گالی ، اک بار سو یہ تحفہ
رجش تو کہوں کس سے ، ہے پیار سو یہ تحفہ)

۱ - کٹھا ہوا (مخ)

۲ - زخم کی طرح (سودا)

۳ - اک بار (سودا) تصحیح نیاسی

اب شیخ کی سچ (دمج پر کیوں کر نہ غنیمت رنڈاں
ڈاڑھی ہے سو وہ لادر ، دستار سو یہ تحفہ)
سن نظم (کو سودا کی منہ پہر لگا کہنے
آفاق میں وہ شہرہ ، اشعار سو یہ تحفہ)

مارے کو تیری (زلف کے لاکھوں جتن کیے
لیکن ڈسا ہو کالے نے جس کو سو کیا جیے)
سلکا نہ کارواں (نرے لالے سے اے جرس
ہم نے تو ایسے قافلے لاکھوں جلا دیے)
سودا جہاں میں (آگے اکوٹ کچھ نہ لے گیا
جاتا ہوں ایک میں دل پر آرزو لے)

جب اپنے (بند قبا تم نے جان کھول دیے
صبا نے باغ میں جا گل کے کان کھول دیے)

ساون (کے بادلوں کی طرح سے بہرے ہوئے
یہ وہ لین ہیں جن سے کہ جنگل ہرے ہوئے)

ہر سحر (اتل تری چشم کا آک مفتوں ہے
بستہ زلف یہ ہر شام ہے اور شبخوں ہے)
جی بھے (سوہی غنیمت سمجھ اے خانہ خراب
ورنہ سب اہل گامستان کا چمن میں خون ہے)
گل نے (شبنم سے لے الہاس تو کھایا ، لیکن
گالٹھ میں غنچہ لالہ کے ابھی انیوں ہے)

قطعہ

ایک غماز (نے) اُس ترک پسر سے یہ کہا
 ہے جو سودا کوئی شاعر ، وہ ترا مفتوں ہے)
 سن کے بولا (یہ کہو میری طرف سے اُس کو
 بالذہنا خون بہ کمر اپنے لیا مضمون ہے)

گر تجھ میں ہے (وفا تو جفا کار کون ہے ؟
 دلدار تو ہوا تو دل آزار کون ہے ؟)
 سودا کو جرم (عشق سے کرتے ہیں آج قتل
 پہچانتا ہے تو یہ کہنگار کون ہے ؟)

یہ کج روشی ہم سے فلک خوب نہیں ہے
 اس چال کے لیہنے کا کچھ اسلوب نہیں ہے'
 الفت میں کچھ اپنی بھی اثر چاہیے سودا
 ہر چند وفا شیوہ محبوب نہیں ہے

دل لے کے (ہمارا جو کوئی طالبِ جان ہے
 ہم بھی یہ سمجھتے ہیں کہ جی ہے تو جہاں ہے)

ایسا بھی سادہ' (و ہر کار کہیں دیکھا ہے
 ہے نمود اتنا نمودار کہیں دیکھا ہے)
 خواہ کہیے (میں تجھے خواہ میں بت غائے میں
 اتنا سمجھوں ہوں مرے ہار کہیں دیکھا ہے)

۱ - کلیات سودا میں مصرعوں کی ترتیب اس کے برعکس ہے

۲ - اس فقرہ سادہ (سودا)

کیا' جانے کہ کس کے دل کا لہو پیا ہے
 کنگھی نے اڑے ہاتھوں کیا زلف کو لیا ہے)
 شائے میں (شیخ جی کی ڈاڑھی پھنسی نہ سمجھو
 اک چور بال ہے یاں وہ کاٹھ میں دیا ہے)

درد میرے استخوان کا کیا ترا' دمساز ہے
 (اس قدر اے نے تری عزوں کیوں آواز ہے)
 خط کے آنے (ہی چلے اکثر غلامی سے نکال
 بندہ پرور دیکھیے آگے ، بنوز آغاز ہے)

سود جوں شمع نہیں گرمی' (بازار مجھے
 ہوں میں وہ جنس کہ آتش دے خریدار مجھے)
 ہے تسم (تجھ کو فلک، دے تو جہاں تک چاہے
 جلوہ' حسن آئے ، حسرت دیدار مجھے)
 حسرت و (داغ و الم ، درد، چلا میرے ساتھ
 ہجر میرے نے کیا نالہ سالار مجھے)

اس قدر اب کے ہوا (مست ہے ویرانے کی
 کسی لڑکے کو نہیں سدہ کسی دیوانے کی)
 شکر صد شکر (نہیں میں کسی خاطر کا غبار
 خاک کعبے کی ہوں یا گرد صنم خانے کی)

۱ - کب (مخ)

۲ - ترے (سودا)

۳ - سودا نہیں جوں شمع گرمی (مخ)

شیخ وہ (رشتہ ہے زناں ہمارا جن نے
... ڈالی ہے توڑے سبھ کے ہر دانے کی)

جس روز کسی (اور پہ پیداد کرو گے
یہ یاد رہے ہم کو بہت یاد کرو گے)

ممکن ہے 'تیر خوردہ (تڑپ کر سنبھل سکے
مارا تری نگہ کا جگہ سے نہ ہل سکے

نہ ضرور کفر کو (نے دین کا نقصان) مجھ سے
(باعث دشمنی اے گہر و مسلمان مجھ سے ؟)

تصور (میں تیرے ، کہیو صبا آس لا) ابالی سے
کلے لگ لگ میں رویا رات تصویرِ خیالی سے

مرجاں کا نخل ہوں نہ بھاؤں برگ و بار سے
لپکتے ہے راکِ خون مری شاخصار سے
خنجرِ طلب (ہے مرگ سے ہر آہوے حرم
دل بھر گیا ہے کس کی مڑھ کا شکار سے)
مجھ سے (ایاں نہ کر طیش برق کا ، کہ وہ
تعلیم پر ہے کس کے دل بے قرار سے)

شکوہ (ہے دورِ ظالم کرنا) مروٹوں سے
لبریز ورنہ دل ہے تیری شکایتوں سے

ہرزے (بغیر دل کے ممکن نہیں کہ ہووے
 معلوم حال میرا تجھ کو کتابتوں سے)
 مژدہ (یہ ہم صفیر پہنچے تمہیں کہ تم ہر
 عرصہ تھا تنگ میرے نالہ کی حسرتوں سے)
 سو مجھ کو (آسمان نے کنچر قفس کو سونپا
 اب چھچھے چمن میں کیجے فراغتوں سے)

قاتل سے کیوں (جھگڑتے ہو، کیا مجھ سے) بیر ہے
 (جامے خطر نہیں یہ مرا زخمِ خیر ہے)
 چاہا کہ جون (حباب میں دیکھوں یہ کائنات
 کھولے نین تو اور ہی عالم میں سیر ہے)
 رکھتے ہیں (اک طرح سے ہم وصفِ ذات حق
 وہ شخص کون سا ہے جو سودا بغیر ہے)

جو طیب اپنا تھا دل اس کا کسی ہر زار ہے
 مژدہ باد اے مرگ عسلی آپ ہی لیتا ہے

عارضی (سامانِ حکمت کب ہمیں درکار ہے
 یاں توجوں خورشید جو ہے ہر سو ہی دستار ہے)
 اس چمن (میں ہم کو جون طاؤس لائی ہے ہوس
 ورنہ ہر جھاڑی جہاں ہم وان گل و گلزار ہے)

خاک ہر بھی (تیرے دیوانے کی یہ تدبیر ہے)
 ہر ہکولا طوق ، ہر موج ہوا زنجیر ہے)
 رحم کچھ (آپ ہی تجھے آوے تو آوے ورنہ یاں
 آہ ہے سو بے اثر ، لالہ سو بے تاثیر ہے)

مت چڑھا (اس اہرو کے منہ اے ماہِ نوجس کے حضور
 آٹھ گئے، ہائے صغیر مڑگان یہ وہ شمشیر ہے)
 وائے (اس دن پر کہ لالاں ہوں ترے کوچے کے بیچ
 ایک خاموشی ہے اب تس پر تو سو تقریر ہے)
 جو کوئی (بوجھے کیا کس جرم پر سودا کو قتل
 کہہ، کسی کو کر کوئی چاہے یہ کم نصیر ہے؟)

کل (بھینکے ہے اوروں کی طرف ہلکے) مگر بھی
 (اے خانہ بر اندازِ چمن، کچھ تو ادھر بھی)
 کیا ضد ہے مرے ساتھ خدا جائے ورنہ
 کافی ہے تسلی کو مری ایک نظر بھی)
 کس ہستی (موبوم پہ نازاں ہے تو اے یار
 کچھ اہنے شب و روز کی ہے تجھ کو خبر بھی)
 تنہا ترے (ماتم میں نہیں شام میں ہوش
 رہتا ہے سدا چاک گریبانِ سحر بھی)

اس دل کی زبِ آہ سے کب شعلہ بر آوے
 (بیلی کو دمِ سرد سے جس کے حذر آوے)
 لک داغ (ہے) چھاتی (کے سرک جائے جو پھایا
 آتش کے تئیں قدرتِ خالق نظر آوے)

نہیں جوں کل (طلبِ ابرِ سیاہے) گاہے
 (غار ہوں خشک میں اے برق لگا ہے گاہے)

تو وہ ہم (ملنے سے خوبان کے تو کی ہے ، لیکن
دیکھ لیتے ہیں کسی کو سرِ راجے گاہے۔

قطعہ

بولے ہے (سن کے جو آقا ہے مرا کچھ مذکور
اُس کے آگے کسی قریب سے گاہے گاہے)
وہی سودا ہے (وہ کوچے میں ہارے جو شخص
نظر آ جائے ہے با حالِ تباہے گاہے)

۶۹ - درد :

حافظ کنور ربانی ، واقف رموز یزدانی ، موضع کشف و
کرامات ، مواتع شوق و حالات ، سر خوش میکہد خدا پرستی ،
میکش مصطفیٰ سپاہ ہستی ، حقائق و معارف آگاہ ، خواجہ میر
متخلص بہ درد سلام اللہ تعالیٰ - پیش ازین بہ سپاہی پیشگی

۱ - ۱۱۳۳ لغایۃ ۱۱۹۹ھ - مط میں درد کا ترجمہ مختلف ہے چنانچہ
مکمل عبارت نقل کی جاتی ہے :

”نور چراغ کعبہ و بہت خانہ ، دود سوز دل ہروانہ ،
نفس ساز زخم کل ، داد رس نالہ بلبل ، حقائق و معارف آگاہ
خواجہ میر متخلص بہ درد سلام اللہ تعالیٰ ، مردی
است عزیز و عزیز است سراپا کمیز ، کامل جمیع کمال ،
بہونہ قدرت ذوالجلال ، دلش گنجینہ اسرار الہی و سینہ اش
غزینہ انوار نامتناہی است ، چنانچہ رسالہ در علم تصوف
مسمی بہ ’واردات‘ مشتمل بر سرائر چند تصنیف کرد
کہ متعلق بہ دیدن است و دیگر ابیات و رباعیات بطور
سجای و خیام بسیار دارد ۔ بالجملہ رقبہ کمالش (کمالش ؟)
(بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر)

بہ اعزاز و امتیاز بسر می برد ، از چندی بہ اشارہ والد بزرگوار خواجہ محمد ناصر کہ یکی از شیوخ کبار و مشائخ روزگار است دست از آن کار بازداشتہ ، بہ سجادہ طاعت بہ کمال فقر و قناعت می گذرانید و دیوانی مختصر در نہایت خوبی و متانت ترتیب دادہ - چون اکثر اوقات شریفش مشغول یاد الہی می باشد ، گاہی بنا بر موزونی طبیعت یک دو مصرع ریختہ و فارسی حالا ہم فکر می کند و رسالہ 'واردات' در علم تصوف از واردات طبیعت وی بسیار

(پہلے صفحے کا ہیہ حاشیہ)

نا بہ حدی است کہ والد شریفش خواجہ محمد ناصر (عندلیب) کہ یکی از اولیای روزگار و مشائخ کبار است بہ نسبت مریدی و فرزندی وی انتخابها دارد - ایات دیوانش قریب بنصف شعر از نظر گذشتہ ، ہمگی لب لہب و مہمی انتخاب است۔“

مخ میں درد کے اشعار کی تعداد ۷۷ ہے اور ۸ میں ۳ - ان میں سے صرف ۷ اشعار مشترک ہیں - مث میں مندرجہ اشعار کی ردیف وار کیفیت یہ ہے :

ردیف الف (جدھر دیکھا ، بھر دیکھا ، کر دیکھا ، مر دیکھا ، مختصر دیکھا ، گداز کرنا ، نماز کرنا ، شمشیر تھا ، ڈھیر تھا ، پھیر تھا ، نہ ہو سکا ، بھو سے ہو سکا ، افسانہ تھا ، چاہ کا) ۱۱ شعر ؛ ردیف ب (رسیدہ ہوں ، پیچ و تاب میں ، خواب میں ، آب میں ، آرزو کریں) ۵ شعر ؛ ردیف و (تو نہ ہو ، آرزو نہ ہو ، غبارگو) ۳ شعر ؛ ردیف ی (سلاطنت نہ ہوئے پائی ، بات نہ ہوئے پائی ، جو دم ہے ، سم ہے ، کہاں بھنے ، بھرتے بھرتے ، بدنام ہونا ہے ، کام ہوتا ہے) ۸ شعر -

۱ - فکر کند (مخ)

بخوبی واقع شدہ ۔ ہر احوال فقیر شفت ہای بزرگانہ کند ۔
حن تعالیٰ سلامتہاں دارد!

کبھو خوش بھی کیا ہے دل کسی رندِ شرابی کا
بھڑا دے منہ سے منہ ساق ہارا اور گلابی کا

شب گذری اور آفتاب نکلا،
تو گھر سے بھلا شتاب نکلا
اے آتشِ عشق، جس کو ہم یاں
دل سمجھے تھے سو کباب نکلا

جلوہ تو ہر اک طرح کا ہر شان میں دیکھا
جو کچھ پہ منا تجھ میں سو انسان میں دیکھا

قتلِ عاشق کسی معشوق سے کچھ دور نہ تھا
ہر ترے عہد سے آگے تو یہ دستور نہ تھا
باوجودے کہ ہر و ہال نہ تھے آدم کے
وان یہ پہنچا کہ فرشتے کا بھی مقدور نہ تھا

اکسیر ہر مہوس اتنا نہ ناز کرنا
بہتر ہے کھینچا سے دل کا گداز کرنا

- ۱۔ مخ میں یہ مصرع ساقط الوزن ہے ؛ دیوان درد مرتبہ آسی (کراچی ایڈیشن ۱۹۵۱ء) کی مدد سے تصحیح کی گئی ہے ۔
- ۲۔ کہ منا (درد)

- ۳۔ یہ مصرع مخ میں شامل نہیں ہے اور دیوان درد (آسی ایڈیشن) سے ماخوذ ہے ۔ مط میں 'دل کا' کی بجائے 'اپنا' ہے ۔

ہم جانتے نہیں ہیں اے درد کیا ہے کعبہ
جیدھر ہلے وہ ابرو آدھر نماز کرنا

عاشقِ بیدل ترا یاں تک تو جی سے سیر تھا
زندگی کا آس کو جو دم تھا دم شمشیر تھا
کی تو تھی تاثیر آہِ آنشیں نے آس کو بھی
جب تلک پہنچے ہی پہنچے راکھ کا یاں ڈھیر تھا
حرصِ کرواقی ہیں رو بہ بازیاں سب ورنہ یاں
اپنے اپنے بورے پر جو گدا تھا شیر تھا
اشک نے میرے ملانے کتنے ہی دریا کے پاٹ
دامنِ صحرا میں ورنہ اس قدر کب گھیر تھا
شیخِ کعبہ ہو کے پہنچا ، ہم کشتِ دل کی راہ
درد منزل ایک تھی تک راہ ہی کا پھیر تھا

جان بہ کھیلا ہوں میں میرا جگر دیکھنا
جی نہ رہے یا رہے مجھ کو آدھر دیکھنا
ذکرِ وفا کیجیے آس سے جو واقف نہ ہو
کہنے ہو کس سے یہ تم ، تلک تو ادھر دیکھنا
نالہ دل کا اثر دیکھ لیا درد بس
جی میں نہ رہ جائے یہ ، آہ بھی کر دیکھنا

۱ - ہم کو نماز کرنا (مط)

۲ - ہلانے (درد)

۳ - کشتِ دل میں ہو (مط و درد)

۴ - راہ کا یہی (مط)

اگر یوہیں' یہ دل ستاتا رہے گا
 تو اک دن مرا جی ہی جاتا رہے گا
 میں جاتا ہوں دل کو ترے پاس چھوڑے
 مری یاد تجھ کو دلاتا رہے گا

تو اپنے دل سے غیر کی الفت نہ کھو سکا
 میں چاہوں اور کو تو یہ مجھ سے نہ ہوسکا
 کو نالہ نارسا ہو ، نہ ہو آہ میں اثر
 میں نے تو درگزر نہ کی ، جو مجھ سے 'ہوسکا
 دشتِ عدم میں جا کے نکالوں گا جی کا غم
 کنجِ جہاں میں کھول کے دل میں نہ رو سکا

مدرسہ یا دیر تھا ، یا کعبہ یا بت خانہ تھا
 ہم سبھی سہاں تھے واں ، اک تو ہی صاحب خانہ تھا
 واسے نادانی کہ وقت مرگ یہ ثابت ہوا
 خواب تھا جو کچھ کہہ دیکھا ، جو سنا افسانہ تھا
 بھول جا خوش رہ عبث وے ساپنے مت یاد کر
 درد یہ مذکور کیا ہے آشنا تھا یا نہ تھا

انداز وہ ہی "مجھے مرے دل کی آہ کا
 زخمی جو کوئی ہوا ہو کسی کی نگاہ کا

۱ - یوں ہی (درد)

۶ - مجھ سے جو (سخ)

۳ - انداز وہی (درد)

ہر چند فسق میں تو ہزاروں ہیں لذتیں
لیکن عجب مزا ہے فقط جی کی چاہ کا
دل اُس مژہ سے رکھو نہ تو چشم راستی
اے بے خبر برا ہے یہ فرقہ سپاہ کا

دل کس کی چشم مست کا سرشار ہو گیا
کس کی نظر ہونی کہ وہ بیمار ہو گیا
کچھ ہے خبر تھی بھی کہ اٹھا اٹھ کے رات کو
عاشق تری گلی میں کئی بار ہو گیا
بیٹھا تھا خضر آ کے مرے بس ایک دم
کھبرا کے اپنی زیست سے بیزار ہو گیا

جانیے کس واسطے اے درد میخانے کے بیچ
اور ہی مستی ہے اپنے دل کے بہانے کے بیچ
آننے کی طرح غافل کھول جھاتی کے کواڑ
دیکھ لو ہے کون بارے تیرے کاشانے کے بیچ

کچھ لانے نہ تھے جو کھو گئے ہم
تھے آپ ہی ایک سو گئے ہم

مژگان تر ہوں یا رگِ تاکِ بریدہ ہوں
جو کچھ کہ ہوں سو ہوں غرض آنت رسیدہ ہوں

۱ - دل کی (مط و درد)

۲ - نظر لگی جو یہ (درد)

۳ - کہ (درد)

کہہنچے ہے دور آپ کو میری اروتنی
افتادہ ہوں یہ سائیدِ قدر کشیدہ ہوں

ہم تجھ سے کس ہوس کی فلک جستجو کریں
دل ہی نہیں رہا ہے جو کچھ آرزو کریں
تر دامنی یہ شیخ ہاری نہ جائے تو
دامن لچوڑ دیں تو فرشتے وضو کریں

آہ بردہ تو کوئی مانعِ دیدار نہیں
اپنی غفلت کے سوا کچھ درو دیوار نہیں
ہم سے دل مردہ اگر رات کو جاگے تو کیا
چشمِ بیدار تو ہے ہر دلِ بیدار نہیں

دل میں رہتے ہو ہر آنکھوں دیکھنا مقدور نہیں
گھر سے دروازے تلک آؤ تو چنداں دور نہیں
چاہتے وہ تو جہاں جل جائے اکشعلے کے ساتھ
درد اہسی سرد آہیں عشق میں منظور نہیں

نہ مطلب ہے گدائی سے نہ یہ خواہش کہ شاہی ہو
الٹی ہو وہی جو کچھ کہ مرضِ الٹی ہو
نگینے کے سوا کوئی بھی ایسا کام کرتا ہے
کہ ہو نام اور کا روشن اور اپنی روسایاں ہو

۱ - نہ جا ابھی (درد) نہ جائیو (دیوان درد ، داؤدی ایڈیشن)

۲ - دامن لچوڑا ہے (منح)

۳ - چاہتے ہو تو جہاں جل جائیں (درد)

کیا فرق داغ و گل میں اگر گل میں ہو نہ ہو
کس کام کا وہ دل ہے کہ جس دل میں تو نہ ہو

اپنے بندوں پہ جو کچھ چاہو سو بیداد کرو
دوستان درد کو مجلس میں نہ تم یاد کرو

رہے نازِ بتاں کو تو مری جان کے ساتھ
جی ہے وابستہ مرا ان کی ہر اک آن کے ساتھ
اپنے ہاتھوں کے بھی میں زور کا دیوانہ ہوں
رات دن کشتی ہی رہتی ہے گریبان کے ساتھ

درد درویش ہوں ، مری تعظیم
خانی کرتی ہے کہہ کے یا اللہ !

جی کی جی ہی میں رہی بات نہ ہونے پائی
ایک بھی اُس سے ملاقات نہ ہونے پائی
دید وادید ہونے دور سے میری اُس کی
ہر جو جی چاہے تھا سو بات نہ ہونے پائی
آٹھ چلے شیخ جی تم مجلسِ رنداں سے شتاب
ہم سے کچھ خوب مدارات نہ ہونے پائی
جی میں منظور جو تھی آپ کی خدمت گاری
سو تو اے قبلہ حاجات نہ ہونے پائی

۱ - میں کہ جس گل میں (درد)

۲ - بندہ (درد)

۳ - محفل (درد)

۴ - میں (سطر و درد)

روندے ہے نقشِ پا کی طرح خلیقِ پاں مجھے
اے عمرِ رفتہ چھوڑ کئی تو کہاں مجھے
اے گلِ تو رختِ پاندہ ، آٹھاؤں میں آشیان
گلِ چیں مجھے نہ دیکھ سکے ، باغِ پاں مجھے

درد اپنے حال سے تجھے آگاہ کیا کرے
جو سانس بھی نہ لے سکے سو آہ کیا کرے
فرسودگی ہے رشتہٴ تسبیح کا حصول
دل میں کسی کے آہ کوئی راہ کیا کرے

ہم چشمی ہے وحشت کو مری چشمِ شرر سے
آتی ہے نظرِ پھر وہیں غالب ہو نظر سے
جاؤں میں کدھر جوں گلِ بازی مجھے گردوں
جانے نہیں دیتا ہے ادھر سے نہ ادھر سے

دیکھ لوں گا میں آسے دیکھے مرنے مرنے
یا نکل جائے گا جی نالہ ہی کرتے کرتے
لا گلاں دے مجھے ساقِ کہ پاں مجاس ہی
خالی ہو جائے ہے بنانے کے بھرتے بھرتے
درد جوں نقشِ قدم تھا سرِ رہ پر آس کے
مٹ گیا اوروں کے ہی پاؤں کے دھرتے دھرتے

اہلِ فنا کو نام سے ہستی کے تنگ ہے
لوحِ مزار بھی مری چھاتی ہے سنگ ہے

اس ہستی خراب ہے کیا کام تھا یہی
اے اشد ظہور یہ قبری ترنگ ہے

ہستی ہے سفر ، عدم وطن ہے
دل خلوت و چشم انجمن ہے

قسم ہے حضرت دل ہی کے آستانے کی
ہوس ہو جی میں جو دیرو حرم کے جانے کی
کیا جگر کو مرے داغ تیرے وعدوں نے
خبر سنی جو کہیں میں کسو کے آنے کی
جفا و جور اٹھانے پڑے شہر کے درد
ہوس تھی جی میں کسوں ناز کے اٹھانے کی

مت اٹکیو تو اس میں کہ مشہود کون ہے
ہر مراقبہ میں دیکھو تو موجود کون ہے
دونوں جگہ میں معنی مولا ہے جلوہ گر
غافل ایاز کون ہے ، محمود کون ہے

نہ ملیے بار ہے تو دل کو کب آرام ہوتا ہے
وگر ملیے تو یہ مشکل کہ وہ بدنام ہوتا ہے

۱ - دل میں (درد)

۲ - اٹھانے پڑے زمانے کے (درد)

۳ - دیکھو (درد)

۴ - دل کو تو کب (درد)

۵ - تو مشکل ہے (درد و مط)

نہیں جھوڑتی قیدِ بستی مجھے
مگر کھینچ لے جائے مستی مجھے

دل کو سب قیدوں سے اس وقت میں آزادی ہے
مرا چمکے اب نہ ہمیں 'غم' ہے نہ کچھ شادی ہے
میں ہی تنہا نہیں نالاں ہوں جس کے مانند
جو دل اس راہ میں آتا ہے سو فریادی ہے'

ہاں عیش کے پردے میں چھپی دل شکنی ہے
ہر بزمِ طرب جوں مرہ برہم زدنی ہے
دل ٹکڑے کیا ہے یہ مرا کس کے لبوں نے
جو لغت ہے سو رشکِ عقیق یعنی ہے

رباعی

اے درد کیا بہت پرکھا ہم نے
دیکھا یہ عجب ہی ہاں کا لیکھا ہم نے
بیٹائی نہ تھی تو دیکھتے تھے سب کچھ
جب آنکھ کھلی تو کچھ نہ دیکھا ہم نے

- ۱ - اب ہم (مخ) دیوان درد سے تصحیح کی گئی ہے
- ۲ - یہ شعر دیوان درد (آسی ایڈیشن) میں شامل نہیں ہے -
- ۳ - بہت کیا پرکھا ہم نے (درد)

۱۔ - کلیم :

واجب التعظیم والتکریم ، محمد حسین متخلص بہ کلیم - چنان شاعر زبردست ریختہ است کہ اگر او را پہلوان میدان سخن گویند ، رواست ! و ہر چند کہ در قوت و قدرت سخن وریش ہر مبالغہ افزایند ، بجاست - چنانچہ قبل ازین دو سال 'خیال ترجمہ' 'فصوص الحکم' در سر داشت بلکہ قریب چہار باب 'ازان در سلک نظم در کشیدہ ، آخرها بہ سبب بعضی موانع دست

۱۔ مط میں کلیم کے ترجمے کی عبارت مخ سے مختلف ہے چنانچہ درج کی جاتی ہے :

'واجب التعظیم والتکریم ، ہر محمد حسین کلیم ، متوطن دہلی است۔ مراتب دانش کسب کرد و سرمایہ سخن سراہ بہ دست آوردہ۔ در علم عروض و قوافی رسالہ ہا دارد۔ پیش ازین ترجمان 'فصوص' بہ زبان ریختہ نظم می کرد و بہ سبب بعضی عوارض دست ازان باز داشت۔ حاصل کلام چنین شاعر زبردستی است کہ او را پہلوان میدان سخن میتوان گفت۔ قریب بیست ہزار بیت طور تصیدہ و غزل بہ وضع اشعار میرزا بیدل در حیض خامہ دو زبانش تراش یافتہ۔ ازان جملہ آن چہ بہ دست فقیر آمد اینست ۔'

۲۔ یعنی 'دو سال قبل ازین'

۳۔ مخ میں 'چہار بیت' ہے جو مہمل ہے ؛ از روی قیاس 'چہار باب' ہونا چاہیے۔

شیخ الاکبر محی الدین ابن العربی (متوفی ۵۶۳۸) کی شہرۃ آفاق تصنیف 'فصوص الحکم' (مرتبہ ابوالعلی عینی ، قاہرہ ۱۲۶۶ھ) میں کل ۷۲ ابواب ہیں۔ پہلے چار ابواب کے عناوین یہ ہیں :

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر)

ازان اندیشہ باز داشتہ - دیوان غزل ضخیم دارد - اما شعرش
موافق سلیقہ سخن سنجی یاران حال کمتر می برآید - بر احوال
فقیر شفقت ها کند - حق تعالی سلامتش دارد!!

(پہلے صفحے کا بقیہ حاشیہ)

(۱) فص حکمة الہیة فی کلمة آدمیة

(۲) فص حکمة لشیء فی کلمة شیء

(۳) فص حکمة سبوحیة فی کلمة لوحیة

(۴) فص حکمة قدوسیة فی کلمة ادریسیة

۱۔ مط میں کلیم کے ۱۷ شعر ہیں اور مخ میں ۱۰ جن میں سے سات
اشعار مشترک ہیں۔ مط میں مندرجہ ذیل دس اشعار زائد ہیں :

رکھے ہے انتظار دیدہ یعقوب پر موہوی
ہر اک اعضا مرا گور خمیر ماہر کنعان ہے

قربان اس اکڑ کے عجب یہ مروڑ ہے
آشفہ ہو گئیں یہ نہ زلفوں سے بل گیا

لشان مجھ دل کا مت بوچھو ، یہ بھنوں
کہیں اس طرف ویرانے میں ہوگا

لقاب انہی منہ سے جو تو باز کرتا
توکل انہی غوی یہ کب ناز کرتا
وقا کا ہوں پر ہستہ ، نہیں توڑ پہنچرا
چلا جانا جنگل کو پرواز کرتا

عمر رفتہ کا نہ پایا کھوج ہرگز اے کلیم
آپ کو جوں شمع میں ہر الجھن میں گم کہا

پاسر ناموسر محبت ہے مجھے از اس کلیم
باغ میں جاؤں نہ ہرگز بے رضائے عندلیب

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر)

ہر تار بیچ زلف کے عالم کی جان ہے
گویا یہ اڑدھا تھا کہ سب کو نگل گیا

تبھی برق و خار سے کام کیا جو تو جا ہے حق کو تلف نہ کر
یہ ازل کے دن سے نصیب ہے کفِ پائے آہل دار کا

آئی ہے دل پہ قتلِ مینا سے اب شکست
وہ دن گئے کلیم کہ یہ شیشہ سنگ تھا

ہو چکی حشر، گئی دوزخ و جنت کو خلق
رہ گیا میں ترے کوچے میں گرفتار بنوز

درازی شبِ ہجرانِ زلفِ یارِ کلیم
توجہ سے ہوجہ کہ کٹی ہے رین آنکھوں میں

(پہلے صفحے کا ہنیہ حاشیہ)

ہوجہ مت غم کی داستان اے دل
کہ بڑا ٹوٹ آسماں اے دل

ہم سے ہوجھو ہو بیوے ہو شراب
ایسے کیا شیخ و ہارما ہیں ہم

مرا آتش کدہ دل کا کہیں ٹھنڈا نہیں ہونا
پہناتے نہیں ہیں جیسے مذہبِ زرتشت میں آتش

- ۱ - یہ شعر مط میں نہیں ہے
- ۲ - مخ میں یہ مصرع مہمل اور ساقط الوزن ہے ؛ مط کی مدد سے
تصحیح کی گئی ہے -
- ۳ - رات (مط)

غرورِ حسن ممکن نہیں کسی کی داد کو پہنچے
غرض تم سن چکے احوال ، ہم فریاد کو پہنچے

نہ چھوٹا بچہ کو اے پندرد سخت ہاتھوں سے
دل گداختہ ہوں آہ ! درد کرتا ہوں

قافلے کتنے گئے کوئی نہ سمجھا کیا ہے
شور کرکھتی وہی بانگِ درا کیا کیا کچھ

اب دم شعرِ دگی سے مجھے کاروبار ہے
ہر دم مرے حساب میں روزِ شمار ہے

بہاں تئیں (ہے) جنوں نے تمک اشافی کی
کہ میرے داغ سے جوئیں یہی ہیں پانی کی

۱۔ درد :

کرم اللہ خان درد ، لبرۃ نواب اصالت خان مرحوم -
پارۃ از علوم و سعی اندوختہ بہ قافیہ سنجی مشغول شد - ثمر
استعدادش بچنان نارسیدہ و ہر خاک افتادہ - بندہ بہ خدمتش
دو مجلس مراختہ کہ بہ پانزدہم ہر ماہ بہ خانہ میاں خواجہ میر
صاحب مقرر بود ، دو سہ ہار ملاقات کردہ ام - بسیار خوش
صحبت بود - خدایش بیامرزد! ازوست :

۱ - یہ شعر مط میں نہیں ہے -

۲ - یہ شعر بھی مط میں شامل نہیں ہے -

۳ - اس کے بعد کی عبارت مط میں نہیں ہے -

۴ - 'ہار' اضافہ مرتب -

اگر وہ بت کسی صورت سے میرا رام ہو جاوے
 تو ہو جوں اس عقیدت سے کہ کفر اسلام ہو جاوے
 ہر اک دم سانس ہو کر پھانس مجھ دل میں کھٹکنی ہے
 خلش جی کی اگر لکھے تو کب آرام ہو جاوے

ادب ضرور ہے اس خاک آستانے کا
 تڑپہ تو اس طرح ہسمل کہ بال و ہر نہ لگے

تھل آتشِ غم میں دل بے قباب کیا جانے
 ٹھہرنا ایک دم بھی آگ پر سیلاب کیا جانے
 کنارے سے کنارہ کب ملا ہے بحر کا بارو
 پلک لکھنے کی لذت دیدہ ہر آب کیا جانے

سامنے ہوتے ہی پھر نعرش نہ پائی دل کی
 بٹ گیا نوکِ ستار پر صفِ مزگان کے بیچ

ظالم کروں میں ظلم سے فریاد کب تلک
 تلک رحم بھی ضرور ہے ، دیداد کب تلک

۷۲ - فرخ :

میر فرخ علی ، فرخ تخلص ، از سادات تصیفۃ اثلاوہ است ۔ در
 سپاہی پیشگی میں گزرائند ۔ ذہن سلیم و طبع مستقیم دارد ۔ اکثر شعر

۱ - مط میں اس غزل کا ایک شعر زائد ہے :

قویٰ نوجہیں لٹاپوں نے رکھا ہے نیم ہسمل کر
 اگر بھر کر نظر دیکھے تو میرا کام ہو جاوے

۲ - اگر لکلی تو کیا (مط)

فارسی بر طراز د و گاہ گاہ غزل ریختہ نیز سرانجام می دهد - خوش
خوی و آشنا روی در نهاد - ازوست :

گو ہوا شیریں تجھے خسرو کی دولت جاہ و مال
ہر کہیں ہوتا ہے پیدا کوہکن سا آشنا

چشم سے نور گیا ، تن سے توان ، دل سے صبر
عشق میں تیرے ہوا مجھ سے جدا کیا کیا کچھ

۳۔ ہدایت :

میان ہدایت اللہ ، ہدایت تخلص می کنند ، زادگاہ او دہلی است -
مرید و شاگرد میان خواجہ میرؒ است ؛ بسیار بااستغنا می گزرائند
و آبرو پر درہا نمی ریزد و بالجملہ سردی از قوم افغانہ با این
جمعیت اخلاق و احوال کمتر بہ نظر آمدہ - لالہ سدہ رای
کہ پیش کار خالصہ بادشاہیؒ است ، چیزی تواضعش می کنند
و منت قبول آن بر سر و دوش خود می گیرد - چون ہمسایہ

۱ - اکثر شعر فارسی بر طرازہ ، گاہ گاہ بطور ریختہ نیز ذکر می کنند (مط)

۲ - مط میں یہ مطلع زائد ہے :

اس قدر مجھ سے ہو کیوں اے مہ و شان نا آشنا

میں بھی تو شاید کسی دن تھا تمہارا آشنا

۳ - شاہ ہدایت کا سال وفات خوب چند ذکا نے ۱۲۱۹ھ اور

مصطفیٰ خان شیفتہ نے ۱۲۱۵ھ بیان کیا ہے -

۴ - یعنی میر درد -

۵ - احوال پر نغماتہ (مط)

۶ - احمد شاہ ؟

۷ - تواضعش می کنند مع میں نہیں ہے اور مط سے ماخوذ ہے -

۸ - بر سر دوش (مط)

فقیر سکونت دارد' ، یہ سبب مناسبت مزاج اکثر اتفاق ملاقات
میں شوق - او سبحانہ! سلامتیں دارد! ازوست :

بھلا بتاؤ " سری جان کچھ ہدایت نے
تمہارے جور سے شکوہ کبھو کیا ہوگا
مگر یہ ہی نہ کہ بے اختیار ہو کے کبھی
کچھ اور بس نہ چلا ہوگا ، رو دیا ہوگا

مجھ دل سے تیرے عشق ترا ہار ہو چکا
ہوٹا جو کچھ کہ تھا سو مرے ہار ہو چکا
نت آٹھ کے مرنے سے تو ہدایت بہ جاں ہوں میں
مرنا بھی گز ہوا کہیں یک ہار ہو چکا

تیری زلفوں کی کچھ چلی تھی بات
روتے روتے ہی گذری ساری رات

یاد کرتے ہی زلف کے ہے تھر
بھر گئی دل پہ سائب کی سی لہر

-
- ۱ - اس کے بعد کی عبارت مطب میں نہیں ہے ۔
 - ۲ - حق سبحانہ ؟
 - ۳ - بھلا بتاؤ (مط)
 - ۴ - یہ تیرے عشق دل کے نو اب ہار ہو چکا (قاسم)
 - ۵ - ہوٹا جو کچھ تھا سو تو مرے ہار ہو چکا (مط)
 - ۶ - مط اور قاسم میں اسی طرح ہے! مخ میں یہ مصرع اس طرح ہے:
زلف کے یاد کرتے ہی ہے تھر

کیا کہوں تجھ بن مجھے ہر دم دم شمشیر ہے
سانس جب ہلٹے ہے گویا بازکشی تیر ہے
دولت بے سعی گی ہرگز نہیں ہوتی ہے قدر
ورنہ مشتِ خاک اپنی کیا کم از اکسیر ہے

ہم دوائے وہ نہیں ہیں جنہیں زنجیر کریں
آگے خاطر میں جو یاروں کے ہو تدبیر کریں

کیا کہوں میں کہ ترے ہجر میں کیوں کر گزری
وہی جانے ہے مری جان کہ جس پر گزری

دید عالم کا کوئی دم کیجیے
کس کی شادی و کس کا غم کیجیے
دید و دل تو گھر بگھارا ہے
آئیے ، بیٹھیے ، کرم کیجیے !

اے کہ ماتم میں عزیزوں کے تو ہے خاک بہ سر
بے خبر کچھ تجھے اپنی ابھی خبر ہے کہ نہیں ؟

شہیدِ نیرِ ابرو ہے ، اسیرِ دامِ گیسو ہے
ہدایت بھی تو کوئی زور ہی صیدِ شکستہ ہے

۱ - دم بدم (تلمع)

۲ - دل میں (مط)

۳ - عزیزان (مط)

۴ - مط میں یہ شعر شامل نہیں ہے ۔ دوسرے مصرع میں

’صیدِ شکستہ‘ کی بجائے ’مخ‘ میں ’شہیدِ شکستہ‘ ہے ۔ تصحیح

نیاسی کی گئی ہے ۔

۷۳ - میر :

معجز طراز کرامت تحریر ، چھ تہی متخلص بہ میر ؛ شاعر درست ، انواع شعر را بہ شستگی و رفتگی سرانجام دہند ۔ آبائش از نجیبی دارالخلافت اکبر آباد اند ۔ چون بہ خان مغفرت نشان شیخ سراج الدین علی خان آرزو نسبت خواہر زادی داشت ، بعد فوت والد بزرگوار بہ ہمین مناسبت وارد شاہ جہان آباد گردیدہ ، مدتی بہ خدمت

۱ - ولادت آکرہ ۱۱۳۵ھ ؛ وفات لکھنؤ ۱۲۲۵ھ ۔ مط میں ترجمہ

میر ، سودا اور درد کے فوراً بعد درج ہے ۔ مط میں ترجمہ میر کی عبارت میں بہر فرق ہے ، چنانچہ درج کی جاتی ہے : ”شمع انھن عشق ہازان ، فروغ محفل سخن ہردازان ، جامع آیات سخندان ، مجمع کلمات السانی ، معجز طراز ، کرامت تحریر ، چھ تہی المتخلص بہ میر ۔ اصل و منشاء وی دارالخلافت اکبر آباد است ۔ در خدمت خان آرزو کہ خالوی او بود لخی دانش دیوختہ ۔ اوائل حال پیش ظہیر الدولہ بہادر می گزرائند ، چون بہ او شکر آبی رسید رفیق راچہ ناگہر مل گردید ۔ چنانچہ تا حال با عز و امتیاز در رفاقت است ۔“

مط میں میر کے ۲۹ اشعار ہیں اور مخ میں ۲۴ ہیں ۔ دونوں لفظوں میں صرف ۵ شعر مشترک ہیں ۔ مط میں مندرجہ اشعار کی ردیف وار کیفیت یہ ہے : ردیف الف (ایمان ہے ہزار ، احسان ہے ہزار ، لے لے کے روئے گا ، جل گیا ، صرفہ لکے گا ، یہ رسالا ، رنگ حنا جیوٹا ، منکا ڈھلکنا تھا) ۸ شعر ؛ ردیف ج (جان کے بیچ ، آن کے بیچ) ۲ شعر ؛ ردیف ح (دندہ خولبار ہے طرح) ایک شعر ؛ ردیف ر (آوار اس قدر) ایک شعر ؛ ردیف ک (آج شب تلک) ایک شعر ؛ ردیف ل (ایمانے کل ، جاے بلبل ، صدائے بلبل) ۳ شعر ؛ ردیف ن (نار نار گریباں ، یاد کی ہلیاں ، یہ ہلیاں) ۳ شعر ؛ ردیف و (پیکان کو ، اتنا دماغ بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر)

ایشان استفادہ آگاہی محمودہ اسم و رسم بہم رسانیدہ - چون قریب
بندہ خانہ تشریف دارد ، اکثر اتفاق ملاقات می افتد - حق تعالی
سلامت با کرامت دارد!

تیرا رخِ غنط قرآن ہے ہارا
بوسہ بھی لیں تو کیا ہے ایمان ہے ہارا

مغان مجھ مست بن پھر خندہ قلقل نہ ہووے گا
(مٹے گالگوں کا شیشہ ہچکیاں لے لے کے رووے گا)

گرمیِ عشقِ مائعِ نشو و نما ہوئی
(میں وہ نہال تھا کہ آگ اور جل گیا)

علاج کرتے ہیں (سوداے عشق کا میرے
خلل پذیر ہوا ہے دماغ یاروں کا)

(پہلے صفحے کا بقیہ حاشیہ)

کس کو ۲ شعر ؛ ودیف ی (لاڑک بدنی ہے ، گردن زدنی ہے ،
نماز کرے ، کتابت بھی ہیں ، جوان کی طرح ہے ، ہستی
مسلمانوں کی ، قدر نہ جانی ، بال نشانی) ۸ شعر -

مخ میں میر کے بھی چند اشعار نامکمل درج ہیں - اس قسم
کے جو اشعار مط ہیں ملے انہیں اس نسخے کی مدد سے اور باقی
نو کلامات میر ، نول کشور ایڈیشن (طبع چہارم کانپور ۱۹۰۷ء)
اور کلیات میر مرتبہ ڈاکٹر عبادت بریلوی (کراچی ۱۹۵۸ء)
کی مدد سے پورا کیا گیا ہے اور قوسین کے ذریعے اس کی صراحت
کردی گئی ہے -

۱ - یعنی 'خانہ بندہ' -

آنکھوں میں جی مرا ہے ادھر دیکھنا نہیں
مرا ہوں میں تو ہائے رے صرفہ لگا کا

کچھ میں (نہیں اس دل کی پریشانی کا) باعث
(برہم ہی مرے ہاتھ لگا تھا یہ) رسالہ

دل کے تئیں (آتشِ بجزاں سے بجھایا نہ) گیا
(گھر جلا سامنے ہر ہم سے بجھایا نہ) گیا

کھلا نشے (میں جو پگڑی کا بیج اُس کی میر
سمندرِ لہاڑ پہ اک اور تازیاں، پسوا)

خطر کر تو نہ لگ چل زلف سے اُس کی صبا اتنا
ہلا آوے گی تیرے سر جو اُس کا ایک موٹوٹا

ہو چکی عید (تو گلے نہ ملا)
عیدِ آئندہ تک رہے کا گلا

ناک کی چھاؤں میں جوں مست پڑے سوتے ہوں
ایسٹنی ہیں لکھیں سایہِ سرکان کے بیج

باقی تو ایک بار (تو توبہ، مری تڑا
توبہ کروں جو پھر تو ہے توبہ) ہزار بار

- ۱۔ خطر کر تو نہ لگ چل اے صبا اس زلف سے اتنا (میر)
- ۲۔ تذکرۂ میر میں اس شعر کے مصرعوں کی ترتیب برعکس ہے۔

اتنا دن اور دل سے طہش کر این 'کاوشیں
یہ بچھلا تمام ہی ہے آج شب تلک

کہہو قاصد جو وہ ہوچھے ہمیں کیا کرتے ہیں
جان و ایمان محبت کو دعا کرتے ہیں

اُس کے کوچے سے جو آٹھ اہل وفا جاتے ہیں
نا نظر کام کرے رو بہ قفا جاتے ہیں

سینہ تو کیا فضل الہی سے میں سب چاک؟
ہے وقت دعا میر کہ اب دل کو لکا ہوں

لکھے ہے جنس حسن کسی کاروان میں
یہ وہ نہیں متاع کہ ہو ہر دکان میں

جب لے نقاب منہ پر تمب دید کر کہ کیا کیا
در پردہ شوخیاں ہیں اور بے حجابیاں ہیں

کیا جانے داب صحبت از خویش رفتگان کا
مجلس میں شیخ صاحب اک؟ کوڈ جانتے ہیں

جب درد دل کا کہنا میں دل میں ٹھانتا ہوں
کہتا ہے بن صنی ہی میں خوب جانتا ہوں

۱۔ کولے (میر)

۲۔ سے جہیں چاک (میر)

۳۔ کچھ (میر)

وقت قتل آرزوے دل جو لکھے ہو چھنے لوگ
میں اشارت کی ادھر اُن نے کہا مت پوچھو
خواہ مارا آئیں نے میر کو ، خواہ آپ موا
جانے دو یارو جو ہونا تھا ہوا ، مت پوچھو

یار کی برگشتہ مڑکاں سے نہ دل کو جمع رکھ
بد بلا ہے پھر کھڑی ہووے جو یہ پلٹن کبھو

کیا اپنی شرر ریزی کہیں ہلکوں کی صف کی
ہم جانتے ہیں ہم یہ جو یہ ہاڑھ چڑھی ہے
۵۵۔ قلندر :

بدھ سنگھ ، قلندر تخلص ، ہندو پسری است ۔ آبائش از
نعمت دلایا حظ وافر داشتند ۔ او را شوریدگی دماغ دریافت ،
از خویش و قوم گسیختہ ، بہ قلندری برآمد ۔ چون شاگرد
میرزا مظہر است اکثر اتفاق دیداش ہم آنجا می افتد ۔ شعرش
خالی از لطف نیست ۔ این چند بیت ازوست :

مست ہی رہتے ہیں دن کیا رات کیا
ہم قلندر ہیں ہماری بات کیا

مجھ کو کیا مے جنوں نے آکر دی
ساری عقل و خرد ہوا کردی

۱۔ عیالش (مط)

۲۔ قوم خود (مط)

۳۔ اس کے بعد کی عبارت مط میں شامل نہیں ہے ۔ اشعار بھی صرف

چار درج ہیں ۔ پہلا اور چوتھا شعر اور رباعی مط میں نہیں ہے ۔

تجہ سے مل کر ہوا مرا دشمن
تو نے اس دل کو کیا بلا کر دی
دل کشا نہیں گر روش گل کی نسیم
گرہ غنچے کی کسی نے وا کر دی
قطعہ

اے قلندر ، جہانِ معنی میں
داد تو نے سخن کی آ کر دی
پارس اور ہند کر دکھایا ایک
ایں چہ اعجاز برملا کر دی
رباعی

جی میں جو قلندر کے کبھو آئے گا
دل اپنے کو چھین تجھ سے لے جائے گا
یہ روز کا ترسے جی برابر رہنا
سب طاق اوپر دھرا ہی رہ جائے گا
۷۶ - بیان :

خواجہ احسن اللہ ، متخلص بہ بیان ہنگامہ آرائی صحبت اشعار
است - در فن ندرعی دستاویز دارد - پوش ازین کہ کوکے خان
در دہلی بود بنا بر علاقت صحبت با او می گزراند ، درین
ایام بیکار است - او تعالیٰ درخور مراد جمعیت ظاہری

-
- ۱ - مشوق ۱۲۱۳ھ مطابق ۱۷۹۸ع ('مرزا مظہر جان جاناں' از
عبدالرزاق قریشی، بمبئی ۱۹۹۱ع صفحہ ۱۱۱)
 - ۲ - یعنی اشرف علی خان تھان (ترجمہ ۸۹)
 - ۳ - درین روز بای (مشق)

و باطنی کرامتش کناد!

وہ بھی کیا دن تھے کہ ہم آشوش مجھ سے یار تھا
در کے باہر مدعی جوں صورت دیوار تھا

جفا اک لمحہ گر کرتا نہیں ہے وہ تو مرتا ہوں
ستم ہوتا اگر العاف سے اُس کے جو میں کرتا

مصلحت ترکِ عشق ہے ناصح
لیک یہ ہم سے ہو نہیں سکتا

یہ لوگ منع جو کرتے ہیں عشق سے مجھ کو
انہوں نے یار کو دیکھا ہے یا نہیں دیکھا ؟

کیا چلے تھے رازِ دل کہنے کو لوگوں میں بیاں
آپ بھی مطعون ہوا اور اُس کو بھی رسوا کیا

بیاں تیرے کوچے سے چلتا رہے گا
سری جان تو ہاتھ ملتا رہے گا

ہو چرخ تو بھی اُس ستم ایجاد کی طرف
کافی ہے پاس اس دلِ ناشاد کی طرف
غالب خدا کے فضل سے اکثر رہے ہیں بند
مغلوب آج سے نہیں فرہاد کی طرف

۱ - مط میں ۳۲ شعر ہیں اور مخ میں ۳۶ - آخر الذکر میں مندرجہ ذیل

اشعار زائد ہیں : ۸، ۱۰، ۲۱ تا ۲۸ اور ۳۱ تا ۳۶ -

۲ - جو (مط)

۳ - مرتا ؟

۴ - نسخے میں 'رہادی' ہے - تصحیح تہاسی -

کروں شکوہ درد و غم کب تلک
پہر حال جیتا تو ہوں اب تلک

کچھ ہے ادبی کی ہے بیاں تو نے بھی اس سے
ناحق نہیں دیتا کوئی دشنام کسی کو

حسرت پر اس غریب کی آوے اجل کو رحم
ہالی ہے جس کے یار دم واپسی نہ ہو

جادو تھی ، سحر تھی یا بلا تھی
پدارے وہ تری نگاہ کیا تھی
کیدھر ہے ، کہاں ہے ، خوشدلی تو
ہم سے بھی کبھو تو آشنا تھی
مارا ہے بیاں کو یار جن نے
کیا جانے کون سی ادا تھی

مت آئیو اے وعدہ فراموش تو اب بھی
جس طرح کٹا روز گزر جائے گی شب بھی

کس واسطے شتابی جانے کی اس قدر ہے
گو صبح ہوئی پیارے یہ بھی تو اپنا گھر ہے

کون کہتا ہے ہا وفا ہم کو
کذب ہے ، افترا ہے ، تہمت ہے

۱ - 'یا' انا اللہ مرثب

۲ - مع و مط میں 'کو صبح ہو' ہے ۔ تصحیح قیاس کی گئی ہے ۔

بیان کون ہے ، اب تلک بوجھتے ہو
تجاہل کے قرباں ، تغافل کے صدمے

آجھ دیکھو دامن سے اُس کے بھی ہاتھو
یہ مجھ ناتواں کا گریباں نہ ہووے

لب تک تو شکایت اُس کی آئی
ہر آئے حجاب سے نہ نکلی

آئے اب نعلیٰ ہر مری تو کیا
حیف تک قصد پیشتہ نہ کرتے

ٹیٹ ہی بیان کا برا حال ہے
تغافل ارے بے خبر کب تلک

لاتے ہو وقتِ نزع تشریف کا ہے کو
اتنی بھی اب کھینچے تکلیف کا ہے کو

کون کہتا ہے چاہ مشکل ہے
لیکن اس کا نباہ مشکل ہے

۱ - جہاں کون ہے (مط)

۲ - یہ ناتواں گریباں نہ ہووے (مخ)

۳ - مط میں 'ہر' کی بجائے 'بہر' ہے اور ایک شعر زائد ہے :

آئی نہ جگر سے آہ باہر

یہ سیخ کباب سے نہ نکلی

تم مجھ کو جدا کرو گے
 باللہ بہت برا کرو گے

بغل میں غیر کی سوتے تجھے نہ آئی شرم
 عجب حیا ہے کہ مجھ سے حجاب آتا ہے

ہمیشہ کہتے ہو مجھ سے کہ بے وفا تم ہو
 خدا ہی جانے مری جان ، میں ہوں یا تم ہو

رکھا نہ عزیز آن نے ، میں خوار بھی ہو دیکھا
 آیا نہ عبادت کو ، بیمار بھی ہو دیکھا

جس وقت کہ بیدار وہ ہوتا ہے گا
 عالم کے غضب سے جان کھوتا ہے گا
 غنچوں کو صبا کہو کہ آہستہ کھلیں
 زانو پہ سرے وہ شوخ سوتا ہے گا

آیا ہوں بہ تنگ دور رہتے رہتے
 لوگوں سے پی کا پیام کہتے کہتے
 روتا ہوں اگر مدد کرے سیرِ سرشک
 پہنچوں میں کالی میں اس کی جتنے جتنے

اپنی دوری ہی سے سنبھایا ہوتا
 تشریف مرے گھر میں نہ لایا ہوتا

اغیار کو اپنے ساتھ لیتا آیا
ایسے آنے سے تو نہ آیا ہوتا

کیا زلف میں اُس شوخ کی ہے دہکی صبح
یا شام سی ہوتی ہے کسی شب کی صبح
ٹک زلف کو میں ہاتھ لگایا کہ ادھر
ہمسایہ ہکارا کہ ہوتی کب کی صبح

۷۷ - سوز:

مبادت پناہ چھ میر ، مطلب نویس بی نظیر است ، خط
شکست خوب می نویسد ، لختی از عام موسیقی آگاہ ۔ در
مبادی حال میر تخلص می نمود : چون او را با میر تقی معارضہ
افتاد ازان بازسوز تخلص کرد ۔ با فقیر قدیم آشنائی دارد و ازان
جا کہ داخل ہندوگان بادشاہی است ، نسبت ہم فرہنگی اکثر بہ
دربار معالی ملاقات می شود ۔ حق تعالی سلامتش داد !
ازوست :

- ۱ - متوفی ۱۰۲۱ھ بہ مقام قلندر ضلع شاہ جہاں پور ۔
 - ۲ - مطلب خوش نویس بی نظیری است ۔ خط شکستہ و شفیعا (شفیعا ؟)
خوب می نویسد ۔ (مط)
 - ۳ - قدم آشنائی (مط)
 - ۴ - داخل توپ خانہ بادشاہی (مط)
 - ۵ - بہ سبب ہم فرہنگی (مط)
 - ۶ - اس کے بعد کی عبارت مط میں نہیں ہے اور ایک شعر زائد ہے :
- جین آنا نہیں مجھے یارب
دل پر اضطراب ہوں کسی کا

شہرہ حسن ہے از بس کہ وہ محبوب ہوا
اپنے مکھڑے سے جھگڑتا ہے کہ کیوں خوب ہوا

تجھ سے من اے ظالم کوئی بھی ہے گرویدہ
دہدے ہیں سو گریہاں ہیں ، دل ہے سو ستم دیدہ
اے آہ ابھی رہ جا ، دل چین سے سوتا ہے
مشکل ہے اگر چونکے یہ فتنہ خوابیدہ

آنکھیں جوان لگ جاتی تو زار نہ ہوتا میں
پرہیز اگر کرتا بیمار نہ ہوتا میں

نہیں دیتا ہے مجھ کو چین یہ دل بقراری سے
تک جھمکی تو دکھلا دے کہ میں بیہوش ہوتا ہوں

۱ - اردو سے معلیٰ میر سوز نمبر 'مرتبہ خواجہ احمد فاروق (دہلی

۱۹۶۳ء) میں یہ شعر اس طرح درج ہے :

کیا لے گا کوئی ظالم اب تجھ سے ہو گرویدہ
اک دل ہے سو نالان ہے آنکھیں سو ستم دیدہ

۲ - دیوان میر سوز میں یہ مصرع اس طرح ہے :

اے آہ ابھی رہو بے ہوش بڑا ہے دل

۳ - مشکل ہو (دیوان سوز)

۴ - 'دیوان میر سوز' مرتبہ خواجہ احمد فاروق میں یہ شعر شامل
نہیں ہے ۔

۷۸ - شوق :

میر حسن علی شوق سپاہی پیشہ است ، ہمیشہ بہ روزگار
عمدہ گزرائیدہ ، اکثر شعر فارسی در پیش دارد و خود را از
شاگردان خان آرزو می گیرد :

پڑھ کے مجھ خط کو یہ جواب دیا
نامہ شوق کا جواب نہیں

۷۹ - درد مند :

محمد فقیہ درد مند تخلص می کند ۔ در عنوان شباب
حسنی دلفریب داشت ۔ شاہ ولی اللہ اشتیاق کہ در طبقہٴ قالید
گزشت بہ مشاہدہٴ جہالشی عمر از سر او می گرفت ۔ چون گل زیبا
از رنگ و بوی وفا اثرے ندارد بہ اندک تغیر گسیختہ بہ مرزا
جان جان مظہر پیوست ، مدتی خدمت ایشان استفادہٴ آگاہی کردہ

۱ - قیاس بہ حد یقین ہے کہ کاتب کی لاہروانی سے تذکرے کے
آئے سامنے کے دو صفحے مخ میں نقل ہوئے سے رہ گئے ہیں ۔
یہ دو صفحے میر حسن علی شوق ، اور محمد فقیہ درد مند کے
مکمل تراجم اور انعام اللہ خان بین کے ترجمے کی بیشتر
نثری عبارت پر مشتمل ہوں گے ۔ کیونکہ یہ تراجم بعد کا اضافہ
نہیں معلوم ہوتے بلکہ بعض کاتب کی بے احتیاطی سے نقل ہوئے
سے رہ گئے ہیں اس لیے مط (اور مخ) کی ترتیب کے مطابق
جہاں درج کیے گئے ہیں ۔ نواب مہر ان خان ولد کا ترجمہ
بلاشبہ بعد کا اضافہ ہے جو مخ میں بھی شامل نہیں ہے ، چنانچہ
اسے تذکرے کے آخر میں — احوال مؤلف سے قبل — چمک
دی گئی ہے ۔

۲ - درد مند کا سال وفات صاحب ابراہیم میں سال اول جلوس شاہ عالم ثانی
(۱۱۷۳ھ - ۱۱۷۴ھ) اور گلزار ابراہیم میں ۱۱۷۶ھ ہے جب کہ
تذکرہ یوسف علی خان میں ۱۱۷۹ھ ہے ؛ بمقام مرشد آباد ۔

بقائے سخن سنجی برآمد۔ چنانچہ مشنوی 'ساق نامہ' مع دیگر
ابیات ہر صفحہ روزگار از وی یادگار است :

قفس تک بھی نہ پہنچے اور پڑے دور آشیانے سے
عجب ساعت سے بچھڑے تھے چمن کے آشیانے سے

الہی مت کسو کو بیش رنج انتظار آوے
ہارا دیکھے کیا حال ہو جب تک بہار آوے

۸۰۔ یقین :

صدر لشیں ہزم شعرائے متاخرین ، انعام اللہ خان متخلص
ہے یقین ، شاعر صاحب طرز ، یگانہ عصر و وحید دہر است ۔
ہے اخلاق حمیدہ اتصاف دارد ۔ دو مصرع از زبان ہای خامہ
سحر طرازش باین ہمہ لطف و خوبی می تراود کہ ہم مجرد استماع
دل عشاق قطرات خون شدہ ، از دیدہ فرو می چکد ۔ بزرگانش
در بلدہ سمراند اقامت داشتند و اکثری از شرفاء و رؤسای آن
ضلع خدمت ایشان استفادہ معنی می کردند ۔ چون والد شریفش
ہے دارالخلافت رسید ، حمیدالدین خان کہ ملقب ہے لیمچہ بود
صبیہ خود را بہ آن بزرگوار نامزد کرد و ابن معنی را موجب
افتخار خویش دانستہ ۔ بالفعل خان موصوف ہے منصب ہزار

۱۔ دردمند کا 'ساق نامہ' شیخ چاند مرحوم مجلہ 'اردو' (جولائی

۱۹۳۳ء ص ۵۷ تا ۵۹) میں شائع کروا چکے ہیں ۔

۲۔ مط میں 'رنج و انتظار آوے' ہے ۔ تصحیح قیاسی کی گئی ہے ۔

۳۔ انعام اللہ خان یقین خلف شیخ اظہر الدین مشنوی ۱۱۶۹ ہ بمقام
دہلی ۔

و ہالصد سرفرازی' دارد و بیش ہمجشان خود معزز و مؤثر است ۔
حق تعالیٰ سلامتی دارد!

ہے تو مے داغ سے تر سینہ سوزان میرا
آب و رنگ آگ سے رکھتا ہے گلستان میرا
غم کے ہاتھوں نہ رہا کچھ بھی راز کے قابل
بس کہ سو بار ہوا چاک گریباں میرا
موجِ دریا کی طرح ضبط میں آسکتا نہیں
کیوں کہ لکھے کوئی 'احوالِ پریشان میرا'
رو اگر دیجیے اس کو بھی کبھو عیب نہیں
آئے سے بھی گیا کیا دلِ حیران میرا
میں تو ظاہر نہ کروں اس کی جفا کو لیکن
چھپ سکے کیوں کہ یقینِ زخمِ نمایاں میرا

کیا بدن ہوگا کہ جس کے کھولتے جامے کا بند
برگِ گل کی طرح ہر لاشخں معطر ہو گیا

اگر مر کر نہ میں اس شوخ کی خاطر نشان کرتا
خدا جانے وفا میری کے حق میں کیا کہاں کرتا

-
- ۱ - ترجمہ میر حسن علی شوق سے لے کر یہاں تک کی عبارتِ آمیخ
میں نہیں ہے اور مط سے ماخوذ ہے ۔
 - ۲ - کوئی کیوں کر کہے ('دیوانِ یقین' مرتبہ مرزا فرحت اللہ بیگ ،
علی گڑھ ۱۹۳۰ء)۔
 - ۳ - اپنا (میخ)
 - ۴ - اس کو بھی نو کچھ عیب نہیں (دیوانِ یقین)

رہا میں بے خبر افسوس لذت سے اسیری کی
اگر یہ جانتا کنجِ قفس میں اشیاء کرتا
نہ دیتا عیش کی خسرو کو فرصتِ قصرِ شہریں میں
جو میں ہوتا تو جاے شیر جوے خون رواں کرتا'

کہتے ہیں کہ تسخیریں آئینے کو آتی ہیں
دل سے نہ ہوا جو کام، آئینے سے کیا ہوگا

لاچار' لے دل اپنا گیا خاک میں یقیں
اس جنس کا جہاں میں کوئی قدر داں نہ تھا

جو کچھ کہیں یہ تجھ کو یقیں ہے سزا تری
بندہ جو تو بتاں کا ہوا کیا خدا نہ تھا؟

کیا کروں' مڑگانِ تر کے ابر نے ڈالا ہے شور
آج بادل بے طرح آئدے ہیں یہ ابریں گے زور
خال گورے منہ کا لپتا ہے سرے جی کو چرا'
اس نگر میں چاندنی راتوں کو بھی پڑتے ہیں چور

- ۱ - یہ شعر مط میں نہیں ہے اور منج میں 'کوتا' کی بجائے 'ہوتا'
- ۲ - 'دیوان یقین' میں 'رو جائے' کی جگہ 'بھائے' ہے -
- ۳ - لاچار (دیوان یقین)
- ۴ - کیا مری (دیوان یقین)
- ۵ - سرے دل کو چرا (مط) خال گورے مکھ کا میرے دل کو لٹو ہے چرا (دیوان یقین)

دل نہیں کھینچتا ہے بن مجنوں بیابان کی طرف
خوش نہیں آتا ' نظر کرنا غزالاں' کی طرف
اس ہوا میں رحم کر ساقی تو دے جامِ شراب
دیکھ کر چھاتی بھری آتی ہے باران کی طرف

بارے درد کی دارو اگر کچھ ہے تو دارو ہے
یہ سب کچھ من کے ساقی بات ہی جانے کا کیا حاصل

جب دیکھتا ہوں تنہا تجھ کو سجن چمن میں
کس کس طرح کی باتیں آتی ہیں میرے من میں
مجنوں کی خوش نصیبی کرتی ہے داغ مجھ کو
کیا عیش کر گیا ہے ظالم دوانہ بن میں

بقی سے جلتے ہاتے کی خبر کیا ہو چہ کر لوگے
پڑا ہوسکا دوانہ باؤلا سا کنچِ کاخن میں

کرتا ہے کوئی بارو اس وقت میں تدبیریں
مرتا ہے یہ دیوانہ نکا کھول دو زنجیریں

وہ ناخن ابرو سے خوش نما تر ہے
کسی کے کام کی جس سے کوئی گرہ وا ہو

۱ - لگتا (مط)

۲ - بیابان (مط)

۳ - ساقی کہ بے جام شراب (دیوان یقین)

۴ - جانے سے (دیوان یقین)

۵ - داغ دل کو (دیوان یقین)

۶ - لب (دیوان یقین)

کالی بھی پی کئے ہیں ، ماریں بھی کھائیاں ہیں
 کیا کیا تری جفائیں ہم نے اٹھائیاں ہیں'

کوئی یہ چاند ما منہ چھوڑ کر عاشق ہو شعلے کا
 گزر آتش پرستی سے ، یہ پروانے سے کہہ دیجو

امیرانِ قفس کی نا امیدی پر نظر کیجیو
 چار آوے تو اے صیاد مت ہم کو خبر کیجیو

منہ اپنا نہ دیکھا کر ہو جانے کا دیوانہ
 آئینے کو کہتے ہیں اے شوخ بری خانہ

اگرچہ عشق میں آفت ہے اور ہلا بھی ہے
 لڑا برا نہیں یہ شغل ، کچھ بھلا بھی ہے
 یہ کون ڈھب ہے سجنِ خاک میں ملانے کا
 کسی کا دل کبھی' پاؤں تلے ملا بھی ہے
 اس اشک و آہ سے سودا بگڑ نہ جائے کہیں
 یہ دل کچھ آبِ رسیدہ ہے کچھ جلا بھی ہے'

شبِ ہجران کی وحشت کو تو اے بے درد" کیا جانے
 جو دن بڑے ہیں یاں راتوں کو سو تیری ہلا جانے"

۱ - ہم نے تری جفائیں کیا کیا اٹھائیاں ہیں (دیوانِ یقین)

۲ - کسو کدل کبھو (دیوانِ یقین)

۳ - یہ شعر مطّٰ میں نہیں ہے -

۴ - ہنداد (دیوانِ یقین و مطّٰ)

۵ - جو دن بڑے ہیں راتوں کو مجھے تیری ہلا جانے (دیوانِ یقین)

وصل کی گرمی سے مجھ کو ضعف آتا ہے یقین
دیکھو مجھ ساتھ خوباں کی جدائی کیا کرے

اُس بسنتی پوش سے آغوش رنگیں کیجیے
جی میں ہے اس مصرعِ موزوں کو تضمیں کیجیے

چھٹے ہم' زلدگی کی قید سے اور داد کو پہنچے
وصیت ہے ہمارا خوں بہا جلا د کو پہنچے
نہ نکلا کام کچھ اس صبر سے اب نالہ کرتا ہوں
مری فریاد ہی شاید مری فریاد کو پہنچے

بمیں ہجرِ چمن ہے موت ، پر صیاد کیا جانے
جو گزرے سر پہ مقتولوں کے سو' جلا د کیا جانے
دوائے ہوں میں جی دہنے میں" مجنوں کے سلیقے کا
مزہ لے لے کے مرنے کی طرح فریاد کیا جانے

مجھے یہ بات ہے گی یاد" اک مجنوں عریاں سے
کیا کچھ کہاں تک چاک ہم گزرے مگرباں سے

۱ - چھٹے اس (دیوان یقین)

۲ - وہ (دیوان یقین)

۳ - دیتے ہیں (مط)

۴ - خوش آتی ہے مجھے یہ بات (دیوان یقین)

۵ - گزرے ہم (دیوان یقین)

نہ دے برباد خارِ آشیاں کو عندلیباں کے
 صبا یہ بھی ہوا خواہوں میں ہیں آخر گستاخان کے

تک اک انصاف کر، کرتا ہے اتنی بھی "جفا کوئی
 کرے گا بعد میرے کس توقع پر وفا کوئی

اب تو کیجئے "نکمہ" لطف کہ ہو توشہ" راہ
 کہ کوئی دم میں" یہ بیمار سفر کرتا ہے

کعبے بھی ہم گئے ، نہ گیا ہر بتاں کا عشق
 اس درد کی دوا تو خدا کے بھی گھر نہیں

۸۱ - حزیں :

افتادہ مزاج و خدمت گزین ، میر باقر ، متخلص بہ حزیں -
 از سادات اکبر آباد است - پیش ازیں بہ علاقہ" روزگار در دہلی

۱ - "عندلیباں کے" مخ میں نہیں ہے اور مط سے ماخوذ ہے ۔

۲ - ہے (مط)

۳ - میں آخر ہیں (دیوان یقین)

۴ - اتنا بھی (مخ) اتنی بھی کرتا ہے (دیوان یقین)

۵ - اب تو کر لے (دیوان یقین)

۶ - دم کو (مط)

۷ - یہ شعر بھی مط میں نہیں ہے - "دیوان یقین" میں یہ شعر اس

طرح درج ہے :

کعبہ بھی میں گیا ، نہ گیا ان بتوں کا عشق
 اس درد کی خدا کے بھی گھر میں دوا نہیں

بود ، الحال کہ کساد بازاری^۱ مردم کار بست^۲ از شہر در رفت معلوم نیست کہ کجا است ۔ خدایش زندہ دارد!

وہ کہ ہے ملک مسلم جسے یکتائی کا
خوب لیتا ہے مزا عالم تنہائی کا
میں تو بندہ ہوں ترے جور و جفا کا لیکن
سخت دھڑکا ہے مجھے اس دلِ سودا کی کا

۸۲ = لڑائی :

میرزا^۳ مرتضیٰ قلی فراق^۴ از ملازمان توپ خانہ^۵ پادشاہی
است ۔ اکثر شعر فارسی بر طراز د و در سخن سرائی سلیقہ^۶ درست
دارد ۔ ہر چند این^۷ طوطی شکو شکن متولد ہندوستان است لیکن نظم
کلامش مالا بہ نصیحتی ایران^۸ ۔ گاہ بہ تحریک میرزا صاحب^۹
یک دو بیت رختہ فکر کند ۔ ہا فقیر ہم آشنا است ۔ خدایش زندہ
دارد! ازوست :

تماشا اس چمن کا کس کے دل کو شاد کرتا ہے
کہ یاں تک لب تبسم غنچے کو بر باد کرتا ہے
اسیروں کی قسم ہے اے صبا سچ کہ گلشن میں
کوئی آن ہم نواؤں سے ہمیں بھی یاد کرتا ہے

۱ - منج میں اس کے بعد "از" زائد ہے ۔

۲ - منج میں اس کے بعد صرف "ہنگالہ رفت" ہے ۔

۳ - میر (منج)

۴ - راجا شتاب رائے نانلم عظیم آباد کی قید میں ۱۸۲ء کے

لک بھگ فراق نے وفات پائی ۔

۵ - آن (منج)

۶ - اس کے بعد کی عبارت منج میں شامل نہیں ہے

۷ - "میرزا صاحب" سے مراد غالباً مرزا سودا ہیں ۔

۸۳ - خاکسار :

میر محمد یار ، متخلص بہ خاکسار ، مردیست جنتی از خادمان حضرت قدم شریف ، درحقیقت متمکن و بہ اعتقاد خود ظریف ، ہر چند شوخیش ہا استاد و غیر استاد بر سر رشتہ مزاح می آرد لیکن نمکتش تاب شنیدن جواب نداد - بنا بر آن از تمام عالم شاکی است - چنان چہ حضرت میرزا صاحب لقل می کرداد کہ روزی بندہ و این عزیز بہ خانہ میرزا مرتضیٰ قلی فراق بودیم ، این بابا بی موقع وقت اختلاط قریب شکوہ میر محمد تقی بہ میان آورد بہ حضار تکلیف ہجو میر مسطور کرد - این ہا بہ رعایت آشنائی میر اقدام این معنی نہ نمودند ، مگر بندہ بہ پاس خاطرش مزاحاً این مطلع موزون نمودہ حوالہ اش کردم :

میر کا مکھڑا ہی نے تنہا گلِ زہیق سا ہے

پہٹ بھی اُس کا جو میں دیکھا سو کچھ بھنقی سا ہے

بہ مجرد شنیدن قریب بود کہ حاضران از فرط خندہ ہلاک شولد و ایشان نیز بہ دستور : چون ساعتی بریں منوال بہ گذشت

۱ - شعرائے اردو کا ایک نابید تذکرہ "معشوق چہل سالہ" خود ان

سے منسوب کیا جاتا ہے -

۲ - ہر چند حسن آشنا و غیر آشنا (مط)

۳ - ہمکش (مط)

۴ - مرزا رفیع صاحب (مط)

۵ - بہ خانہ مرتضیٰ قلی وارد بودیم (مط)

۶ - مخ میں اس کے بعد "ودید" زائد ہے -

۷ - مط میں بہ جملہ اس طرح ہے "ہرگز ابن معنی را ہیچ کس قبول

نہ نمود مگر بہ پاس خاطر (ش) ہاں لفظہ این مطلع را موزون

کردہ حوالہ اش نمودم -"

۸ - حاضران مجلس (مط)

دید کہ یاران دست از خندہ برنمیدارند ، نگاہی ارشکم خود درد
و دغماً برخاست و ہر یوچ وحشو^۱ کہ در دنیا بود تحویل سامعہ^۲
میرزا و بارانش نمود ؛ ہر چند مردم رو بہ ساجت آوردند ،
بیچ فائدہ نکرد ؛ از آن روز ترک ملاقات است :

دل شیفۃ^۳ ہو کے کیا لیا تیں
اے خانہ غراب ، کیا کیا تیں

تیری زلف سیہ سے اے پیارے
مجھ کو یکسر ہزار سودا ہے

خاکسار آس کی تو آنکھوں کے کبھی مت لگیو
مجھ کو ان خانہ خرابوں ہی نے تیار کیا

تیرے قاتل سے ہوئے محروم ہے تقصیر ہم
روزِ محشر کو^۴ انہیں گے گور سے دل گیر ہم

کیا ہے اس خاکسار کی تقصیر
یہ مگر تم کو پیار کرنا ہے

کیا ہے لاصح مجھے حاصل مرے سمجھانے میں
آہ جوں شمع ہے راحت مجھے مر جانے میں^۵

۱ - ہر یوچ و حشو (مط)

۲ - آشفۃ (مط) مط میں ردیف 'میں' ہے

۳ - کے (مخ)

۴ - مرے مر جانے میں (مط)

خاکسار عاشقِ مے خوار کو تقویٰ سے کیا
ابھی دیکھا تھا میں آسِ رند کو مے خانے میں

قیامت بھی ہو گی تو میری ہلا سے
مجھے دادِ خوابی کی طاقت کہاں ہے

واسطےِ یمن کے جا سیل سے لیوے گل کو
گھر ترے خانہ خرابوں سے جو بنیاد کرے

رونے سے خاکسار کے سوتا نہیں کوئی
اس خائمانِ خراب کو چنکا کرے کوئی

عشوہ و ناز کو ترے پیارے
یہ ترا خاکسار جانے ہے

شانہ آہستہ کیجیو حجام
تارِ آسِ زلف کا رگِ جاں ہے

۸۳ - تمکین :

صلاح الدین تمکین ، شاعر خوش است ، دخل را از خرج
نہ شناسد و با کمال تہدستی و قلاشی بسر برد - ہموارہ ہارتکاب
شراب معمول است - تا مست طافح نہ شود ، دست ہر ندارد - گاہ گاہ

۱ - یہ شعر مط میں نہیں ہے

۲ - چنکا خدا کرے (مط)

۳ - خوبی است (مط)

در کوچه و بازار بہ بیی حال نظر می آید :

حسن اور عشق کو جس روز کہ ایجاد کیا

مجھ کو دیوانہ کیا ، تجھ کو پری زاد کیا

۸۵ - تابان :

خانہ برانداز محبت خرابان ، میر عبدالحی متخلص بہ تابان ۔
جوانی بود در نہایت حسن و جمال ، ہم صحبت یاران حال ، باوجود
لیلئی منشی مجنون را داب محبت آموختی و با کمال انجمن آرائی
شمع وار داغ ہر جگر سوختی ۔ اخلاق حمیدہ و اوصاف پسندیدہ
داشت ۔ آخر حال بہ رفاقت ثواب عنایت اللہ خان کشمیری
بہ تنعم می گزراند ۔ چون در شرب شراب کثرت پا کرد
رطوبت فضلی بہرساندہ ، مستحق گردید و بہ بیی حیلہ دست اجل
بہ گریبانش رسید :

رباعی

افسوس کہ گل رخان کفن پوش شدند

در خاطر یک ذکر فراموش شدند

آنها کہ بہ حد زبان سخن می گفتند

اما چہ شنیدند کہ خاموش شدند

۱ - مط میں تمکین کا ترجمہ اس سے مختصر ہے :

"شاعر خوبی است ۔ دخل را از خرج نہ شناسد ۔ ہموارہ بہ لوتکاب

شراب مشغول است ، قا مست طافع نہ شود دست بر ندارد ۔

ازوست ۔"

۲ - مخ میں مصرع ثانی مکرر درج ہے ۔

۳ - سال وفات تقریباً ۱۱۶۶ھ بہ مقام دیل

۴ - در خوردن شراب (مط)

۵ - و بہ ہمیں احوال از جہاں رفت (مط) ۔ رباعی اور اس کے بعد کی

عبارت بھی مط میں شامل نہیں ہے ۔

باری گلبنی درین گستان سر نہ کشید کہ پائمال نسون حوادث
نہ کر دید۔ اگر شاہ و اگر درویش امت پر آفریدہ را ہیں راہ درپیش۔
خدایش مغفرت کناد!

کیا کہوں میں ماجرا اپنے دلِ بیتاب کا
آب جس کو دیکھ کر زہرا ہوا سیاب کا

اے طبیبو سوائے وصل کہو
کچھ بھی درمان ہے عشق کی آب کا

بیتابیوں کا عشق کی کرتا ہے 'کیوں گلا
تاہاں اگر یہ دل' ہے تو آرام ہو چکا'

ساتھ تو سوتا ہے ظالم پر گلے لگتا نہیں"
منتیں کرتے ہی ساری رات ہو جاتی ہے صبح

لے مہری خبر چشم مرے یار کی کیوں کر
بیار عیادت کرے بیمار کی کیوں کر
دن تو سمجھے جاتا ہے تڑپتے مرے تاہاں
سچ کہہ کہ حقیقت ہے شبِ تار کی کیوں کر

۱۔ کرتے ہو (مط)

۲۔ دن (مخ)

۳۔ آرام پا چکا (دیوان تاہاں مراد مولوی عبدالحق، اورنگ آباد

۱۹۳۵ ع۔)

۴۔ پاس تو سوتا ہے چنچل پر گلے لگتا نہیں (دیوان تاہاں)

مرگ کے سے تو نہیں میرے کچھ آثار ہنوز
رحم کر رحم کہ جیتا ہے یہ بیمار ہنوز

سن فصل گل خوشی ہو گلشن میں آئیاں ہیں
کیا بابلوں نے دیکھو دھومیں مچائیاں ہیں

شم وصل میں ہے ہجر کا ، ہجران میں وصل کا
ہرگز کسی طرح مجھے آرام ہی نہیں

میرا جواب نامہ پاں لکھ چکے ہر اب تک
قاصد بھرا نہ واں سے لے کر جواب نامہ

تو بولی بات سے بھی 'میری خفا ہوتا ہے
اے کیا چاہنا ایسا ہی برا ہوتا ہے
تیری ابرو سے مرا دل نہ چھٹے گا ہرگز
گوشت 'ناخن سے بھلا کوئی جدا ہوتا ہے

نہ کہہو مرا سوز دل شع سے
وہ دل سوختہ صبح تک روئے گی

۱ - یہی (دیوان تابان)

۲ - پوست (میخ) گوشت (مط و دیوان تابان)

۳ - یہ شعر ، اس کے بعد کا اور آخری یعنی تین شعر مط میں شامل نہیں ہیں ۔

دعوائے عشق کر کر جیسے جالے چمن میں (کذا)^۱
کس منہ سے ہم چمن میں بھر آن کر دیں گے

آج تھمتے نہیں مرے آنسو
تیرے کوچے کی راہ ہائی ہے

ہیاں کیا کروں ناتوانی میں اپنی
مجھے بات کہنے کی طاقت کہاں ہے

ہوں تری زلف میں دیکھے ہیں گرفتار کئی
ایک زنجیر میں جیسے ہوں گنہگار کئی

اگر میں خوف سے دوزخ کے جتنی ہوں شیخ
جو تو ہو^۲ واں تو پہلا یہ عذاب کیا کم ہے

۸۶ - [نظام]^۳ :

چشم و چراغ دانش و بینش^۴ ، مردسک دہدہ آفرینش ،
اسر لرق بختیاری ، نقش نگین ہائمداری^۵ ، اشرف اہل زمان ،
وزیر الممالک نواب شاہزی الدین خان بہ والا فطرق موصوف

۱ - ہولی جلی نفس میں دعوائے عشق کر کر (دیوان تاپان)

۲ - سخ میں 'کے' نہیں ہے

۳ - جو ہو نو (دیوان تاپان)

۴ - نواب عہاد الملک شاہزی الدین خان المتخلص بہ نظام
(میر بخشی احمد شاہ اور وزیر عالم گیر ثانی) مشوق یکم ستمبر

۱۸۰۰ ع نظام کالی

۵ - چشم و بینش و دانش (مط)

۶ - نقش و نگین ہائمداری (مط)

و شکفتہ روی معروف است - احوالش از کثرت اشتہار محتاج تکرار نیست - مصرع :

بآب و رنگ خال و خط چہ حاجت روی زیبا را
در ایامی کہ فقیر مؤلف این غزل طرح کردہ بود کہ مطلعش
اینست :

کون دن آگے بھی زاہد ، عجب زمانا تھا

ہر اک محلے کی مسجد شراب خانا تھا

در بیان ردیف و قوافی بہ تغیر بحر چند شعر بدایتاً موزون کردہ
کہ مثل آن بسیار بہ تلاش می توان می گفت و ہم بریں نسبی
گاہ گاہ عالی سبیل تقریب یک دو مصرع ریختہ و فارسی فکر
می کند ، چنان چہ این مطلع از بیان غزل است :

کھولنا زلف اک بہانا تھا

مدعا ہم سے منہ چھپانا تھا

۸۷ - راقم :

حافظ حدود سخن لالہ ہندوان^۱ ، من سکان بلند متھرا ،
از یاران میرزا صاحب^۲ است - بہ نسبت بحر ہشتی^۳ راقم تخلص
می کند - قوت حافظہ ہر کمال دارد - چنان چہ تصدیق صد بیت
ہر یک شنیدن یاد گرفته بہ تکرار آن متامل نشود - بالجملہ مذاق
سخن سنجی درست دارد خصوصاً غزل استاد^۴ را بہ رنگی خمسی

۱ - ملاحظہ ہو 'کلیات قائم' ، جلد اول صفحہ ۲۰

۲ - مخ میں 'لالہ لند لرالن' ہے

۳ - میرزا صاحب سے مراد یہاں ابھی مرزا سودا ہیں -

۴ - بحر ہشتی (مخ)

۵ - راقم کو مرزا سودا سے نغمہ تھا -

کند کہ زیادہ از پنجہٗ حنائی گل رخاں ناخن بدل زندش' ازین
کہ در دہلی بودہ ہنگامہٗ موافقت گرم داشت - از چندی بہ رفاقت
مرشد بہ دکھن رفتہ - حق تعالی سلامتہاں دارد!

نہ ترے عشق میں ہلہل ہی کو نالاں دیکھا
چاک ہر گل کا کاستان میں گریبان دیکھا

ہریشاں ہی نظر آتا ہے دل ذرات عالم کا
صبا کیا کھل گیا ہے پیچ آس کی زلف کے خم کا

جو کہ مائل ہے تیغِ ابرو کا
تشنہ لب ہے وہ اپنے لوہو کا
میرے "اعضا" میں تجھ کمرے میاں
فرق ہرگز نہیں سرِ مو کا
راقم ہوتا نہیں وہ ہم آغوش
کیوں کہ ہو دور درد پہلو کا

حاضر ہے تیرے سامنے راقم ، کہ اس کو قتل
محرم بہ سب طرح سے ہے ، ہر یک نگاہ کا

ترے پیچھے مرا دل "اشک کی طرح
گیا ایسا کہ بھر ڈھونڈھا نہ پایا

-
- ۱ - ژلد (مط) اس کے بعد کی عبارت مط میں شامل نہیں ہے -
۲ - تیرے (مط)
۳ - ہوا دل (مخ)

جو چاہے گوہرِ مفسود اے دل
صدق کی طرح تو پاسِ نفس کرا

ہے زلف میں تری جاے عاشق
زنجیر ہے اور ہاے عاشق
اے عشق تو اس طرح مجھے مار
تا یار کہے کہ ہاے عاشق

کس کے گلے کا قطرۂ خوں ہے تیر زمیں
جوں لکھ آگئے ہیں گل اورنگ اب تلک

دیکھا نہ ہو جسے میں کوئی سرزمین نہیں
پر تھم دل ہو سبز جہاں سو کہیں نہیں
ستتے تھے ہم جہاں میں ہے اہل کرم کے ہاتھ
آیا جو دید میں تو کم از آستین نہیں

مرے سے لیے سے زاہد ، کریں توبہ سے گساراں
زہے وہ عمل کہ ہووے سببِ نجاتِ یاراں

اب ترے چشمِ گریاں کم نہیں
موجِ دریا ہے شکنجِ آستین
زلزلے کو ایک دم فرصت نہ دے
ہوئے دل میرا اگر زہرِ زمیں

۱ - یہ شعر مط میں نہیں ہے -

۲ - گلو کا (مط)

۳ - یہ مصرع مخ میں نہیں ہے اور مط سے ماحوذ ہے -

یاں تک قبولِ خاطر کیجے تری جفا کو
تا سب کہیں کہ راقمِ رحمت تری وفا کو

کیا بنسے ہے تو مرے سینہ صد چاک کو کل
سر فرو لا کے تنک اپنے گریبان کو دیکھ
معصیت میری بہت ہے کہ تری رحمت بیش
اپنی رحمت بہ نظر کر مرے عصیان کو دیکھ

کہنے کو ہے یہ بات کہ مقدور ہی نہیں
کام عاشقوں کا کچھ تجھے منظور ہی نہیں
کہتا ہے کون یہ کہ خوشی ہے جہاں کے بیچ
اس بات کا تو یاں کہیں مذکور ہی نہیں

مڑگان سے دل بچے تو ابرو کرے ہے ٹکڑے
یہ بات کہہ کے میں نے جب دل کی داد چاہی
کہنے لگا کہ ترکش جس وقت ہوئے خالی
تلوار بھر نہ کھینچے تو کیا کرے سیاہی
دیکھا میں رات جا کر احوالِ چشمِ راقم
برسات کی اندھیری پتلی کی تھی سیاہی

بیچوں ہوں میں آس پاس یہ دل نیم لگہ کو
اس پر بھی ستم ہے جو خریدار نہ ہوئے
من تصنیف راقم کہ غزل میرزا صاحب 'تضمین کردہ است' :

نخمس

لشو و کمالے باغِ جہاں سے رسیدہ ہوں
 شادابیِ ریاض سے دور آفریدہ ہوں
 فکرِ شہِ خزاں سے بہت آرمیدہ ہوں
 نے بابلِ چمن نہ کلِ نو دمیدہ ہوں
 میں موسمِ بہار میں شاخِ دریدہ ہوں
 یا رب مری کٹے ہے عجب طرح صبح و شام
 حیرت ہی میں گذرے ہے میرے تین مدام
 مطلب نہ غم سے مجھ کو نہ کچھ خرمی سے کام
 گریاں بہ شکلِ شیشہ و خنداں بہ طرزِ جام
 اس میکلے کے بیچ عبث آفریدہ ہوں
 مجھ سے تو بے دماغ عبث اے میاں ہے تیں
 گو سو طرح کی حسرتیں اس دل کے بیچ ہیں
 اظہارِ آس کا مجھ سے ہو کیا معنی اس کے ایں
 تو آپ سے زبانِ زدِ عالم ہے ، ورنہ میں
 اک حرفِ آرزو سو بہ لبِ نا رسیدہ ہوں
 سنتا نہیں ہے دردِ رعیت کا بادشاہ
 قاضی سو حسنِ دوست ، بتاں کو ہے آس سے راہ
 اور کوتوالِ شہر کی رشوت بہ ہے نگاہ
 کوئی جو ہو چھتا ہو یہ کس پر ہے دادِ خواہ
 جوں کلِ ہزار جا سے گریباں دریدہ ہوں

۱ - مطلب سے نہ غم سے مجھ کو نہ کچھ جور سے ہے کام (مخ - کذا)

۲ - 'سو' مط سے ماخوذ ہے -

آیا نہ، رحم تجھ کو، مرے حال پر کبھو
 پونہا نہ، تو نے آ کے مری چشم سے لہو
 دیوے گا کیا جواب خدا کے تو رو بہ رو
 کرتا ہے جا کے گل کی نڈلی چمن میں تو
 خون جگر میں میں بھی تو دامن کشیدہ ہوں
 بادل صفت نہیں مجھے آرام ایک ہل
 ہے مرگ میرے دم سے نہایت ہی متصل
 ملنا اگر ہے مجھ سے تو ظالم شباب مل
 غافل ہے کیوں ترا مری فرصت سے گوشِ دل
 اے بے خبر میں ڈالہ حلقِ بریدہ ہوں
 پوچھے ہے تو کبھو کہ، مرا رنگ کیوں ہے زرد
 کہتا ہے گاہ ہوں تو مجھے بھر کے آہِ سرد
 تو کون ہے جو ملتا ہے چہرے سے اپنے گرد
 میں کیا کہوں کہ کون ہوں - ودا بقول درد
 جو کچھ کہ ہوں سو ہوں، غرض آنت رسیدہ ہوں

۸۸ - محسن :

چند محسن ، محسن تخلص جوانی است نوخاست ، خلف الرشید
 میان حسن کہ خواہر زادہ خان آرزو است ؛ طبعش خبلی مناسب
 شعر افتاد ، اگر چندی مشق خواہد کرد بسیار مراتب خواہد
 گفت - این چند بیت ازوست :

۱ - آیا نہ تجھ کو رحم (مط)

۲ - طبعش (مط)

۳ - برتہ (مط) مرید (سخ) - تصحیح قیاسی -

یوسفِ مصر بھیجتا ہے کدوی
تجھ سے دلبر عزیز دلہا کو
حرفِ تیرے عقیقِ لب کا شوخ
زلہ کرتا ہے نامِ عیسیٰ کو

دورے کئے وہ کوہکن و قیس کے جو تھے
میرے جنوں کا اب تو زمانے میں شور ہے

مرا رنگِ رو اس قدر زرد ہے
کہ بیانِ زعفران زار بھی گود ہے
اگر شیخِ دوزخ میں گرمی ہے زور
میرے پاس بھی آک دمِ سرد ہے

بہتوں کا عاشقِ میں یاں کال ہو گیا ہے
اے دل ابھی سے تیرا یہ حال ہو گیا ہے
ٹک راہ پر تو آؤ اب میر کو ، کہ محسن
مانند نقشِ پا کے پامال ہو گیا ہے

تعزیتِ دارِ حسرتِ دل ہے
یہ جو گریہ کا جامہ آبی ہے
دل پر آہلہ مرا محسن
رشتہ آئینہِ حبابی ہے

اُس کے کوچے میں ہے کچھ نالہ شب کا چرچا
دیکھو تو کوئی میاں میرا تو مذکور نہیں

طبعِ نازک کو مری ہاتھ میں رکھیو تو کہہ میں
قیس و فرہاد سا دہقانی و مزدور نہیں

تنگ ابرو ہلی ، عاشقِ آلت گئے
تجھے 'تاوارے اے شوخ جس ہے

کیا جالیے وہ شوخ کدھر ہے کدھر نہیں
ہم کو تو تن بدن کی بھی اپنے خبر نہیں
آس دھت پر خطر کا میں باشندہ ہوں جہاں
آدم کا ذکر کیا ہے ملک کا گذر نہیں

اے دیدہ خائماں تو 'تو اپنا ڈبو چکا
اب روٹا' ہے کیا جو کچھ ہونا تھا ہو چکا
محسنِ سروں نہ میں تو بھلا کہہ کہ کیا کروں'
اک دل بساط میں تھا سو میں وہ بھی کھو چکا

دل مرا وابستہ ہر تارِ زلفِ یار ہے
ہے تو دیوانہ پر اپنے کام کو' ہشیار ہے
اور یہ عاجز سمھارا کچھ نہیں رکھتا ، مگر
جان برباب آمدہ حاضر ہے ، گر درکار ہے

۱ - تجھے (مط)

۲ - 'روٹا' کا وزن ہے

۳ - محسنِ سروں نہ میں تو بھلا جس کے لیا کروں (مط)

۴ - کام میں (مط)

لہ ہوچہ دخترِ رز کی تو مجھ سے کیفیت
لیے ہی جاتی ہے دل وہ چھنال آنکھوں میں

جان بہ لب ہوں میں نکل جاوے لہ بہ جان کہیں
دل میں حسرت ہی رہی جاتی ہے ، آ ، مان کہیں
کب تلک نزع کی حالت میں رہوں میں اس بن
ہو بھی اے مردنِ دشوار نک آسان کہیں

جس دن قری گلی سے میں عزم سفر کیا
ہر اک قدم پہ راہ میں پتھر جگر کیا

۸۹ - فغان :

اشرف علی خان المتخلص بہ فغانؒ ، ہم صحبت یارانِ حال -
چون او را یا احمد شاہ بادشاہ نسبت رضاعت بود در زمان

۱ - ولادت دہلی تقریباً ۱۱۱۴ھ ؛ وفات عظیم آباد ۱۱۸۹ھ -

۲ - مط میں فغان کا ترجمہ اس طرح ہے : ”کو کے خان ، اصل نام
وی سرزا اشرف علی است ، فغان تخلص می کند - در زمان سلطنت
میرزا احمد بہ منصب پنج ہزاری مفتخر و مباہی گشت - سابقہ سخن
سنجی درست دارد ، چنان چہ از سیاق و سباق کلامش پیداست -
چون در این ایام دارالامان ہندوستان گرو سید آفات و شاہراہ
بے تاب است بیاس آبروی خویش سفر ہنگالہ گزید و پانچا رخت
اقامت انداخت -“

مط میں شعر ۴، ۵، ۶، ۷ میں اور ماہرچہ ذیل دس اشعار زائد ہیں :

مے واسطے ساقی لہ میں یاں چشم تر آیا
دل دیکھتے ہی ابر کو ناچار بھر آیا

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر)

سلطنتش بہ منصب پنج ہزاری و خطاب کو کہ غانی اختصاص

(بھلے صلحے کا بقیہ حاشیہ)

نہ الفت ، نے محبت ، نے مروت
تری خاطر کوئی بدلنام کیا ہو

کہتے ہیں فصل گل نو چمن سے گزر گئی
اے عندلیب تو نہ نفس بیچ مر گئی

شانے کی کشمکش ہے کہیں دل میں ٹوٹے
یک عمر چاہیے تری زلفوں سے چھوٹے

کچھ مداومت بھی اے خونِ جگر لیکاں کی
تشہ مرنا ہے کئی دن سے یہ سہاں تیرا

عاشق کے دل سے ہو چھلے اس غم کو اے نغاں
الفت بری بلا ہے کسی کو خدا نہ دے

مفت سودا ہے ارے یار کہاں جاتا ہے
او مرے دل کے خریدار کہاں جاتا ہے

صبا ہر ایک گل سے ہو چھو و گلشن میں تو جا کر
گریباں چاک رہتا ہے نغاں اس کا سبب کیا ہے

نہ اے قاصد میں رو رو یار کو فریاد کرنا ہوں
ترا منہ دیکھ کر اپنے لکھے کو یاد کرتا ہوں

یاروں نے سن لیا ہے اسپری کے نام کو
پہچانتے ہیں یہ نہ نفس کو نہ دام کو

داشت و بعد انقضای زمان دولتش^۱ بد رنجش وزیر الملوک ثواب
غازی الدین خان بد خواری تمام از شهر برآمدہ خود را بد
عظیم آباد، پشد، رسانید۔ ناظم آن جا بد حقیقت حالش مطلع شدہ
با وی بد سلوک شائستہ پیش آمد۔ چنان چہ تا حال بد بیان
احوال در رفاقت اوست۔ حق تعالی سلامتہش دارد! ازوست :
کٹی تجھ یاد میں اس طرح راتیں بھر کی بڑیاں^۲
لکیریں آنکلیوں کی مٹ گئیں کتنے ہوئے گھڑیاں

شمع رو خلوت میں مت دے بار^۳ پروانے کے تئیں
اے ترے بل جاؤں^۴ میں کیا کم یوں جل جانے کے تئیں

دل میں کیوں^۵ درد ہے، واللہ اعلم!
رنگ کیوں زرد ہے، واللہ اعلم!
چشم کیوں غم ہے، خدا ہی جانے!
آہ کیوں سرد ہے، واللہ اعلم!

۱۔ ثواب عہد الملک غازی الدین خان نظام نے احمد شاہ بادشاہ کو
جون ۱۷۵۸ء مطابق رمضان ۱۱۶۷ھ میں تخت سے اتار کر
ہینائی سے محروم کر دیا تھا۔

۲۔ کٹی کس کس طرح یارب یہ راتیں بھر کی بڑیاں (مخ)
کٹی ہیں یاد میں اس طرح راتیں بھر کی بڑیاں (دیوان
نغان، مرتبہ سید صباح الدین عبدالرحمان، کراچی ۱۹۵۰ء)۔
۳۔ راہ (دیوان نغان)

۴۔ اے توے قربان (دیوان نغان)۔

۵۔ کیا (دیوان نغان)۔

۶۔ دیوان نغان کی روشنی میں مصرع چہارم، مصرع دوم کی جگہ
آئے گا۔

شکوہ تو کیوں کرے ہے ' مرے اشکِ سرخ کا
تیری کب آستیں مرے لوبو سے بھر گئی

رباعی

کر تو نے کی یارِ یاری ، ووں بھی گزری
ور ہم ' نے کی آہ و زاری ، ووں بھی گزری
سنتا ہے میرے یار تو راضی رہتا
یوں بھی گزری یاری ، ووں بھی گزری

۹ - غیباء :

میرضیاءؒ بشاہد ہرستی مشہور است و لیل و نہار ہا شاہدان
روزگار محشور ؛ ظاہر حالش آرامتہ تمکین و صلاح است یمن کن کہ
باطنش نیز بہ خیر و فلاح باشد ؛ ہر جا کہ ملاقات می نماید
بہ مردم بسیار بہ آدمیت پیش می آید - این چند بیت ازوست :

جنت کا مت دو مزدہ مجھ خاک میں رلے کو
آرام وان بھی معلوم ایسے جلے ہلے کو

جوں چنار اس جا نہ پھولیں ہیں نہ پھل لاتے ہیں ہم
جب مراد اپنی کو پہنچے ہیں تو حل جاتے ہیں ہم

۱ - شکوہ کرے ہے کیوں تو (دیوان لغات) -

۲ - دیوان لغات میں ور نہیں ہے -

۳ - میاں شبیاء الدین (تذکرۃ میر)

۴ - اس کے بعد کی عبارت مط میں نہیں ہے -

۵ - بہ مردم آدمیت (مخ) تصحیح قیاسی -

مغان ، مے خوار ، سب یاں سے داؤں کے کام لے آئے
ہیں تھے" نامراد ایسے کہ خالی جام لے آئے
۹۱ - قدرت :

دانش آگاہ ، شاہ قدرت اللہ ، از نابئر شیخ عبدالعزیز است
کہ مزار شریف ایشان پہلوی چہشتہ" کوشک واقع شہر کہنہ
است" - در عنفوان شباب چندی غیرہ کشی" کردہ بہ سودای
خدا ہزوی افتادہ و با اکثری از مشائخ روزگار در خوردہ ؛
اما چون کارہا در کرد تقدیر است او را از صحبت متبرکہ
این طائفہ" عالیدہ" کشاد کاری دست نداد ، آخر حال
بہ خدمت شاہ عشق اللہ کہ سر دفتر قلندران زمانہ" خود بودہ
ملاقات کرد و بہ مقتضای مناسبت مزاج در اندک مدتی کار خود
را بہ انجام رسانید" - بالجملہ او را حالتی شگرف حاصل است
کہ بیچ گاہ افات" ازان متصور نیست - باوضاع شتی می گزراند
و بہ یک طور مقید بہ می باشد" - بر احوال فقیر شفقت پا کند -

۱ - داؤں کا (مط)

۲ - ہمیں ہیں (مط)

۳ - قدرت دہلوی کا انتقال مرشد آباد میں ۱۲۰۵ھ کے ایک بھگ
ہوا (علی لطف) -

۴ - پہلوی چپ کوشک واقع است (مط)

۵ - چرکشی (مط)

۶ - با کثرت از مشائخ روزگار در خورد دارد (مط)

۷ - طائفہ (مط)

۸ - زمانہ بود (مط)

۹ - با تمام رسانید (مط)

۱۰ - اقامت (مخ)

۱۱ - مقید نیست (مط)

حق تعالیٰ سلامتیں دارد!

وہ دن آتا ہے کسی کو نہ کوئی یاد رہے
نامِ مجنوں رہے نے شہرۂ فرہاد رہے

ہاری خاکہ پر کہتی یہ ہلبی بے قرار آئی
ارے کس نیند سوتا ہے دوا نے آٹھ چار آئی

آئے کیوں کہ پاویں جہاں ڈھونڈھتے ہیں
کہ وہ بے نشان ، ہم نشان ڈھونڈھتے ہیں
منا کو ہے مزدہ اے نا امید
کہ وہ کس جگہ ، ہم کہاں ڈھونڈھتے ہیں

۹۲ - وحشت :

میرا بالحسن وحشت ، چاندی غزال روحش بہ چراگاہ وجود
مستانش گشتہ ، بہ صحرای عدم شتات :

میں تو شروع نزع سے کی تھی تجھے خبر
پہنچا تو اس گھڑی کہ مرا کام ہو چکا

۱ - مزدہ نا امید (مط) - مط میں اس شعر کے بعد ایک غزل کے جو
چار شعر درج ہیں وہ قائم کے ہیں اور غلطی سے قدرت دہلوی کے
ترجمے میں شامل ہو گئے ہیں - دوسرا شعر :

چشم جو عین وصل میں رہتی ہے تشنہ جال
ہجر میں ان سے انتظار ہوسکے ، یہ نہ ہوسکے
کلیات قائم میں اس طرح درج ہے :

چشم بہ رہ ہوں روز و شب جیسے میں ہجر میں تومے
اور سے تو یہ انتظار ہوسکے ، یہ نہ ہوسکے

کہہ گریہ' شب ، گہ میں آمِ سحری ہوں
جو کہیے سو ہوں ہر گرو بے اثری ہوں'

قاتل اگر کہے کہ سسکتا ہی چھوڑ دو
خنجر تو ایک دم کے لیے منہ نہ موڑ دو
شیشہ نہیں جو مول لے آئیں گے پھر اسے
پیارے یہ دل ہے ، اس کو سمجھ کر کے توڑ دو

کروں گا اس دوائے دل کی میں تدبیر آنکھوں سے
لگی ہے جنے موجِ اشک کی زنجیر آنکھوں سے'
مثالِ عکسِ آئینہ نکل جاتا ہے جی میرا
چھپی لک دور ہونے سے " تری تصویر آنکھوں سے

کہیں یہ جھوٹ دیکھا ہے ، تجھے جب میں بلاتا ہوں
صریحاً تو چلا جا ہے ، مجھے کہتا ہے آتا ہوں

رات کی تھی طرف ہی تجھ کو نگاہ"

جس سے ہو آشنائی کا رشتہ نہ توڑے
کھنتی ہے اس میں توڑ کے گر بھیڑ جوڑے

۱۔ مٹ میں اس غزل کا دوسرا شعر بھی ہے :

جس پاس میں جاتا ہوں سو منہ پھیرے ہے مجھ سے
گویا کہ میں گردِ قدم رہ گزری ہوں

۲۔ مخ میں یہ مصرع شامل نہیں ہے اور مٹ سے ماخوذ ہے ۔

۳۔ دور ہونے ہی (مٹ)

۴۔ مٹ میں یہ شعر نہیں ہے اور مخ میں بھی صرف پہلا مصرع ہے ۔

نسترن ہے ، گل ہے ، سوسن ہے ، گل اورنگ ہے
اے بہارِ باغِ نیرنگی یہ کیا کیا رنگ ہے

بید بچنوں کی طرح جتنی بڑھے ، گھٹتی ہے
شجرِ عمر کی بالیدگی معکوس ہے

۹۳ - سلام :

نجم الدین سلام محک سخن بود ؛ شعر را نیکو می فهمید -
بمراہ لشکر صفدر جنگ بہ اورب رفتہ ودیعت حیات سپرد ؛
حدیث زلف چشمِ یار سے ہوچھ
درازی رات کی بیمار سے ہوچھ

یقابو قسم ہے تمہیں میرے صبر کی
مسلخ میں بعدِ ذبح تحمل نہ کیجیو

۹۴ - [کاشی ؟]

لالہ کاشی ناٹھ متوطن قصبہؒ پٹالہؒ ، پسر نونہہ رای
نیش کاریست - از ناموزوں تا موزوںؒ فرق میتواند کرد ؛
مجھ دل کا اے طیب سمجھ کر علاج کر
مدت سے ہے یہ عشق کا بیمار دیکھنا

۱ - بے رنگی (مط)

۲ - بخ میں اس کے بعد "عمر" زائد ہے -

۳ - "راتہ" مط سے ماخوذ ہے - سن وفات ۱۱۶۶ھ ہو سکتا ہے -

۴ - پٹالہ (مط) -

۵ - "ناموزوں" بخ میں نہیں ہے اور مط سے ماخوذ ہے -

۹۵ - جولان :

میان رمضانی ، جولانِ نخلِ نص ، مردِ عزیر است در شیوہ
کہانداری خود را از اساتذہ برشمرد - گاہ گاہ بر سہیلِ ندوت یک
دو مصراعِ ریختہ موزوں می کند :

روہی ہیں رات دن خفا تجھ بن
جیویں گے ہم سے شطص کیا تجھ بن

نرم لونڈے کی بٹی صورت کڑی
رانگ کی تلوار یہ کن نے گھڑی

۹۶ - عارف :

چند عارف رفوگر ، در فن خود کم ہمتا و بہ رنگ سوزن
الگشت نما است : از پیوند بیکان سر و شستہ سخن سراں بہ دست
وی اتادہ :

ہزاروں معنی باریک آویں دل میں اے عارف
اگر زلفِ سیہ کا پیچ منہ پر آس کے کھل جاوے

۹۷ - بسمل :

آہنگ سخن سراں دارد اما از کم بغلی وہی بضاعتی
در گرو - عاجز بیاں می باشد : جیزی کہ در دل او ہرزند

۱ - لڑکے (منہ) -

۲ - مط میں عارف کا ایک اور شعر بھی ہے :

دخترِ رز سے کہہ کہہ اس سے ملے
ورنہ عارف ایم کھانا ہے

۳ - آہنگ سخن گوئی (منہ) -

۴ - از دم بضاعت در کرد عاجز بیاں است (منہ) - بخ میں
'بی بضاعتی در درد' عاجز بیاں می باشد ہے - تصحیح قیاس -

برای افکار و فکری تواند آورد - این یک بیت بہ نام او شنیہ شدہ :
 لمہو پی رہ گیا ہسمل ، وگرنہ
 ملاقاتا اپنے تئیں وہ خاک و خون میں

۹۸ - شاعری :

خود را شاگرد ہسمل می گوید اما شعرش از استاد بسیار
 مراتب است :

جاتی نہیں ہے اُس سے قوی فکرِ زلف و رخ
 شاعری کو روز و شب ہے ترا ذکرِ زلف و رخ

۹۹ - ہمرنگ :

دلاور خان نام ، برادر حقیقی میان یک رنگ است -
 مزاجش " پیرایہ " سادگی دارد - اکثر حرف ہای ناشعردہ برگزاندہ
 چون قریب بندہ خالہ تشریف دارد ، گاہ گاہ اتفاق ملاقات
 می شود - خدایش زندہ دارد !

خط مرا اُس نگار نے نہ پڑھا
 کیا لکھا تھا کہ یار نے نہ پڑھا

۱ - بسیار برتر است (مط) -

۲ - "یک دل تخلص دلاور خان مرحوم است - وی برادر کوچک سیستانی خان
 یک رنگ و از شعرائ صاحب فرہنگ و صاحب دیوان و پاکیزہ
 بیان بود - گویند کہ در بدو حال ہمرنگ تخلص می نمود اما
 از بزرگی اللہ بدریافت رسیدہ کہ تخلص بے رنگ بود - تحتل کہ
 بہ ہر سہ تخلص متخلص شدہ باشد -" (تاسم)

۳ - مزاج او (مط) -

۴ - اس کے بعد کی عبارت مط میں نہیں ہے -

۵ - نگاہ (مخ) -

میں تو لکھا تھا اس کو خط ہر رنگ
اس تغافل شعار نے نہ پڑھا

۱۰۰ - بیدار :

میاں بیدی بیدار ، از خوابان روزگار است - فہمی گداز و گداز
دارد و از چندی تغیر لباس کردہ باستغنائی کمام بسر برد - پا فقیر
آشناست :

صفا لباس و کوہر سے فزوں ہے تیرے دلدان کو
کیا تجھ لب نے ہم رنگ خجالت لعل و سر جان کو

۱۰۱ - [تقی] :

میر گھاسی از یاران میر مجد تقی است - اخی از اسلوب
سخن طرازی آگہ است : اکثر فکر شعر مرثد کند و گداز کہ یک دو
بیت ریختہ نیز سرانجام دہد - ابن مطہ از نتائج فکر است :
تو ہو اور باغ ہو اور زمزمہ کرنا بلبل
تیری آواز سے جیتا ہوں ، نہ مرنا بلبل

۱۰۲ - عشاق :

جیون سل کھتریست ، عشاق تخلص می کنند - میر محمد تقی
او را ذوی الحبیبی (گداز) گوید چہ در حرف ہند کہ عبارت از

۱ - متوفی ۱۰۲۰ھ بمقام آگرہ -

۲ - 'پا فقیر' آشتیست مط میں نہیں ہے -

۳ - یہ شعر 'دیوان بیدار' مرتبہ جلیل احمد قدوائی (الہ آباد ۱۳۰۷ھ) میں درج نہیں ہے -

۴ - سید مجد تقی ، نقی دہلوی المعروف بہ میر گھاسی (لذکرہ
میر حسن و گلزار ابراہیم وغیرہ) -

۵ - اس کے بعد کی عبارت مط میں نہیں ہے -

۶ - او را عشاق ذوالاجبی گوید (خط) عشاق ذوالجہنی ؟

مردم اردو است عشاق زن باز را گویند کہ بنایافت
شوبر از ... کاشی کہ عبورہ مشہورہ است اطاقی نائره شہوت
کند۱ - اکثر ہر گفتن شعر ریختہ و فارسی اشتغال دارد و سلیقہ۲
سخن سنجی از تخلص وی پیدا است :

سرمہز خط سے دونا ہوا حسن یار کا
آخر خزاں نے کچھ نہ آکھاڑا۳ پھار کا

۱۔ ۲۔ رسوا :

آنتاب رای نام ، جوہری پسر بود ، شوریہ کی دماغ عرقہ
اتم داشت ۔ اصلاً مقید ملت نہ بود۴ ، از ہر جاکہ چیز ہم می رسید
می خورد ، و اکثر سیاہی تانہ ہر چہرہ مالیدہ ، مست شراب
در ڈولی نشستہ بکوچہ و بازار شہر می گردید ۔ خیل خیل مردم
حفا صورت عجیب و غریب ملاحظہ نمودہ ہمراہ او می گشتند ۔
مدت چند ماہ است کہ بہ ہمیں احوال از جہان رفت ۔ این چند
بیت ازوست :

فقی سے ووں گئے ہم اور چمن میں جائے نہیں
آڑی تو ہر نہیں رکھتے ، چلیں تو ہائے نہیں۵

آرام تو کہاں کہ تنک سو کے چپ رہوں
آنسو بھی نہیں رہے کہ بھلا رو کے چپ رہوں

۱۔ کہ بنایافت ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ شہوت کند۱ مط میں نہیں ہے ۔

۲۔ اوبازا (مط) ۔

۳۔ اصلاً مقید نبود (مخ)

۴۔ مخ میں یہ مصرع شامل نہیں ہے اور مط سے ماحوذ ہے ۔

وسل میں بے خود رہے اور بجر میں بیتاب ہو
اس دوائے دل کو رسوا کس طرح سمجھائیے

ہر کلی میں گر ہڑے ہیں مست ہو دیوار و در
ابرِ رحمت ہرستا ہے یا ہرستی ہے شراب
۱۰۴۔ فرحت :

فرحت اللہ نام^۱ ، از اولاد قاضی مفاہر ، خلیفہ شاہ بدیع الدین
مدار است ۔ دلش از دست زلفان سیدہ ستم رسیدہ و سودای معنبرین
در دماغش پیچیدہ^۲ ۔ کہ گاہ در مجلس مراختہ کہ اخراج این لفظ^۳
ہر وزن مشاعرہ است ، بہ نظر می آید و بسیار جوش و دل گرمی
می نماید :

بار آٹھ گئے جہاں سے ، اغیار رہ گئے^۴
جائے رہے چمن سے گل اور خار رہ گئے^۵

نہیں ہے قدر تری دو جہاں میں اے فرحت
کسوی چشم سے جون اشک تو کرا تو نہیں

اوسے ہے صبا تجھ میں تو کچھ اور ہی ہو آج
سچ کہہ^۶ تجھے سوگند ہے ، آتی ہے کندھار سے

-
- ۱۔ شیخ فرحت اللہ فرحت (مط)
 - ۲۔ دلش از دست حریفان بہر ستم رسیدہ و سودای مفرط در دماغ پیچیدہ است (مط)
 - ۳۔ کہ اختراع این (مط)
 - ۴۔ اغیار آٹھ گئے (مخ)
 - ۵۔ جائے رہے چمن سے گل خار رہ گئے (مخ)
 - ۶۔ سچ کر (مخ)

تو کائنات میان ہم نے کیا کیا ہوگا
 یہی مگر کہ 'دل اپنا تجھے دیا ہوگا'
 جو کچھ کہ ہم سے کسو نے کہا ہے جھوٹ کہا
 مرا برا ہو اگر میں نے کچھ کہا ہوگا

سری لوحِ مزار اوپر لکھانا
 کوئی دل کو کسو سے مت لگانا

۱.۵ - ہادی :

میر ہادی در کمال سعادت سرشتی^۱ و لیک ہادی ، از
 قدیمان عنایت اللہ خان کشمیری است - دین ایام بد قرب
 وزیرالہمالک نواب شازی الدین خان پایہ امتیاز دارد ، اکثر در
 انجاء حاجات خلانق کوششہای بلیغ بکار می برد - ایات
 دیوانش قریب ہفت صد بیت از نظر گذشتہ ، بعد یک دو ورق
 شعر بامزہ می برآید :

صدقے ترے ہو کے مر گئے ہم
 کرنا تھا جو کچھ سو کر گئے ہم
 خندان خندان پھرا جیدھر تو
 گریان گریان آدمہر گئے ہم

۱ - یہی مگر نہ (مط)

۲ - کیا ہوگا ؟

۳ - "عبدالہادی ، ہادی شاہ جہاں آبادی" (طبقات الشعرا از شوق)

"میرجواد علی خان، ہادی غلص" (قاسم و سرور وغیرہ) - قاسم

نے انہیں زندہ لکھا ہے جب کہ سرور اور شیفقہ نے ان کا

سن وفات ۱۲۱۵ لہر دیا ہے -

۴ - پرستی (مط)

کہنے ہیں مسیح جس کے لب کو
بادی آئے دیکھ کر کئے ہم

نامے کو تو لے گیا ہے فاسد
دل دھڑکے ہے کیا جواب آوے

۱۰۶ - عقل :

رای سنگھ نام ، عرف بیاجیو ، - مردی سپاہی پیشہ ، متوطن
پنجاب ، از آشنایان قدیم میرزا صاحب^۱ است - طبع موزون دارد -
گاہ گاہ یک دو مصراع ریختہ فکر می کنند^۲ - چون فقیر قصد نوشتن
این بیاض کرد در فراہم آوردن اشعار مردم کوشش بلیغ بکار
برد ؛ شاید کہ اگر از اعانت این بزرگ نمی بود ، سرانجام این
کار از ہمجو من بے دماغ صورت نہ می بست - بہر حال مرد
عزیز است - خدایش زندہ دارد! ازوست :

نہ بس اپنے سے کیا آس کو میں رخصت عاقل
جب مرا بس نہ چلا تب میں خدا کو سونپا

سخت مشکل ہے میان تیری کمر کا جھکڑا
دل ہوا آنکھوں سے اب دست و گریبان میرا

جب وہ کرتا ہے آن لبوں کا وصف
عاقل آس وقت لعل آگلتا ہے

۱ - عادل کی عرفیت مطبہ میں درج نہیں ہے -

۲ - یعنی مرزا سودا -

۳ - اس کے بعد کی عبارت مطبہ میں نہیں ہے -

۱۰۷ - عزلت :

عبدانولی نام ، متوطن سورت ، مریدی فاضل و عالم ، از لبائر حقیقت آگاہ شاہ عزیز اللہ سورتی است ۔ باوجود آبادی ظاہر بہ تعمیر باطن مشغول است ۔ در عہد سلطنت میرزا احمد بدار الخلافت تشریف داشت ۔ شاعر دوستی در مزاج او بمرتبت اتم بود بلکہ برای مناسبت این طائفہ گاہ گاہ خود ہم دو بیت موزون می کرد ، چنانچہ این چند شعر ازوست :

یہ ہوجھو یہ بگھولا ہے ترا ہم قول صحرا میں
یہ خاکِ حضرتِ مجنوں ہے ٹانوا ڈول صحرا میں
پیادوں کے کلوں سے ہوئے رنگ درد آتی ہے
اری ہلیل چمن سے دل آٹھا اب ہول صحرا میں

سدا ہمارے گل کہاں کر کر یہ سوئے گلستان اپنے
گئی ہیں بلبلیں کیدھر چلا کر خانماں اپنے

۱ - شاہ عبدالولی عزلت سورتی ، ابن سید سعد اللہ : ولادت سورت ۱۱۰۳/۱۶۹۲ع ؛ ولادت حیدرآباد ۱۶ - رجب ۱۱۸۹ مطابق ۳ - اگست ۱۷۷۵ع (دیوان عزلت ، مرتبہ عبدالرزاق قریشی ، بمبئی ۱۹۶۲ع)

۲ - ۱۸ - اپریل ۱۷۳۸ع تا ۲ - جون ۱۷۵۳ع -

۳ - مرا (مط)

۴ - مط میں یہ شعر اور 'دیوان عزلت' مرتبہ عبدالرزاق قریشی میں یہ دونوں شعر شامل نہیں ہیں (پہلا شعر مط کے حوالے سے 'ضمیمہ' میں درج ہے)

۵ - خانماں اپنا (مخ) دیوان عزلت مرتبہ عبدالرزاق قریشی میں یہ (تغید حاشیہ آگے صفحہ پر)

جس خوش نگہ کو دیکھو غفلت کی لیند لیوے
میں بخت خفہ شب کا افسانہ ہو رہا ہوں'

یہ جز وفاتِ تنہائی ، آسرا نہ رہا
سوائے کسی اے وائے کوئی مرا نہ رہا'

آس کو پہنچی خبر کہ جیتا ہوں
کسی بد خواہ سے سنا ہو گا'

نخلِ امید ہے وفاؤں سے
دل سلامت بھرے تو پھل پایا

(پہلے صفحے کا بقیہ حاشیہ)

شعر اس طرح ہے :

سدا ہارے گل کہاں سونے بڑے ہیں گلستاں اپنے
کئی ہیں بدلیں کیدھر جلا کر آشیان اپنے

۱۔ دیوانِ عزلت میں یہ شعر شامل نہیں ہے ؛ ضمیمہ میں لکات الشعرا ،
غزون لکات اور عیار الشعرا کے حوالے سے درج کیا گیا ہے ۔ مط
میں اس کے بعد ایک شعر زائد ہے :

دل میں رندوں کے بہہولا ہوا عامۂ شیخ

یا رب اس یزم سے یہ زہر کا مکڑ جاوے

۲۔ سوائے ہیکسی اب اور آشنا نہ رہا (دیوانِ عزلت)

۳۔ کسی دشمن سہتی سنا ہو گا (دیوانِ عزلت)

۴۔ رہے (مط)

۱۰۸ - تجرد :

میر عبداللہ تجرد ، شخصی است در دکھن ، ہندہ از
احوالش خبر نہ دارم ، زبانی میر عبدالولی کہد احوالش گذشت
معلوم می شود کہ شاگرد من است :

تجہ رو میں لطف ہے سو ملک کو خبر نہیں
خورشید کیا ہے ، اُس کے فلک کو خبر نہیں

۱۰۹ - [بہید] :

میر میران نیز شاعر دکھن است ۔ ابن دو شعر بنام او
در بیاض میر عبدالولی مسطور نوشتہ یافتہ و دیگر احوالش معلوم
فقیر نیست :

آہ گر باغ میں وہ سرو خراماں گذرے
اشکِ قمری سے گلستان میں طوفاں گذرے
بس کہ ہے آتشِ غم نیز درونی میں مری
تاو کہِ نازِ ترا دل سے سوزاں گذرے

۱ - میر اور قائم دونوں کی روایت یہ ہے کہ یہ شاہ عبدالولی عزلت
کے شاگرد ہیں ۔ روایت بالنظر کے الفاظ سے یہ وہی اشتباہ
ہوسکتا تھا کہ یہ میر یا قائم کے شاگرد ہیں (شاگرد من است)
لیکن کردیزی نے اس بات کی صراحت کر دی ہے کہ یہ
عزلت کے شاگرد ہیں ۔

۲ - 'میر میران' مخ میں نہیں ہے اور مخ سے ماخوذ ہے ۔ قائم کو
ان کی وطنیت کے بارے میں تسامح ہوا ہے ۔ ان سے متعلق قاسم
کا بیان زیادہ واضح ہے : "بہید.....تخلص ، میر میران مخاطب
یہ سید نواز خان خلف الصدیق سید مرثضیٰ خان سفیر والی
اہران ، برادر نواب معتمد خان مرحوم است ۔"

(مجموعۂ نغز جلد اول صفحہ ۱۱۳)

۳ - نیز درونی میری (مط)

۱۱۰ - نثار :

میر عبدالرسول نثار ، از سر آغاز آگہی بقافیہ منجی مشغول
است ۔ پرخ ازلن در دہلی بہ سہابی پیشگی می گذرانند ، درین
ایام بہ سابقہ آشنائی سادات آنجا بہ طرف امریہ رات :
ٹک دیکھ تو چمن کا کیسا ہے ڈھنگ تجھ بن
منہ سے اڑا ہے گل کے کاشن میں رنگ تجھ بن
وان گل رکھے پھرے ہے دستار پر تو اپنی
یاں سر بہ عاشقوں کے پڑتے ہیں سنگ تجھ بن
پر سمت صد تمنا تڑپھے ہیں خاک و خون میں
ہے صحنِ خالد میرا میدان جنگ تجھ بن

اکثر ہیں دل فکار و لیکن نہ اس قدر
کتنے ہیں بیقرار و لیکن نہ اس قدر
سوانہا ہے تو نے قتل مرا غیر کے تئیں
ہوں تو گناہ کار و لیکن نہ اس قدر

عاتق سے ان جامہ زیبوں کے لکل جاویں گے : م
یہ گریبان دامنِ صحرا کو دکھلا دیں گے : م

۱ - نیاز (مخ)

۲ - یاں عاشقوں کے سر پر (مط)

۳ - مط میں اس کا مقلع بھی ہے :

گھر بار ، جان و مال میں اس پر لٹا دیا
کرتے تو ہیں نثار و لیکن نہ اس قدر

جی کرتے نثار اس پہ ڈروں ہوں میں کہ وہ شوم
اس بھی حرکت سے کہیں مجھ سے بیزار نہ ہووے'

۱۱۱ - اکرم :

خواجہ اکرم مردی لیکو سیرت است' ، اکثر رقعات برویہ
پسر میر جعفر' بر طرازد و گاہ گاہ غزل ریختہ نیز فکر می کند ۔
چون او را بر نوشتن این بیاض اطلاعی دست داد' یک قطعہ
متضمن بر تاریخ کہ بعد ازین سرقوم خوابد شد موزون بمودہ ،
مع دیگر ایات خود پیش فقیر آورد ، و از انجا کہ مادہ تاریخ
مناسب نام کتاب بود ، بناء علیہ بہ پان اسم موسوم نمود ۔
قطعہ مذکور :

فاطم رکھے ہمیشہ خدا تیرے نام کو
کرتے سے ذکر خیر کے ہے موجب نجات
تاریخ اس کتاب کی میں نے کی' جب تلاش
پہر خرد نے مجھ سے کہا 'مخزن نکات'
۱۱۶۸ھ

ایک بار مراے دیر میں زاہد اگر آوے
میں جانوں جو مسجد کی طرف پھر نظر آوے

۱ - یہ شعر مط میں نہیں ہے ۔ 'مجھ سے' اضافہ قیاسی ہے ۔

۲ - مردی است لیکو سرشت (مط)

۳ - برویہ میر جعفر (مط)

۴ - چون بر نوشتن این بیاض او را وقتی حاصل شد (مط)

۵ - کی میں نے (مخ)

۶ - مخ میں ۱۱۶۷ھ درج ہے ، لیکن اس مادے سے ۱۱۶۸ھ میں

برآمد ہوئے ہیں ۔

صبا کہہ شوخ کی باتیں ترے پیغام کے صدقے
نہیں بوسے سے کم لذت ، میں اس دشنام کے صدقے

فصل گل میں بے سبب نہیں بلبلیں کرتی ہیں دھوم
ہر ورق ہر گل کے اُس کے ناز کی تحریر ہے

نالے سے میرے "کوہ" بھی ہووے تو گل سکے
ہر اپنی دلی سے تری کچھ نہ چل سکے

۱۱۲ - سلیمان :

سلیمان نظاریافتہ میر عبدالحیؒ است : از بدو حال تا سر آغاز شباب
بخدمت او می گذراند - چون آن مہ تابان از فیرنگی سپہر رنگاری
در پردہ کسوف فنا متوازی گردید ، این باہا چندی بہ تلاطم
حوادث ساختہ آخر بہ کثارتہ تالاب فرید آباد اقامت گردید :

۱ - فصل گل میں بے سبب بلبلیں نہیں کرتی ہے دھوم؟

۲ - نالے میرے سے (مط)

۳ - سلیمان کے بارے میں علی لطف رام طراز ہیں : "وہی سلیمان

کہ بالفعل شاہ سلیمان کر کے معروف تھا اور ادا کرنے میں واہ و

رسم درویشی کے بہ شدت مصروف ، اس سور ضعیف نے عالم

بیری اس کا ۱۰۰...۷۰... تھے کہ بلند لکھنؤ میں دیکھا -

اگرچہ ریش سفید اور قد خمیدہ رکھتا تھا لیکن اس کے انداز سے

یہ معلوم ہوتا تھا کہ اس نے کسی وقت میں بڑے بڑے گردن

کش سوئے کے ناکے سے نکالے ہوں گے ۔" (گاشن ہند، صفحہ ۸۲)

۴ - میر عبدالحیؒ تابان (مط)

۵ - چون مہ آن تابان (مخ)

۶ - چندی حوادث بہ تلاطم ساختہ (مخ)

۷ - گردند (مخ)

چودھری آن جا پر حقیقت حالش اخلاص یافتہ بہ سلوکی کہ شایان خدمت باشد پوش آمد ۔ چنانچہ تا حال بہ لباس فقر پان جائگاہ^۱ بسر می برد :

بجھ سے ظالم سے ملا ، دیکھ تو طراری دل
کچھ بھی دھڑکا نہ کیا ، بل بے جگر داری دل

۱۱۳ - زار :

مغل بیگ ، زار تخلص ، از یاران میر محمد تقی است ۔ باوجود کم بضاعتی و لوشقی طرز کلاش خالی از انداز نیست :

مشہور تھے جو نالے میرے گلی میں آس کی
کوئی اور بھی جو رونا ، سمجھا کہ زار ہو گا

۱۱۴ - مائل :

میان مائل ، ہمدی نام ، اصلش دارالخلافت شاہ چہان آباد است ۔ باوصاف حدیدہ و اخلاق پسندیدہ اتصاف دارد ۔ او را در سخن سرانی طرز مخصوص است و از انجا کہ شعر خود از نظر شاہ قدرت اللہ قدرت^۲ می گذراند ، بہ پرتو صحبت آن پگالہ زمانہ آتش شوق بدکاشانہ باطنش جلوہ افروزد :

اتنا میں سر کے دل سے کرے دور ہو گیا
اک دن بھی آ کے تو نہ سرگور ہو گیا
مائل کرے کہ کب تیر گلی کا آس کی ٹنگ^۳
آس بے ادب کا اب تو بہ دستور ہو گیا

۱ - جائگاہ (مط)

۲ - سخن طرازی (مط)

۳ - شاہ قدرت اللہ خاں (مط)

- "آس کی ٹنگ" مخ میں نہیں ہے اور مط سے ماخوذ ہے ۔

جلوہ کرنے ملے ہیں تو اے جانا نہ تھا
 دیر بھی دیکھا تو تیرا خاص خلوت خانہ تھا
 حال کہنے کی نہ دی گریہ نے فرصت رات تو
 آج بھر کہہوا آئے' مائل وہ کیا افسانہ تھا

غلط کہے ہیں کہ معشوق زر سے ملتا ہے
 کرے ہے کام محبت سو زر نہیں کرتا
 بتوں سے مل کے گنوا تا ہے دین و دل مائل
 یہ کافر آہ خدا کا بھی ڈر نہیں کرتا

لالے کو ہم نے ضبط کیا ناصحا تو کیا
 منہ سے تو رنگِ زرد چھاپا نہ جائے گا

اشک کی طرح گرا جب تو پھر آئینا معلوم
 میں وہ افتادہ نہیں ہوں کہ سنبھل جاؤں گا
 غیر کے پاس کھڑا تھا ، میں کہتا 'جا یاں ہے'
 کہنے لاکا کہ تجھے کیا ہے بے چل ، جاؤں گا

تو تو مجھ پر ایک دم غصہ ہو پھر روتا رہا
 شمع کی مانند ساری رات میں روتا رہا

۱ - رات کو (مض)

۲ - آج بھر کہہ اس سے (سیخ)

۳ - 'نالہ گو' بھی بڑھا جا سکتا ہے ۔

۴ - مض میں اس غزل کے تین شعر ہیں : یہ شعر زائد ہے :

کیوں نکالے ہے مجھے ہر کھڑی اپنے گھر سے

میرے رہنے سے تجھے کیا ہے غلغل ، جاؤں گا

ہے قسمت جو تجھ دید سے دور رہنا
تو جہتر ان آنکھوں سے ہے کور رہنا
اگر یاد میں آس کی گویاں نہ ہو ویں
انہی ان آنکھوں میں ناسور رہنا

کہتے نہ تھا میں رہائی کی کچھو نہ ہوس
نفس سے چھٹ کے کچھ اے سرخ ناتواں دیکھا

معلوم کچھ نہیں دل غم غوار کی خبر
کہا جانیے کہ کیا ہے مرے بار کی خبر
بازارہوں نے گو تجھوے کچھ کچھ کہا تو کیا
کب معتبر ہے کوچہ و بازار کی خبر

کیا کیا کہوں میں تجھ سے دل زار کی ہوس
مشہور ہے جہان میں بیمار کی ہوس
ہونے دے قیمت آگے ہی، اے دل بکا نہ جا
دیکھیں کہاں تلک ہے خریدار کی ہوس

۱ - نہ ہوں میں (مخ)

۲ - اسی ردیف و قافیہ میں ایک مطلع مط میں زائد ہے :

میان تو اس آزار سے دور رہنا

ذرا اپنے بیمار سے دور رہنا

۳ - یہ شعر مط میں نہیں ہے -

۴ - مط میں اس غزل کا مطلع بھی ہے :

ہو جا نہ رفتہ رفتہ آپ عشق کلرگر

مالل شباب اے تو اس آزار کی خبر

عجب صحبت برار آئی ہے ان دونوں کی آپس میں
جدا یک دم نہیں رہتے جہاں ہو گل وہیں بابل

سب یار ہیں تمھارے ، اخیار ہیں تو ہم ہیں
آنکھوں میں یاں سبھوں کی اک خار ہیں تو ہم ہیں
چنگا بھلا ہے 'نو تو ہمارے قوی ہلا ہے
آزار ہے تو ہم کو ، بیمار ہیں تو ہم ہیں

پیائے صافیا دے مجھ کو بخور پور جام کشن میں
کہ دونا لطف رکھتی ہے 'مے گل قام کشن میں
مجھے آم و فغان ان ہم صنبروں کا خوش آیا ہے'
وگرنہ مجھ سے دیوانے کا ہے کیا کام کشن میں

قالے میں شب کے فرض کیا میں اثر نہیں
اے ام صبح تو بھی تو کچھ کارگر نہیں
مائل سے یارو مردِ مسلمان یہ یہ سنم
اللہ کا بھی اس بتِ کافر کو ڈر نہیں

کچھ تعجب نہیں کر مر گیا سائل تیرا
بار' کیا لگتا ہے انسان کے سر جانے کو

کہتا نہ تھا میں باز آ ہر دم کی اس ہنسی سے
آخر گیا نہ ظالم اک بے گناہ جی سے

۱ - رکھے ہے (مط)

۲ - آتا ہے (مط)

۳ - یار (مط)

ہے وان کثرت سے پروانوں کی فالوس
جہاں وہ شوخ شمع الجمن ہے

دل بجاں عشق میں کچھ لطف و طرحداری ہے
ترے سر کی سون سری جان بڑی عواری ہے

ہاں دیکھو آئینہ تم وان منہ پہ آرسی رکھ
بیار کی تمہارے کرتے ہیں دم شہاری

مارا مجھے تو فکر نہ کر گو کہ یہ تو بات
مشہور ہے کہ مار کے پیچھے سنوار ہے

۱۱۵ - ممتاز :

واجب الاعزاز ، حافظ فضل علی المتخلص بہ ممتاز - یہ بلند
انطریق موصوف و معاملہ دانی معروف است -

رباعی

ممتاز کہ ہے تمام ایکہ عجز و نیاز
دل کش ہیں ملاقات کی آس کے انداز
تنہا نہ آئے فن سخن میں ہے دست
ہر فن میں پہ فضلہ تعالیٰ ممتاز

-
- ۱ - یہ شعر مط میں نہیں ہے : مخ میں دوسرا مصرع مہمل اور
ساقط الوزن ہے : تصحیح قیاسی کی گئی ہے -
۲ - 'مارا' مط سے ماخوذ ہے -

و از آن جا کہ خلاصہٴ طبیعتش مائل فقر و قناعت است باعتبار
 حیثیت^۱ یا فقیر مؤلف نسبتی خاص دارد - الٰہی حق استعداد^۲
 از نعمت کولین نصیبش باد!

جست و جو ہے یہ خوشی باتہ اٹھایا ہم نے
 ورنہ کسی چیز کو ڈھونڈھا کہ نہ پایا ہم نے

جان تو حاضر ہے اگر چاہیے
 دل تجھے دینے کو جگر چاہیے^۳

۱۱۶ - آرام :

رای ہرم ناتہ نام ، خلف الرشید رای بشن ناتہ از قوم
 کھتری است - ظاہر حالش چون طبیعت خویش موزون و موزونی
 طبعش از خوبی ظاہر افزون - غلطاط ہی نظیر و کائنات عظیم المثال
 است - والد شریفش کہ^۴ پیشکاری دیوان تن دارد چون این
 عزیز را در واری معاملات بہ از خود دیدہ در حین حیات
 ولی عہد خویش گردانیدہ است - غزل فارسی بہ کمال تازگی و
 ہرکاری نکر کند و گاہ یک دو بیت ریختہ نیز سرانجام دہد :
 ان بولنا^۵ سجن کا میٹھا لکھے ہے جی کو
 خاموشی آن لبوں کی گپ چپ کی ہے مٹھائی

۱ - 'باعتبار حیثیت' مط میں نہیں ہے -

۲ - موافق استعداد (مط) -

۳ - مط میں ممتاز کا ایک شعر زائد ہے :

عشق کے غم سے کوئی عین ملدم نہ سمجھ

یہ عجب طرح کی شادی ہے اسے غم نہ سمجھ

۴ - دو (مط) -

۵ - وہ بولنا (مط) -

۱۱۷ - آشنا :

لختی از سخن طرازی آشنا است - بعضی اشعار از نتائج
فکرش ہم رنگ و تہہ دار می برآید :

چو کوئی کہ چشمِ تر نہیں رکھتا
دردِ دل سے خبر نہیں رکھتا
کس طرح دل میں جا کروں اُس کے
نالہ میرا اثر نہیں رکھتا
آشنا کے تو حال سے ظالم
اک ذرا بھی خبر نہیں رکھتا

گہو تو سہریاں ہو ہم یہ اے بت
کہ آخر ہم بھی ہیں بندے خدا کے

جوں نگیں مجھ کو رکھ تو سینہ فگار
کہ ترا اس میں نام ہوتا ہے

عشق ہے ، خوب نہیں اتنی بھی جلدی اے دل
دیکھ 'نو بھی تو' گرفتار کہاں ہوتا ہے
آشنا حیف تری قدر نہ جانی اُن نے
ورنہ تجھ سا تو وفادار کہاں ہوتا ہے

نہیں معلوم کس کے غم میں ہے یہ بے قرار اتنا
نہ پایا اس دل بے تاب کا کچھ مدعا ہم نے

۱ - غالباً یہ میر زین العابدین عرف میر ثواب ہیں جو کردیزی ہیں

احباب میں تھے ۔

۲ - دیدہ تولیے تو (معا) ۔

۳ - 'دل بے تاب' معا سے ماخوذ ہے ۔

آشنا کیا بنے گی آخر کو
تجھ سے خانہ خراب کی صورت

عالم میں جو کوئی ہے 'فالان' ہے تجھ سے
ہاتھوں سے تیرے شکوہ ظالم کہاں کریں ہم

آشنا ، وہ نہ ہووے گا قرا
باد رکھیو تو عاشقوں کی بات

۱۱۸ - سید :

میر یادگار علی ، سید تخلص ، جوانی است سپاہی پیشہ از
سادات قصبہ 'ہادر پور' کہ از مضامین ضلع میوات است - طبع
موزوں دارد - اکثر غزل ریختہ فکر کند ، و ازان جا کہ متصل
فقیر خانہ می باشد ہمیشہ اتفاق ملاقات می شود - خدایش زندہ
دارد!

خدا کے واسطے صیاد نہ کر اب تو دام اپنا
کہ کشن سے لیا ہے تو نے خاطر خواہ کام اپنا

شورشیں باقی ہیں دل میں تس پہ آتی ہے ہمار
دیکھیے کیا کیا شگونی اب کے لاقی ہے ہمار

کیا اب امید کراں وصل کی مرنے مرنے
عمر تو کٹ گئی دکھ بھر کے بھرتے بھرتے

۱ - ہے جو کوئی (مط) -

۲ - یہ شعر مضمون میں نہیں ہے -

۳ - کہ مشہور (مط) -

۴ - باشد (مط) -

کیا کہوں اپنے میں منحوس طالع سے کہ چغہ
اوتا ہے سرے ویرانے میں ڈرتے ڈرتے

میاں سرمایہ اپنی مغلسی کا
یہی اک ذل تھا سو تیری نظر ہے !

۱۱۹ - [مجنوب] :

اور بصر میاں غلام حیدر ، خلف الرشید حضرت تم میرزا صاحب
است - طبع سلیم و فہم درست دارد* - اگر چندی مشق سخن خواہد کرد
بد پایہ** والای سخن وری خواہد رسید - اورا ہافیر سوائی نسبت
اتحاد والد بزرگوار اخلاص دلی است - خدایش ز قلم دارد!

عام از بسکہ تری شوخی و بے دادی ہے
جو کوئی ہے سو ترے ہاتھ سے فریادی ہے
ہو چھٹا کیا ہے خبر مجھ سے جہاں کی اے بار
سب ہے اوجڑ ، ترے کوچے میں اک آبادی ہے

۱۲۰ - جنون و کافر :

میر علی تقی ، پیش ازین جنون تخلص می کرد ، از چندی
لفظ کافر را تخلص خود قرار داده بر سبیل التزام در ہر شعر درج

۱ - غلام حیدر کا یہ تخلص تذکرہ ہائے میر حسن اور ندرت اللہ قاسم
وغیرہ میں درج ہے - مرزا رفیع کے اس متنبی نے ’سودا‘ کی
رعایت سے ’مخزن نکات‘ کی تالیف کے بعد اپنے لیے ’مجنوب‘
تخلص اختیار کیا ہوا -

۲ - مط میں اس کے بعد صرف یہ فقرہ ہے : ”اگر دنبال انداز گوئی
والا بختی گیرد ہالندک روی اصلاح ہزیرد -“

۳ - باجہ (مع) تصحیح میاسی -

۴ - مط میں یہ ترجمہ شامل نہیں ہے -

می نماید و اشعار خود را 'کافر ٹپک' کہتے ، در مجالس و محافل
 می خواند ۔ چنانچہ یکی از 'کافر ٹپک' ہاش اینست :
 لکھ لیکھی تو تھی ہیں تسہد مڑگان بھی سجیلی ہیں
 یہ کافر انکھڑیاں تیری عجب پیارے نکیلی ہیں

کس کس طرح بتوں کی صورت نے رنگ پکڑے
 کافر ان انکھڑیوں نے دیکھے ہیں کیا جھمکڑے
 ۱۲۱ - شاداب :

لالہ خوش وقت رازی، شاداب، مولد او قصیدہ چاند پور است ۔
 پہولای استعدادش قبول تربیت باسانی کند ۔ از نثر نویسی نصیب
 وافی اندوختہ باقران و امثال خود باعزاز و امتیاز بسر می برد ۔
 و ازان جا کہ بسیار مؤدب و مہذب است جای او در خلوت سرای
 دلہا خالی است ۔ گاہ گاہ ہائمی فقیر بہ گفتن ریختہ می گراید :

دیکھ اُس کے منہ پہ زلف سیہ فام کے نشیں
 کیا زب دی ہے کفر نے اسلام کے نشیں
 بس ہو چکی شفا تو دل زار کے نشیں
 اے کاش موت ہو توے بیمار کے نشیں
 کہتا ہوں نہ شیخ کہ بڑھ قبلہ رو نماز
 گر دیکھتا اُس ابروے خم دار کے نشیں

جب تلک ہو کام مڑگان سے تو ابرو مت چڑھا
 تیر کے ہونے بھی کہہ نہجے ہے کوئی تلوار کو

۱۲۲ - وفا :

مقبول خاطر ارباب صفا ، لالہ نول رائی متخلص بہ وفا ،
جوالہست لوخاستہ بہ جمیع صفات آراستہ و پیراستہ ۔ جدت ذہن
و جودت فہم ، اصابت رائی و لطافت مزاج بہ مرتبہ اتم دارد ۔
سہین برادرش راچہ گلاب رائی دیوان مذاوالعہام امیر الامرا
نواب نجیب الدولہ چادر است و این عزیز بہ تحصیل بعضی
پرگنات آن روی کنگ نیز اشتغال دارد ۔ طلب ہر کمال دامن گیر
حال اوست ۔ کہ کہ دوسرے مصراع ریختہ ہشتکی و رفتگی سرانجام
دہد و مشق سخن پیش فقیر می کند :

عارضی بہ تمھارے بہ پسینا

پیرے کا ہے لعل ہر لکینا

۱ ۔ لالہ نول رائے اور راچہ گلاب رائے کے باہمی رشتے کی نوعیت
سے متعلق تذکروں میں اختلاف پایا جاتا ہے ۔ قائم کے مطبوعہ
لکھنے میں ”سہین برادرش زادہ راچہ گلاب رائے“ ہے ۔ عشق ،
علی ابراہیم اور محسن نے گلاب رائے کو وفا کا بڑا بھائی بتایا ہے
جب کہ ذکا ، بے جگر اور عشق و مبتلا میرٹھی ، وفا کو راچہ
گلاب رائے کا بھتیجا قرار دیتے ہیں — اور یہی نرین قیاس
ہے ۔ میر حسن نے بھی گلاب رائے کو وفد کا چھوٹا بھائی لکھا
ہے جو بہر حال صحیح نہیں ہے ۔

۲ ۔ نواب نجیب الدولہ دو مرتبہ میر بخشی کے منصب پر فائز ہوئے
پہلی بار ۳ - اپریل ۱۷۵۷ء سے ستمبر ۱۷۵۷ء تک اور دوسری
بار اپریل ۱۷۶۱ء سے ۳۱ اکتوبر ۱۷۷۰ء یعنی تاریخ وفات
تک ۔ اس دس سالہ مدت میں موصوف امیر الامراء کے علاوہ
نائب السلطنت بھی رہے ۔

۳ ۔ ”مشق سخن پیش فقیر می کند“ مط میں نہیں ہے ۔

اس غم میں 'اگر رہا سلامت
بتھر ہے بھی سخت ہے یہ سینا

کہے ہے کس سے دل احوال اپنا
ہڑا ہے یاں ہمیں جنجال اپنا
خجل ہوں اہر دریا بار کتنے
نچوڑوں لٹک اگر رومال اپنا

ہووے گا دل سے محو غم بار کب تلک
کیوں ہم نشیں یہ جائے گا آزار کب تلک

شعلہ درہم ہاو سے ہوتا نہیں اے ہم نشیں
شمع سردھنتی ہے کر کر باد پروانے کے تئیں

کس گلِ نازہ نے اس باغ میں کی جاوہ گری
ہم زرِ داغ سے جس کے لب خریدار ہوئے

۱۔ اس غم میں بھی (مض)

۲۔ ابر طوفان بار (مض)

۳۔ مض میں یہ شعر زائد ہے :

کہنے لگا وہ سن کے مرا تالہ و فغاں
یا رب جیسے تہ مرا بیزار کب تلک

اس شعر کے علاوہ مض میں زائد اشعار کی تعداد کیا رہے ہے :
بت خانے میں ، ویں ٹھکانا ہے ، نالچار ہو گیا ، وہ بیزار
ہو گیا ، بیگاری ہے ، ہشیاری ہے ، انجیار دم بہ دم ،
کس نظر ہے ، گھر ہے ، پر یک رنگ میں ، نام و رنگ میں ۔
دولوں نسخوں میں ۳۴ اشعار مشترک ہیں اور مخ میں چار
نئے شعر ہیں (یعنی شعر ۱۹ ، ۲۲ ، ۳۰ اور ۳۶) ۔

ہوجھو ہو کیا کہ، حالِ ترا کس طرح سے ہے
کیا جائے نہیں ہو میاں جس طرح سے ہے

کلِ دل کو لیا ، 'مکر' گئے آج
بس آپ کا اعتبار دیکھا

ہے جلوہ گر وہ ہم میں ہر آنودگی سے دور
جس طرح عکسِ آب میں ہو مابتاب کا

ہوئے تو دل سمج میں گرفتار ہو گیا
اب چھوٹنا یہ زلف سے دشوار ہو گیا
سمجھے صفائے شست 'تری چشم کا وہی
جس کے جگر سے تیرے نگہ ہار ہو گیا

اپنی ہی چشم کے تئیں تابِ نظر نہیں
ورنہ وہ آفتاب کہاں جلوہ گر نہیں
حسنِ عمل پر اپنے نہ بھول اس قدر کہ شیخ
واں کے معاملے سے کسی کو خبر نہیں

الفتِ دل کیا زیادہ ہم سے ہے اغیار کی
وجہ ہی لیکن ترالی ہے کچھ اپنے بار کی

آیا کدھی' نہ ہوش میں اپنے تمام عمر
پارے وفا تھی زور ہی' مستانہ ہو گیا

عشق میں امتیازِ رقبہ نہیں
خاکپائے ایاز ہے محمود
بت سے لیتے ہیں کارِ حضرت حق
شیخ ٹک دیکھ اعتقادِ بنود

جون فاصد کی تو آساں ہے یہ کہہ کہہ میاں
کب سے جگہ میں اس (حسیں سے ؟) لالہ و پیغام نہیں

دل کو کہیں ہے' جی میں گرفتار کیجیے
یعنی کسو صنم کے تئیں پیار کیجیے
گر مانگتا ہے جی کے تئیں، دیجیے وفا
کیا چیز ہے کہ دوست سے الکار کیجیے

ولیع ہوزہ کو ہے دشمنِ جان
بلا رہن کو ہے لالہ جرس کا
جباب آسانہ بھول' ہستی پر اپنی
کہ غافل کیا بھروسہ ہے نفس کا

۱ - کھڑی (مط)

۲ - وفا بھی روز ہے (مط)

۳ - بنور (مط)

۴ - کہیں ہیں ؟ کہے ہے ؟

۵ - بھول (مخ و مط) نصیحِ قیاس -

دکھ نہ دے اس قدر وفا کے تئیں
عاقبت وہ بھی جان رکھتا ہے

اپنی غرض کو ہم و تبھی کچھ سمجھیں گے لیک
ہوتی ہے گالیوں سے سمھاری زبان خراب

بس کہ اپنے انقلابِ بخت سے ڈرتے ہیں ہم
بسترِ گل پر بھی لرزاں ہی قدم رکھتے ہیں ہم
گل کا وعدہ گر کیا بھی ان نے اے محرم تو کیا
یاں تو بے تابی سے دل کی آج ہی مارتے ہیں ہم

اک راہِ کوئے زلف سو سر بستہ اے وفا
ہم آہ کس طرف کے تئیں لیں سراغِ دل

نوبتِ غمِ فراہی میں پہنچی ہے جان تلک
ظالمِ شکیب و صبرِ بھر آخر کہاں تلک

اے ناخدا وہ سعی کہ اس موجِ خمیز سے
یہ کشتیِ شکستہ بہاری بھی پار ہو

اس کو منظور یاں سے چالنا تھا
گروہِ میرا فقط بھانا تھا
دل نہ کرتا تھا اس طرح سے خراب
عاقبت وہ قرا ٹھکانا تھا

بھول بہتے لبِ دریا جو نہ دیکھے ہوں تو آ
ساتھ آنسو کے ہیں ہاں قطرۂِ خولنابِ رواں
کشتِ اپنی نہ ہوئی سبزا فلک سے گاہے
ہے وفا آٹھ پہر گرچہ یہ دولابِ رواں

عدم کے جانے سے کیا حیف ہے عزیزاں کے
کہ کوچِ ادھر ہی کو ہے صبح و شام اپنا بھی

بیچے ہے یک نگاہ یہ دل کے تئیں وفا
لینا ہو گر تمہیں تو کچھ اتنا گراں نہیں

حالِ دل کہوں کہ وفا اس سے کہوں خلوت میں
جی دھڑکتا ہے کہ کوئی ہنس دیوار نہ ہو

راضی وہ ہو کے رات سہج میں بچل گیا
عنا ہونسا تھا دام میں لیکن نکل گیا
اتنا نہ تنگ ہو سرے رہنے سے ہاں کہ میں
یہ ہی نہ شوخ کر نہ گیا آج ، کل گیا

شعلہ زن ہے ہمیشہ داغ اپنا
بجھ نہیں جالتا چراغِ اپنا
ہاں تک از خویش رفتہ ہوں کہ مدام
آپ کرتا ہوں میں سراغِ اپنا

۱ - میر (مخ)

۲ - ہے وفا آٹھ پہر کوچہ دولابِ رواں (مط)

۳ - کیوں کہ کہوں اس سے وفا (مط)

ساتھ تجھ سے کے اگر مہر و وفا کی ہم نے
 عفو کر عفو کہ اے شوخ خطا کی ہم نے
 عقدے پر عقدے کیے چرخ نے مضبوط اگر
 اک گرہ رشتہ مقصود ہے وا کی ہم نے
 ڈر ہے اس وقت کا ظالم کہ لہو مل منہ سے
 جس گھڑی رو بہ فلک ہو کے دعا کی ہم نے
 درد نے دل کے سر موئے تفاوت نہ کیا
 اپنی سی کتنی ہی ڈارو و دوا کی ہم نے

نہ لے جوں سانس بعضا صید آکر دام کے نیچے
 وہی حالت ہے تجھ غم میں گرفتار محبت کی

نہ کشتی ہار ہی بہہ کر گئی اپنی نہ وار آئے
 ہوئے ہم غرق دریا اس گھڑی جب حین دھار آئے

۱۲۳ - بیتاب :

منتوکھ رای بیتاب ، کم دماغ و خلوت دوست است -
 رنگ سخن و ربط کلام نیکو فہمد - شعرش روز بہ روز در ترقی
 است - الشاء اللہ تعالیٰ بزعم ناخوان بینی روزگار بہار فکرش
 در اندک مدت رنگ دیگر پیدا خواہد کرد - بالآخر قدم دوستی
 دارد و شعر خود نیز از نظر این بیچ مدان می گزراند - او تعالیٰ
 بر عمرش بیفزاید! ازوست :

۱ - در اندک مدت بہار فکرش (مط)

۲ - 'و شعر خود می گزراند' مط میں نہیں ہے -

۳ - مخ میں بیتاب کے ۱۸ شعر ہیں جن میں سے ۱۷ شعر مشعرک ہیں
 (بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر)

نہ رہے باغِ جہاں میں کبھی آرام ہے ہم
 بھنس گئے قیدِ قفس میں جو چوٹے دام ہے ہم
 اپنے مذہب میں ہے اک شرطِ طریقِ اخلاص
 کچھ غرضِ کفر سے رکھتے ہیں نہ اسلام ہے ہم

(پچھلے صفحے کا بقیہ حاشیہ)

اور ایک زائد (پندھرواں شعر)؛ مخ میں مندرجہ ذیل دس شعر
 زائد ہیں (کل اشعار ۷۷ ہیں) :

مدت سے انتظار میں اپنی کٹی ہے بان
 اب تک جو ہم نہ آئے الٹی کہاں رہے

یوں رہے ہے شامِ غم کا اس دلِ محزون کو جاؤ
 جس طرح کتنی ہیں گھڑیاں اہلِ صوم افطار کی
 میں تو اے بیتاب توبہ کی نہیں دیتی* سے سے
 گو کہ نادانی سے اپنی میں نے استغفار کی

صحت اب تلک رکھتی ہے یہ تاثیرِ مجنوں کی
 کہ بن لیلیٰ نہیں کھینچتی کہیں تصویرِ مجنوں کی
 نہ ہو یا رب جدا سر سے مرے اس زلف کا شام
 ہے نا معمول نیچے یید کے تصویرِ مجنوں کی
 کسی لیلیٰ منش کو تو نہ اب بیتاب دل دیجو
 کہ دیوانے نصیحت ہے یہ اپنے پر مجنوں کی

میں گو افتادگانِ کوئے نویدی سے ہوں لیکن
 تولع ہے قوی تیرے کرم کی دستگیری سے

گو کہ تجھ لطف کے قابلِ دلِ رنجور نہیں
ہر تری بندہ نوازی سے یہ کچھ دور نہیں
قصرِ شہ دیکھا میں اور کلبہ درویش بھی یاں
جہرِ آرام کوئی خانہ بہ از گور نہیں

محبت کی بھی کچھ ہوتی ہیں کیا اے ہم نشیں راہیں
کہ خوبان یوں ہمیں دکھ دیں ، ہم ان کو اس طرح چاہیں

ادھر ناام کیا اودھر وہ مضطر ہو چلا آیا
عجب دن تھے وہ جن روزوں میں رکھتی تھیں اثر آہیں

کر کشاکش' سے نفس کی دل کا روشن آئندہ
مصلحت کے فیض سے ہوتا ہے آپن آئندہ
اہلِ دل آڑینِ ظاہر کے نہیں طالب ، کہ دیکھ
خانہ چوبیس میں لت رکھتا ہے مسکن آئندہ

(پچھلے صفحے کا ہفتہ حاشیہ)

عشق میں گاہے غسل کی نیش ہے
لت لیا یاں ماجرہ در بیش ہے
شب بچھے دھننے دے کیونکر اپنے پاس
گو ہے وہ لڑکا بہ دور اندیش ہے

خدا کسی کو گرفتار زلف کا نہ کرے
نصیب میں کسی کالر کے یہ ہلا نہ کرے

۱ - یہ مصرع منہ میں نہیں ہے اور مط سے ماخوذ ہے ۔

۲ - کشاکش (منہ)

اُہ دی سینے میں آتش کون سے ہے درد نے
دل سے لیے کر منہ تلک گھمڑا ہوا اک دود ہے
دل کے ہی مقبول کو بیتاب یاں ہر جا قبول
وایے اس پر جو کہ اس درگاہ کا مردود ہے

سبزے پر اس کے خط کے نہ مارا گیا میں ایک
اس گل زمیں میں کھیت ہزاروں جواں رہے
جی میں ہے اس کے باب میں اب پھر نہ بولیے
لیکن کسی طرح جو ' یہ کافر زباں رہے

خالہ مسجد بنا کرنے سے کیا حاصل یاں شیخ
کاش اس جاگہ دکان ہوتی کوئی ختیار کی
میں اور اقبال عشق کا آس کے، یہ کیا ممکن تھا ایک
عقل نہیں رہتی جب آتی ہے گھڑی ادبار کی

لے چکو دل کو ایک ہو سے ہر
دیکھتے کیا ہو جنس سستی ہے

جیب سے لیے ناف تک یہ شیخ جی
ریش ہے یا اہی کہ دانہ کیش ہے

رباعی

یاں آ کے ہم اپنے مدعا کو بھولے
مل مل غیروں سے آشنا کو بھولے

۱ - اٹھا ہوا (سط)

۲ - لیکن کسی طرح سے جو (مخ)

دنیا کی تلاش میں گنواں سب عمر
اس مس کی طلب میں کیہیا کو بھولے

۱۲۴ - منت ۱ :

قمرالدین المتخلص بہ منت ، نوجوانی است از تہیب زادہای بلدہ
سونہ پت - آثار فراست و شواہد کیمات از جبین نور آگین ہویدا
و استعدادات جمیع مراتب کمال از (ہیولای) مزاجش پیدا - از بدو
شباب بہ قالیہ سنجی مشغول است و مشق سخن پیش فقیر مؤلف
می نماید - حسن قافیہ اش دال است بر آن کہ بعد مشق رشد
کافی و حظ وافق از سخن دانی بہم خواهد رسالید - ازوست :

منت ایسے کو دل دبا تو نے

اے مری جان کیا کیا تو نے

۱۲۵ - حیرت ۱ :

مراد علی حیرت ، من متوطنان کہلدہ مراد آباد است - طبعش
باشعر و شاعری مناسبتی درست دارد - اگر زمانہ او را
بطورش خواهد گذاشت کلامش رنگی و لطفی پیدا خواهد کرد :
کہاں ہے شیشہ سے محسب خدا ہے تو ڈر
مری بغل میں جھلکتا ہے آہلہ دل کا

۱ - منت کا ترجمہ مط میں شامل نہیں ہے - ان کا انتقال کلکتے میں

۱۲۰۸ء میں ہوا اور وہیں دفن ہوئے -

۲ - حیرت کا احوال بھی مط میں نہیں ہے - مصحفی کے بیان کی

روشنی میں ان کا انتقال قیاساً ۱۱۸۵ء میں ہوا -

۳ - من متوطن (من) تصحیح قیاسی - م - لطفش (من) تصحیح قیاسی -

۵ - چمنستان شعرا (شفیق) اور گلزار ابراہیم (علی ابراہیم) میں یہ شعر قائم

ہے منسوب ہے اور ان دونوں تذکروں کے حوالے سے راقم نے یہ

(بقیہ حاشیہ اگلی صفحہ پر)

۱۲۹ - شاکر :

ہمد شاکر ، شاکر تخلص ، از یاران ہمد علی حشمت است ۔
 در علم نجوم بصارتی تمام دارد و بہ مقتضای روزوفی طبیعت
 گاہ یک دو مصراع ریختہ و فارسی نیز موزون کند ۔ و از
 آن جا کہ وطن او قصبہٴ اعظم ہور ، ہاشتمہ است ، بنا بر
 نسبت قرب وطن و دیگر مناسبتی کہ دارد اکثر برای دیدن فقیر
 می آید ۔ حق تعالی جل شالہ لآلہ بر عمرش یفزاید! ازوست :

کیا ہوچھے ہے حال ہلبلوں کا
 جو ان پہ گزرتی ہے گزر لے
 کلچیں تجھ سے کیا ، تری پلا سے
 کل توڑ کے تیں تو گود بھر لے

(بچھلے صفحے کا بقیہ حاشیہ)

شعر کلیات قائم (جلد اول ، حاشیہٴ متن صفحہ ۴۴) میں شامل کیا
 ہے ، لیکن تذکرۃ قائم کی روشنی میں یہ شعر قائم کی بجائے حیرت
 کا قرار ہاتا ہے ۔ ایک اور شعر (آدم کا جسم جب کہ عناصر سے
 مل بنا - الخ) شفیق ہی کے حوالے سے کلیات قائم ، جلد اول ،
 صفحہ ۵۳ پر درج ہے ۔ یہ شعر بھی قائم کا نہیں بلکہ سودا کا ہے ۔
 ۱ - شاکر کا ترجمہ بھی مط میں نہیں ہے ۔

۲ - اعظم ہور اب تحصیل حسن پور ضلع مراد آباد میں ، مراد آباد سے
 ۴۴ میل شمال مغرب میں ایک چھوٹا سا قصبہ ہے ۔ پہلے یہ ایک
 برگنہ تھا جس کا بیشتر حصہ اب تحصیل و ضلع یمنور میں شامل
 ہے ۔ ہاشتمہ تحصیل و ضلع یمنور کا ایک برگنہ ہے اور قائم کے
 وطن چاند پور سے چھ میل جانب جنوب مغرب واقع ہے (اضلاع
 مراد آباد اور یمنور کے گزیٹیر ملاحظہ ہوں) قائم کے زمانے میں
 اعظم ہور کا قصبہ بھی برگنہ ہاشتمہ میں شامل ہوا ۔

۱۲۷ - [زند]:

خان رفیع الشان ، سہریان خان بہادر ، جوان خوش
ظاہر و باطن ، ہسر خواندہ نواب امیر الاسرا غالب جنگ
محمد احمد خان بہادر است ۔ ذہن سلیم و طبع مستقیم دارد ۔
اکثر بہ مقتضای موزونی طبیعت با شعر و سخن و اہل آن
الفت تمام دارد ۔ چنان چہ میر سوز و غمرہ دوسہ شاعر ریختہ ا:
قدیم خدمت او می بودند ، درین اثنا یگاہ ' جہان ، اشرف
زمان حضرتہ مرزا محمد رفیع سودا سلمہ اللہ تعالیٰ بہ رفاقت
وزیرالمالک نواب غازی الدین خان بہادر در بلدہ فرخ آباد
رسیدند ، خان موصوف از نواب وزیر درخواستہ مرزای
موصوف را بہ رفاقت خود گرفت ۔ از آن جا کہ تربیت اہل
کابل را اثری تمام است سخنش این ہمہ ترقیات نمایان کرد
کہ بالفعل شاعر زبردست را از عہدہ آن ہر آمدن دشوار است ۔
چنان چہ در ردیف و قوافی مشکل زمین غزل قازہ می پیاید
و داد سخن وری می دہد ۔ حق تعالی سلامتہی دارد ! ازوست :

کسی نے روم لی قسمت میں کوئی شام لے آیا

ہمیں لے ' کچھ نہ آیا ایک تیرا نام لے آیا

۱۲۸ - قائم:

آلودہ انواع جرائم ، فقیر مؤلف قیام الدین علی (۹) قائم ۔
ہر چند از باشندگان قصبہ چاند پور است اما از ہدو شعور تا ہاین
حال بہ توسل نوکری پادشاہی بہ داوالخلافت شاہ جہان آباد

۱ - سہریان خان زند کا ترجمہ مخ میں نہیں ہے اور مطبعہ ماخوذ ہے۔

۲ - ہر ؟

۳ - قیام الدین قائم (مط)

گزراند و لیل و نهار بمقتضای مناسبت به صحبت سخن سنجان عالی مقدار بسربرده - درین ایام که رشته سلک انتظام مردم پادشاهی به صدمه انقلاب سلطنت ازیم گسیخت و بر یکی چون لاکل آب دار بر خاک مذلت افتاده ، رو به پرسو نهاده ، چار و ناچار بلکه بی اختیار اراده سفر بر رای اقامت غالب آمد ، فرصت را غنیمت انگاشته مصمم ساخت که لغتی از روزنامه چه افعال و برخی از جریده احوال سخنوران متقدم و حال بقید قلم در آورده در حالت جدائی ایس تنهایی سازد - بالجمله بعد جد بسیار و کذب یشار ترقیم ایات و تصحیح حالات بر کدام میسر گردید و این طیلسان هزار مروارید بدین پشت مجموعی در نظر ارباب بصر جلوه گری بخشید - او سبحانه تعالی این فصاحت صد زبان را به دست آرزومند هر جنس سخن اندازد و از چشم بدی نا فهم معشون داشته ، به حفظ و حمایت خویش محفوظ سازد :

یارب ! این آرزوی من چه خوش است

تو بدین آرزو مرا برسان

می خواهم که باوجود اشعار اعزه باستکتاب ایات خویش

نه پردازم و دل بوس بیار را ازین اندیشه قصول خالی سازم

۱ - احوال بر کدام بقید قلم (مط) -

۲ - حالات سخن وران متقدم و حال (مط) -

۳ - این طی لسان هزار پیوند بدین ایات مجموعی به نظر ارباب بصر جلوه گری بخشید (مط) -

۴ - مصاحب صد زبان (مط) - فصاحت صد زبان ؟

۵ - با استکتاب خویش (مط) -

چہ نور نجوم در برابر ماہ تابان معلوم است و چاوۂ ذرہ بحضور
خورشید رخشان معلوم ، اما بہ حکم استاد کہ گفتہ است :

بہ دریای لولو صدف نیز بہست

درختی بلند است در باغ و بہست

جسارتی بکار رفت - من غریبانہ :

دل با کے اس کی زلف میں آرام رہ گیا
درویش جس جگہ کہ ہوئی شام رہ گیا
قسمت تو دیکھ ٹوٹی ہے جا کر کہاں کھنڈ
کچھ دور اپنے ہاتھ سے جب ہام رہ گیا
نے سمجھ بہ وہ بہار رہی اور نہ ہاں وہ دل
کہنے کو لیک و ہد کے اک الزام رہ گیا

اے ابر اپنے گریہ میں جس وقت جوش تھا
جو قطرہ اشک کا تھا سو طوفان بہ دوش تھا
کس کی نگاہ گرم تھی کاشن بہ اے لہیم
شبنم سے برگ گل ، لب لب خالہ جوش تھا
کُٹو لوحہ کر کہ خاک بہ میری ہو کرم شور
تھا اک چراغ گور سو وہ ابھی خاموش تھا

۱ - بہ حکم کلام استاد (مط) -

۲ - مط میں اس غزل کا ایک شعر (جھکڑے میں ہم - الخ -) زائد ہے

۳ - مخ میں صرف شروع کے تین لفظ ہیں اور اس لائحہ عمل پر یہ

مخطوطہ تمام ہو جاتا ہے - مطبوعہ نسخے میں قائم کے مزید ۲۶
اشعار کا انتخاب شامل ہے جو اس کے بعد درج ہیں -

۴ - مط میں قائم کی غزل نمبر ۹ کے ہاتھوں شعر کا پہلا مصرع تغیر

لفظی کے ساتھ اور چھٹے شعر کا دوسرا مصرع خلط ملط ہو گئے ہیں -

کار دنیا پڑا سپہر کے ہاتھ
جب کہ ہم نے یہ دردِ سر نہ کیا
دل نہ دینا ہی خوب تھا ، پر حیف
ہم نے یہ سوچ بیش تو نہ کیا
دوس کیا دھیمے چور کو قائم
بند گھر کا میں آپ در نہ کیا

ٹوٹا جو کعبہ کون سی یہ جانے غم ہے شیخ
کچھ قصرِ دل نہیں کہ بتایا نہ جانے کا

ہے آپ سے بھی توقع غلط کہ ناخنِ فلس
کبھی نہ کھینچنے دیکھا میں خارماہی کا
کہاں ہے 'دبدۂ گریاں کہ اب بقیہ عمر
کریں علاج ہم اس اپنی روسپاہی کا
فلک جو دے تو خدائی بھی لے نہ اب قائم'
وہ دن گئے کہ ارادہ تھا بادشاہی کا

میں نہ وہ ہوں کہ تنک غصے میں ٹل جاؤں کا
بنس کے تم بات کرو گے میں بھل جاؤں کا
ہم نشیں ، کیجیو تقریب تو شبِ باشی کی
آج کر نشے کا حیلہ میں بھل جاؤں کا

۱ - کہاں ہیں (سط) -

۲ - خدائی کو لے ہے قائم (سط) -

۳ - سنبھل جاؤں کا (سط) -

دل سرے ضعف پہ کیا رحم تو کھاتا ہے کہ میں
جان ہے اب کے بچا ہوں تو سنبھل جاؤں گا
سہر اس کوچے کی کرتا ہوں کہ جبریل جہاں
جا کے بولا کہ بس اب آگے میں جاؤں گا

اب جو کوچے سے تیرے جانے کا
کچھ سمجھ کر ہی پھر آئے گا
دل کہاں تک اٹھائے جور ترے
تجھ سے اب دل ہی کو اٹھائے گا
خس کھٹ ساتھ موج کے لک لے
بہتے بہتے کہیں تو جانے گا

ضمیمہ

تذکرہ میر ، تذکرہ گردیزی ، اور تذکرہ قائم ، شعراے اردو کے اولین تذکروں میں ہیں ۔ یہ تذکرے ایک ہی زمانے میں اور ایک ہی مقام پر قلم بند کیے گئے ۔ اس ضمیمے میں ان تینوں تذکروں میں شامل شعرا کی فہرست یک جا پیش کی گئی ہے ۔ جن شعرا کے سن وفات تحقیق ہو سکے ، وہ بھی درج کر دیے گئے ہیں ۔

صفحات کے حوالے ، تذکرہ میر ، طبع دوم ۱۹۳۵ ع ؛
تذکرہ گردیزی مطبوعہ ۱۹۳۳ ع ؛ اور تذکرہ قائم ، زیر نظر ،
سے دیے گئے ہیں ۔

[تینوں تذکروں کی مجموعی کیفیت : تذکرۃ میر

میں ۱۰۳ شعرا کے تراجم ہیں ، تذکرۃ گردیزی میں ۹۷ (قزلباش خان امید کا ترجمہ شاعر نہیں ہوگا) اور تذکرۃ قائم میں ۱۲۸ - تینوں تذکروں میں ۹۱ شعرا کا احوال مشترک ہے - ان ۹۱ شعرا کے علاوہ ۱۰ شاعر میر اور گردیزی میں ، ۱۶ میر اور قائم میں ، اور ۳ گردیزی اور قائم میں ، مشترک ہیں - ۱۶ شاعر ایسے ہیں جو صرف تذکرۃ میر میں ، ۲۲ صرف تذکرۃ گردیزی میں ، اور ۷ صرف تذکرۃ قائم میں شامل ہیں]

الف

- ۱ - آبرو ، شیخ نجم الدین عرف شاہ مبارک (متوفی ۱۱۳۹ھ/ ۱۷۳۳ع) میر صفحہ ۹ ، گردیزی صفحہ ۸ ، قائم صفحہ ۳۳ -
- ۲ - احسن ، احسن اللہ ، معاصر آبرو و مضمون : میر صفحہ ۷۷ ، گردیزی صفحہ ۱۸ ، قائم صفحہ ۵۵ -
- ۳ - احمد گجراتی ، معاصر ولی (تذکرۃ میر میں 'احمدی' ہے) میر صفحہ ۹۷ ، قائم صفحہ ۱۸ -
- ۴ - آرام ، رائے برجم ناتھ کھتری ، معاصر میر و مرزا : قائم صفحہ ۱۸۳ -
- ۵ - آرزو ، سراج الدین علی خان (متوفی ۱۱۶۹ھ/ ۱۷۵۶ع) میر صفحہ ۳ ، گردیزی صفحہ ۶ ، قائم صفحہ ۳۳ -
- ۶ - آزاد ، فقیر اللہ حیدر آبادی ، معاصر ولی : میر صفحہ ۹۳ ، گردیزی صفحہ ۱۷ (دواؤں نے لام نہیں دیا ہے) قائم صفحہ ۱۷ -
- ۷ - اشتیاق ، شاہ ولی اللہ (متوفی ۱۱۵۰ھ/ ۱۷۳۷ع) میر صفحہ ۶ ، گردیزی صفحہ ۱۷ ، قائم صفحہ ۳۵ -

۱ - مقدمہ دستورالقصاحت صفحہ ۵۱ ، بحوالہ 'الشتر عشق' و 'صبح گلشن' -

- ۸ - اشرف ذکھنی : میر صفحہ ۱۰۱ -
 ۹ - آشنا ، میر زین العابدین عرف میر نواب (گردیزی کے احباب میں تھے ؛ قائم نے نام نہیں دیا ہے) گردیزی صفحہ ۱۸ ، قائم صفحہ ۱۸۳ -
 ۱۰ - اعظم ، شاہ محمد اعظم سندیلوی (طبقہ اول کے شاعر ہیں) قائم صفحہ ۲۹ -
 ۱۱ - افضل ، محمد افضل جھنجھانوی (متوفی ۱۰۳۵ھ / ۱۶۲۵-۲۶ ع) قائم صفحہ ۸ -
 ۱۲ - اکرم ، خواجہ اکرم (قائم کے دوست جنہوں نے " مخزن نکات " کا قطعہ " تاریخ نظم کیا) قائم صفحہ ۱۷۶ -
 ۱۳ - آگاہ ، محمد صلاح : گردیزی صفحہ ۱۶ -
 ۱۴ - الہام ، فضائل بیگ ، شاگرد عزت : گردیزی صفحہ ۱۹ -
 ۱۵ - امید ، قزلباش خاں (متوفی ۱۱۵۹ھ / ۱۷۴۶ ع) میر صفحہ ۷ ، قائم صفحہ ۷۳ -
 ۱۶ - انبیا ، نواب عمدة الملک امیر خاں (متوفی ۱۱۵۹ھ / ۱۷۴۶ ع) گردیزی صفحہ ۲۰ ، قائم صفحہ ۷۷ -
 ۱۷ - انسان ، نواب اسد یار خاں (متوفی ۱۱۵۸ھ / ۱۷۴۵ ع) میر صفحہ ۱۲۹ ، گردیزی صفحہ ۱۷ ، قائم صفحہ ۷۶ -
 ۱۸ - آوارہ ، میر محمد کانلم (زین العابدین آشنا کے بھائی اور گردیزی کے چھوٹے بھائی کے خسر) گردیزی صفحہ ۱۹ -

ب

- ۱۹ - بسمل : میر صفحہ ۱۵۱ ، گردیزی صفحہ ۲۶ ، قائم صفحہ ۱۶۵ -

۱ - تذکرہ گردیزی کے مراتب نے ہاکیاز کے چند اشعار کو غلطی سے قزلباش خاں سے منسوب کر دیا ہے - مؤلف کہتا صرف یہ چاہتا تھا کہ فلاں شعر قزلباش خاں کو پسند تھا -

۲۰۔ بہار ، لالہ ٹیک چند ، مؤلف 'بہار عجم' (خان آرزو کے دوست اور شاگرد) میر صفحہ ۱۳۳ ، گردیزی صفحہ ۲۱ ، قائم صفحہ ۶۴ ۔

۲۱۔ 'بہید' ، میر میراں مخاطب بہ سید نوازش خان ، معاصر میر و مرزا : میر صفحہ ۱۰۵ ، گردیزی صفحہ ۱۳۷ ، قائم صفحہ ۱۷۴ ۔

۲۲۔ بیان ، خواجہ احسن اللہ (متوفی ۱۲۱۳ھ/۱۸۹۹-۱۷۹۸ع) گردیزی صفحہ ۲۷ ، قائم صفحہ ۱۲۶ ۔

۲۳۔ بیتاب ، محمد اسماعیل ، شاگرد یک رنگ (سال وفات قیاماً ۱۱۶۴ھ/۱۷۵۱-۵۲ع ہے) میر صفحہ ۸۰ ، گردیزی صفحہ ۲۵ ، قائم صفحہ ۵۹ ۔

۲۴۔ بیتاب ، سنتو کہ رائے (قائم کے دوست اور شاگرد) قائم صفحہ ۱۹۴ ۔

۲۵۔ بیچارہ : میر صفحہ ۱۰۳ ۔

۲۶۔ دیدار ، میان ہدی (متوفی ۱۲۰۹ھ/۱۸۹۵-۹۴ع) میر صفحہ ۱۳۲ ، گردیزی صفحہ ۲۵ ، قائم صفحہ ۱۶۷ ۔

۲۷۔ بیدل ، مرزا عبدالقادر (متوفی ۱۱۳۳ھ/۲۱-۲۰ع) میر صفحہ ۲ ، قائم صفحہ ۲۳ ۔

۲۸۔ بے رنگ ، دلاور خان (سال وفات قیاماً ۱۱۶۵ھ/۶۶-۶۵ع) میر صفحہ ۱۱۶۵ ۔

۱۔ 'گمان غالب یہ ہے کہ یہ فاضل دہر ۱۱۸۰ھ میں دلیا سے رغبت ہو چکا تھا' (ادبیات فارسی میں ہندوؤں کا حصہ ، از ڈاکٹر سید عبداللہ ، دہلی ۱۹۴۲ع ، صفحہ ۱۶۵)۔

۲۔ ان تینوں تذکرہ نگاروں میں سے تفصیل (بہید) صرف میر نے دیا ہے ۔

۳۔ میر لکھتے ہیں کہ پہلے ہیرنگ تخلص کرتے تھے ، اب ہیرنگ قائم نے ان کا احوال 'ہیرنگ' اور میر و گردیزی نے 'ہیرنگ' کے تحت درج کیا ہے ۔

- ۵۳ - ۱۷۵۲ع ہے) میر صفحہ ۱۵۱، گردیزی صفحہ ۲۳، قائم صفحہ ۱۶۶۔
- ۲۹ - بیکل، سید عبدالوہاب دولت آبادی، شاگرد عزالت : گردیزی صفحہ ۲۹۔
- ۳۰ - بے نوا سناسی، معاصر آبرو (ان کا مشہور محسن ۱۸۲۹ع میں تصنیف ہوا ہوگا) میر صفحہ ۲۸، قائم صفحہ ۵۸۔

پ

- ۳۱ - پاکباز، میر صلاح الدین عرف مکھن میاں، شاگرد یک رنگ : میر صفحہ ۷۹، گردیزی صفحہ ۲۶، قائم صفحہ ۶۱۔
- ۳۲ - پیام، شرف الدین علی خان (متوفی ۱۱۵۷ھ/۱۷۴۴ع) میر صفحہ ۲۶، گردیزی صفحہ ۲۶، قائم صفحہ ۵۶۔

ت

- ۳۳ - تانا، میر عبدالحی، شاگرد محمد علی حشمت (متوفی تقریباً ۱۱۶۶ھ/۱۷۵۰ع) میر صفحہ ۱۰۸، گردیزی صفحہ ۳۱، قائم صفحہ ۱۳۵۔
- ۳۴ - تاجرد، میر عبدالحی دکھنی، شاگرد عبدالولی عزالت : میر صفحہ ۱۰۵، گردیزی صفحہ ۳۰، قائم صفحہ ۱۷۳۔
- تقی، میر محمد تقی عرف میر گھاسی—ملاحظہ ہو 'میر گھاسی'۔
- ۳۵ - تمکین، صلاح الدین، معاصر میر و مرزا : میر صفحہ ۱۳۷، گردیزی صفحہ ۳۳، قائم صفحہ ۱۳۳۔

ث

- ۳۶ - ثقب سیواری، شہاب الدین (پالے آبرو سے تلمذ تھا پھر آرزو کے شاگرد ہوئے) قائم سے بہت میل چول تھا۔ قدرت اللہ شوق کے بیان کی روشنی میں ۱۱۸۵ھ سال وفات ہونا چاہیے) میر صفحہ ۸۸، گردیزی صفحہ ۳۳، قائم صفحہ ۶۱۔

ج

۳۷ - جرأت ، میر شیر علی شاہ جہاں آبادی (گوردیزی کے ملاحظاتیوں میں تھے اور 'ریختہ گویاں' کی تالیف سے چند سال پہلے دکن کو مراجعت کر چکے تھے) گوردیزی صفحہ ۳۵ -

۳۸ - جعفر (دکھنی شاعر معلوم ہوتے ہیں) میر صفحہ ۱۰۲ -

۳۹ - جعفر ، میر جعفر معروف بہ زلی (روایت ہے کہ فرخ میر کے حکم سے تقریباً ۱۷۱۳ء میں قتل کئے گئے) میر صفحہ ۲۰ ، قائم صفحہ ۳۰ -

جعفر علی خان — ملاحظہ ہو 'زلی' -

۴۰ - جگن ، میان جگن شاگرد میر اور شیر افغن خان کے

خالہ زاد بیاتی : میر صفحہ ۱۳۸ ، گوردیزی صفحہ ۳۴ -

جنوں — — ملاحظہ ہو 'کافر' -

۴۱ - جولان ، میان رمضان ، معاصر میر و مرزا : قائم صفحہ

- ۱۶۵

ح

۴۲ - حاتم ، شیخ ظہورالدین عرف شاہ حاتم (متوفی ۱۱۹۷ھ/

۱۷۸۳ء) میر صفحہ ۷۵ ، گوردیزی صفحہ ۴۹ ، قائم

صفحہ ۶۰ -

۴۳ - حزیں ، میر پند باقر اکبر آبادی ، شاگرد مرزا مظہر (متوفی

۱ - "بہار علی شاہ ، جولان تخلص ، ساکن شام جہاں آباد کہ پیش ازین

در عالم دنیا داری رمضان نام داشت - عرض قریب بہ ہشتاد

خواہد بود - گویند در عالم جوانی در علم تیراندازی پکاں"

روزگار بود۔"

(تذکرہ ہندی از مصطفیٰ ، صفحہ ۶۵ - ۶۶)

- تقریباً ۱۱۶۶ء / ۱۷۵۲ء) میں صفحہ ۱۰۶ ، کردیزی صفحہ ۳۶ ، قائم صفحہ ۱۴۰ -
- ۴۴ - حسن (کوئی دکھنی شاعر معلوم ہوتے ہیں) میں صفحہ ۱۰۴ -
- ۴۵ - حسن ، میں حسن دہلوی شاگرد مرزا سودا (میں حسن مؤلف تذکرہ شعراء اردو ان کی سلامتی کی دعا کرتے ہیں) میں صفحہ ۱۳۶ ، کردیزی صفحہ ۵۱ -
- ۴۶ - حبیب حیدر آبادی شاگرد عزت : میں صفحہ ۱۰۴ ، کردیزی صفحہ ۵۲ -
- ۴۷ - حشمت ، میں عنشہم علی خاں شاہ جہان آبادی (متوفی ۱۱۶۳ء / ۱۷۵۰ء) میں صفحہ ۷۳ ، کردیزی صفحہ ۴۸ ، قائم صفحہ ۶۷ -
- ۴۸ - حشمت ، محمد علی شاگرد غنی بیگ قبول (قائم کی ان سے دوستی تھی اور میں صاحبِ سلطنت یزار ، سال وفات ۱۱۶۳ء / ۱۷۴۹ء ہے) میں صفحہ ۱۰۷ ، کردیزی صفحہ ۵۱ ، قائم صفحہ ۶۵ -
- ۴۹ - حیرت ، مراد علی مراد آبادی (سال وفات قیماً ۱۱۸۵ء / ۱۷۷۱ء ہے) قائم صفحہ ۱۹۸ -

خ

- ۵۰ - خاکسار ، میں محمد یار عرف میں کلو ، معاصر میں و مرزا : میں صفحہ ۱۱۴ ، کردیزی صفحہ ۵۲ ، قائم صفحہ ۱۴۲ -
- ۵۱ - خسرو ، ابوالحسن امیر خسرو دہلوی (متوفی ۱۷۲۵ء / ۱۳۲۵ء) میں صفحہ ۲ ، قائم صفحہ ۵ -
- ۵۲ - خوشنود ، ملک خوشنود (لصرتی اور رستمی کا معاصر اور بیجا پور کا درباری امیر) میں صفحہ ۱۰۲ -

۱ - میں اور قائم دونوں لکھتے ہیں کہ یہ دہلی سے نکالے چلے گئے ؛ کردیزی رقم طراز ہیں کہ چند سال ہوئے نکالے چلے آئے تھے اور اب مرزا مظہر سے معلوم ہوا ہے کہ وہیں پر انہوں نے وفات پائی -

د

۵۳ - دانا ، میر فضل علی دہلوی شاگرد شرف الدین ، مضمون اور قائم کے دوست : میر صفحہ ۱۲۸ ، گردیزی صفحہ ۶۲ ، قائم صفحہ ۷۲ -

۵۴ - داؤد ، مرزا داؤد اورنگ آبادی ، متبع ولی اور معاصر سراج (متوفی ۱۱۵۷ھ/۱۷۴۳ع) میر صفحہ ۱۰۳ ، گردیزی صفحہ ۶۰ -

۵۵ - دود ، خواجہ میر دہلوی (متوفی ۱۱۹۹ھ/۱۷۸۵ع) میر صفحہ ۴۹ ، گردیزی صفحہ ۵۳ ، قائم صفحہ ۱۰۲ -

۵۶ - درد ، کرم اللہ خاں (میر انہیں زندہ لکھتے ہیں اور قائم مرحوم ، گویا ۱۱۶۶ھ کے قریب وفات پائی) میر صفحہ ۷۲ ، گردیزی صفحہ ۶۰ ، قائم صفحہ ۱۱۶ -

۵۷ - درد مند ، مجد فقیہ (صحف ابراہیم ، کی روایت کے مطابق ان کا انتقال ۱۱۷۳ھ - ۱۱۷۳ھ/۱۷۵۹ع میں ہوا) میر صفحہ ۱۱۷ ، گردیزی صفحہ ۶۱ ، قائم صفحہ ۱۳۳ -

ذ

۵۸ - ذہین ، میر مجد مستعد (گردیزی کے احباب میں تھے ، تالیف تذکرے سے قبل جواں میں انتقال کیا) گردیزی صفحہ ۶۳ -

ز

۵۹ - زاف ، سہر علی ، پسر خطیب بادشاہی (دکھنی شاعر ہیں اور طبقہ اول سے ان کا تعلق ہے) قائم صفحہ ۱۶ -

۶۰ - زاقم ، لالہ بندرا بن ، ساکن متھرا (مرزا سودا کے دوست

۱ - میر اور گردیزی دونوں نے انہیں شاگرد عزت بیان کیا ہے ، لیکن 'نکات الشعرا' کے مرتب مولوی عبدالحق مرحوم نے حاشیے میں اس بات کی تردید کی ہے اور انہیں ولی کا متبع قرار دیا ہے -

۲ - ایک ہی مادہ تاریخ سے مولوی عبدالحق (نکات الشعرا ، حاشیہ ۱۰۳) نے ۱۱۵۷ھ اور حکیم شمس اللہ قادری (اردو سے قدیم ، صفحہ ۱۱۰) نے ۱۱۶۸ھ برآمد کیے ہیں -

- اور شاگرد) میر صفحہ ۱۴۳، قائم صفحہ ۱۴۹۔
 ۶۱۔ رسوا، آفتاب رائے دہلوی (۱۱۶۵/۱۷۵۱ ع سے کچھ پہلے انتقال ہوا ہوگا) میر صفحہ ۱۲۱، گردیزی صفحہ ۶۳، قائم صفحہ ۱۶۸۔
 ولد۔۔۔ ملاحظہ ہو ’سہیلان خان‘
 ۶۲۔ روحی حیدر آبادی (طبقة اول کے شاعر ہیں) قائم صفحہ ۱۴۔

ز

- ۶۳۔ زار، مغل بیگ۔۔۔ میر تقی میر کے دوستوں میں ہیں۔
 قائم صفحہ ۱۷۸۔
 ۶۴۔ زکی، نواب جعفر علی خان (نجد شاہی عہد کے امیر اور عمدةالملک انجام کے رفیق، ۱۱۶۸ھ میں بنید حیات تھے) میر صفحہ ۱۳۶، گردیزی صفحہ ۶۵، قائم صفحہ ۶۳۔

س

- ۶۵۔ سالک (کوئی دکھنی شاعر معلوم ہوتے ہیں) میر صفحہ ۹۹۔
 ۶۶۔ سامان، میر ناصر جونپوری (متوفی ۱۱۳۷ھ/۱۷۳۳ ع) گردیزی صفحہ ۹۸، قائم صفحہ ۵۷۔
 ۶۷۔ سجاد، میر سجاد اکبر آبادی، شاگرد آبرو (۱۱۶۸ھ تک دربار دہلی سے منسلک تھے) میر صفحہ ۶۰، گردیزی صفحہ ۸۲، قائم صفحہ ۶۹۔
 ۶۸۔ سراج، سید سراج الدین اورنگ آبادی (متوفی ۱۱۷۷ھ/۱۷۶۴ ع) میر صفحہ ۹۵، گردیزی صفحہ ۹۵، قائم صفحہ ۲۰۔
 ۶۹۔ سعادت، میر سعادت علی امرہوی (میر سے بہت میل ملاپ تھا۔ قائم کا بیان ہے کہ ابھی چالیس سال کے بھی نہ ہوئے تھے کہ تب عرقہ میں وفات پائی۔ گردیزی نے ان کا نام

’سعادت اللہ خاں‘ بیان کیا ہے (میر صفحہ ۲۷، گردیزی صفحہ ۴۹، قائم صفحہ ۴۴۔

۷۰۔ سعدی (قائم نے انہیں شیرازی اور میر و گردیزی نے دکنی بیان کیا ہے، حکیم شمس اللہ قادری نے انہیں کاکوری کا باشندہ قرار دیا ہے اور لکھا ہے کہ ان کی وفات ۱۰۰۲ھ میں ہوئی) میر صفحہ ۱۰۳، گردیزی صفحہ ۸۲، قائم صفحہ ۵۔

۷۱۔ سلام، میر نجم الدین علی خاں، خلف شرف الدین علی خاں پیام (قائم کے بیان کی روشنی میں ۱۱۶۶ھ/۱۷۵۳ع ان کا سال وفات ہو سکتا ہے) میر صفحہ ۱۳۲، گردیزی صفحہ ۹۴، قائم صفحہ ۱۶۴۔

۷۲۔ سلیمان، نظر یافتہ، تابان (۱۲۰۱ھ میں علی لطف نے انہیں عالم ضعیفی میں لکھنؤ میں دیکھا تھا) قائم صفحہ ۱۷۷۔

۷۳۔ سودا، مرزا محمد رفیع دہلوی (متوفی ۱۱۹۵ھ/۱۷۸۱ع) میر صفحہ ۳۱، گردیزی صفحہ ۹۷، قائم ۸۶۔

سوز—سلاخلفہ ہو محمد میر متخلص بہ میر و سوز۔

۷۴۔ سید، میر یادگار علی ساکن قصبہ بہادر پور (دہلی میں قائم کے ہمسائے تھے اور دوست بھی) قائم صفحہ ۱۸۵۔

ش

۷۵۔ شاداب، خوش وقت رائے چاند پوری، شاگرد قائم : قائم صفحہ ۱۸۷۔

۷۶۔ شاغل، شاگرد بسمل (میر کا بیان ہے کہ دو تین مرتبہ میرے پاس آئے تھے، اب نظر نہیں آتے) میر صفحہ ۱۵۱، گردیزی صفحہ ۱۰۰، قائم صفحہ ۱۶۶۔

۷۷۔ شاکر، محمد شاکر ساکن اعظم پور (محمد علی حشمت کے دوستوں میں تھے اور قربت وطن کی بنا پر قائم سے بھی میل جول تھا) قائم صفحہ ۱۶۹۔

۷۸۔ شاہی، شاہ قل خاں حیدر آبادی، قدیم ابوالحسن تانا شاہ :

قائم صفحہ ۱۵ -

- ۷۹ - شفا ، حکیم یار علی (مطبوعہ دوم کے شاعر ہیں ، قائم کا ان سے میل جول تھا) قائم صفحہ ۶۷ -
 ۸۰ - شعوری جالا پوری : میر صفحہ ۹۸ -
 ۸۱ - شوق ، میر حسن علی دہلوی ، شاگرد خان آرزو (میر کا ان سے بہت میل جول تھا ، تذکرہ شوق کی تالیف کے وقت تک بہر حال بقید حیات تھے) میر صفحہ ۱۱۹ ، گردیزی صفحہ ۹۹ ، قائم صفحہ ۱۳۳ -

ص

- ۸۲ - صانع یںکرامی (نواب علی ابراہیم کے بیان کے مطابق ان کا نام نظام الدین احمد تھا اور ۱۱۹۵ھ میں بنگالے میں مقیم تھے) گردیزی صفحہ ۱۰۱ -
 ۸۳ - صباۃ احمد آبادی : میر صفحہ ۹۹ -
 ۸۴ - صحاص ، نواب امیرالامراء صحاص الدولہ خان دوراں خان (ان کا تخلص عاصم تھا اور ۱۱۵۱/۱۷۳۹ع میں جنگ کرنال میں شہید ہوئے) گردیزی صفحہ ۱۰۱ -
 ۸۵ - صنعت ، مغل خان—از التوابع نواب نظام الملک آصف جاہ است—گردیزی صفحہ ۱۰۱ -

ض

- ۸۶ - ضیاء ، میر ضیاء الدین دہلوی (میر کے دوست اور معاصر ، کلراز ابراہیم کی تالیف سے قبل عظیم آباد میں وفات پا چکے تھے) میر صفحہ ۱۳۲ ، گردیزی صفحہ ۱۰۲ ، قائم صفحہ ۱۶۰ -

ط

- ۸۷ - طالب ، مرزا ابوطالب (سودا کے چچا اور طالب دونوں نے جادو شاہ اول کے لشکر کے ساتھ دہلی کا سفر کیا تھا) اس وقت طالب کی عمر ستر سال تھی) قائم صفحہ ۱۰ -

- ۸۸ - طالع ، پیر شمس الدین — عین غفلان جوانی میں انتقال کیا
— گردیزی صفحہ ۱۰۲ -

ظ

- ۸۹ - ظاہر ، خواجہ محمد خان ، شاگرد مرزا مظہر — — ظاہرا بعد
ووہود لادر شاہ راہ مراحل مرگ پیمود — گردیزی صفحہ ۱۰۳ -
۹۰ - ظہور ، شیو سنگھ اکبر آبادی — شاعری میں بچپن کا تتبع
کرتے تھے — گردیزی صفحہ ۱۰۴ -

ع

- ۹۱ - عاجز — شخصے لوطی است..... نظر کردہ میان کھترین —
میر صفحہ ۱۳۸ -
۹۲ - عاجز ، عارف الدین خان ، اورنگ آبادی (الفضل بیگ قاتل)
کے احباب میں تھے ؛ ۱۱۷۸ھ/۶۵ - ۱۷۶۳ع میں وفات
پائی) میر صفحہ ۹۶ ، گردیزی صفحہ ۱۱۹ -
۹۳ - عارف ، محمد عارف رفوگر شاہ جہاں آبادی ، شاگرد مضمون
بقول میر و گردیزی اور شاگرد آبرو بقول قاسم - میر کے
شناساؤں میں تھے ؛ میر صفحہ ۱۳۰ ، گردیزی صفحہ ۱۰۵ ،
قائم صفحہ ۱۶۵ -
۹۴ - عاشق ، میر یحییٰ مخاطب بہ عاشق علی خان ، دکنی ؛
گردیزی صفحہ ۱۱۸ -
عاصم — ملاحظہ ہو 'مصاص' -
۹۵ - عاصمی ، خواجہ برہان الدین شامیہاں آبادی (تیسرا ۱۱۶۶ھ/
۱۷۵۳ع سال وفات ہوگا) میر صفحہ ۱۱۸ ، گردیزی
صفحہ ۱۰۵ ، قائم صفحہ ۶۵ -

- ۱ - عارف علی خان (میر و گردیزی) عارف الدین خان (تذکرہ
قاتل و مینا اورنگ آبادی) -
۲ - 'تناخ الافکار' طبع اول ، صفحہ ۳۰۸ - 'کل عجائب' میں سال وفات
۱۱۷۷ھ ہے ، لیکن قنوت اللہ گوہر سوی کی روایت زیادہ صحیح
معلوم ہوتی ہے -

- ۹۶۔ عاصی ، نور محمد ابرہان پوری (چمنستان شعرا کی تالیف کے وقت
 زلہ تھے) گردیزی صفحہ ۱۱۷۔
- ۹۷۔ عاقل ، رائے سنگھ عرف بیاجیو (مرزا سودا کے دیرینہ احباب
 میں تھے ، غزن لکات کی تالیف میں ان کی اعالت کے قائم
 معترف ہیں) قائم صفحہ ۱۷۱۔
- ۹۸۔ عبدالعزیز : میر صفحہ ۱۰۲۔
- ۹۹۔ عبدالرحیم : میر صفحہ ۱۰۲۔
- ۱۰۰۔ عبداللہ قطب شاہ ، والی کولکٹڈہ (متوفی ۱۰۸۳ھ/۱۶۷۲ع)
 قائم صفحہ ۹۔
- ۱۰۱۔ عزات ، میر عبدالولی سوری (متوفی ۱۱۸۹ھ/۱۷۷۵ع)
 میر صفحہ ۹۲ ، گردیزی صفحہ ۱۱۰ ، قائم صفحہ ۱۷۲۔
- ۱۰۲۔ عزیز ، شاہ عزیز اللہ : میر صفحہ ۱۰۳ ، گردیزی صفحہ ۱۰۶۔
- ۱۰۳۔ عشاق ، جیون مل کھتری (میر صاحب رزم طراز ہیں : شعر
 رختہ را بسیار نامریوط می گوید..... اکنون در مجمع یاران
 ہم نمی آید کہ مرده است) میر صفحہ ۱۵۰ ، گردیزی
 صفحہ ۱۰۶ ، قائم صفحہ ۱۶۷۔
- ۱۰۴۔ عطا ، خواجہ عطا بانکہ (جعفر زلی کے معاصر اور حریف)
 میر صفحہ ۲۹ ، قائم صفحہ ۳۰۔
- ۱۰۵۔ علیم دکھنی : قائم صفحہ ۱۳۔
- ۱۰۶۔ عمدہ ، سیتا رام—’رختہ میں انعام اللہ خان یقین کا نتیجہ
 کوٹے ہیں‘—گردیزی صفحہ ۱۰۷۔
- ۱۰۷۔ عمر ، معتبر خان دکھنی ، شاگرد ولی : گردیزی صفحہ ۱۱۶۔

غ

- ۱۰۸۔ غازی الدین خان عبادالملک (نظام نگار ، میر شہاب الدین
 نام ، میر بخش احمد شاہ اور وزیر عالم گیر لانی : متوفی
 ۱۲۱۵ھ/۱۸۰۰ع) قائم صفحہ ۱۳۸۔
- ۱۰۹۔ غریب ، محمد اسان اللہ دہلوی (میر صاحب لکھتے ہیں : ’یادش

جنیریک آشنائے بامزہ داشت..... زبانیں لکنت داشت ، ازیں
سبب کالجے 'الکن' ہم تخلص می آورد..... قریب دو سال
است کہ بہ سمت ہنگامہ رفت'۔ گردیزی نے ان کا نام
جد زمان لکھا ہے) میر صفحہ ۱۳۸ ، گردیزی صفحہ ۱۳۱ -
۱۱۰۔ غلام حیدر (محبوب تخلص ، سودا کے متبیل تھے ،
گلشن ہند کی تالیف کے وقت لکھنؤ میں مقیم تھے) قائم
صفحہ ۱۸۶ -

۱۱۱۔ غواصی ، ملا غواصی (سلطان عبداللہ قطب شاہ کا درباری
شاعر) میر صفحہ ۱۰۱ -
۱۱۲۔ غوثی ، جد غوث خلف مولانا قطب الدین قاضی حیدر آباد ،
آخر عمر میں حرمین شریفین کی زیارت کو گئے تھے اور وہیں
رحلت فرمائی : قائم صفحہ ۱۳ -

ف

۱۱۳۔ فخری ، شاکر د ولی : میر صفحہ ۱۰۰ ، قائم صفحہ ۱۹ -
۱۱۴۔ فدا : گردیزی صفحہ ۱۲۲ -
۱۱۵۔ فدوی ، جد محسن (ہم صحبت بہاں آبرو و مضمون ، قائم سے
بہیں آشنائی تھی) قائم کے بیان کی روشنی میں لگ بھگ
۱۲۰۰ھ میں انھوں نے جہان فانی کو غیر باد کہا ہوگا)
قائم صفحہ ۵۹ -
۱۱۶۔ فراق ، مرزا مرتضیٰ قلی (لگ بھگ ۱۱۸۲ھ/ ۱۷۶۸ع میں
راجا شتاب رائے حاکم عظیم آباد مشغولی ۱۱۸۷ھ کی قید میں
وفات پائی) قائم صفحہ ۱۴۱ -
۱۱۷۔ فراق ، معاصر ولی (فقیر اللہ آزاد کے ساتھ دہلی گئے تھے) قائم
صفحہ ۱۷ -
۱۱۸۔ فرحت ، شیخ فرحت اللہ ولد شیخ اسد اللہ (علی ابراہیم کا بیان
ہے کہ ۱۱۹۱ھ/ ۱۷۷۷ع میں بہ مقام مرشد آباد ان کا
انتقال ہوا) قائم صفحہ ۱۶۹ -
۱۱۹۔ فرخ ، میر فرخ علی ساکن قصبہ اناوہ (سپاہی پشہ اور قائم

کے معاصر) قائم صفحہ ۱۱۷ -

۱۲۰ - فضلی ، فضل الدین خان (مرزا ابو طالب اور عالم گیر کے ہم عصر) قاتل کا بیان ہے کہ یہ غازی الدین فیروز جنگ کی فوج میں ملازم تھے) میر صفحہ ۹۸ ، گردیزی صفحہ ۱۲۲ ، قائم صفحہ ۱۲ -

۱۲۱ - فطرت ، موسوی خان متخلص بہ معز ، فطرت و موسوی (متوفی ۱۱۰۱ھ/۹۰ - ۱۶۸۹ع) میر صفحہ ۴ ، قائم صفحہ ۲۸ -

۱۲۲ - فغان ، اشرف علی خان دہلوی (بقول میر ، شاگرد امید اور بقول مصحفی شاگرد علی قلی لدیم ، متوفی ۱۱۸۶ھ/۱۷۷۲ع) میر صفحہ ۴ ، گردیزی صفحہ ۱۲۱ ، قائم ۱۵۷ -

۱۲۳ - فقیر ، میر شمس الدین دہلوی (قیاساً ۱۱۸۳ھ/۱۷۶۹ع میں شہر قذافی سے شہر ہوئے) قائم صفحہ ۸۲ -

ق

۱۲۴ - قادر ، میر عبدالقادر حیدر آبادی : قائم صفحہ ۱۶ -

۱۲۵ - قادری ، سید جلیل قادری دکھنی : گردیزی صفحہ ۱۲۷ -

۱۲۶ - قاسم دکھنی ، شاگرد عزت : گردیزی صفحہ ۱۲۶ -

۱۲۷ - قاسم مرزا : میر صفحہ ۹۸ -

۱۲۸ - قائم ، شیخ قیام الدین چاند پوری (متوفی ۱۲۰۸ھ/

۹۴ - ۱۷۹۳ع) میر صفحہ ۱۲۲ ، گردیزی صفحہ ۱۲۳ ،

قائم صفحہ ۲۰۰ -

۱۲۹ - قادر شاہ جہان پوری (بقول میر 'اویاش وضع شخص ہیں ؛

کبھی کبھی شہر کے کوچہ و بازار میں نظر آجاتے ہیں')

۱ - شاہ فضل اللہ افقی بندی ، فضلی متخلص بہ اسر سید عطاء اللہ

اورنگ آبادی (لحمۃ الشعرا ، از افضل بیگ قاتل صفحہ ۱۳) -

۲ - قاسم دکھنی اور قاسم مرزا ، دونوں سے مراد غالباً (قائم کے)

ابوالقاسم متخلص بہ مرزا ہیں

- میر صفحہ ۱۴۷ ، گردیزی صفحہ ۱۲۶ ۔
- ۱۳۰ - قدرت ، شاہ قدرت اللہ دہلوی (پہلے اپنے ماموں میر شمس الدین فقیر سے تلمذ تھا ، پھر مرزا مظہر کے شاگرد ہوئے ؛ علی لطف کا بیان ہے کہ لک بھگ ۱۲۰۵ھ/۹۱ - ۱۷۹۰ع میں ان کا انتقال ہوا) میر صفحہ ۱۵۳ ، گردیزی صفحہ ۱۲۶ ، قائم صفحہ ۱۶۱ ۔
- قطب شاہ — ملاحظہ ہو 'عبد اللہ قطب شاہ' ۔
- ۱۳۱ - قلندر ، بدھ سنگھ — 'چوں شاگرد میرزا مظہر است اکثر اتفاق دیدنش ہم آہجا می افتد' — قائم صفحہ ۱۲۵ ۔

ک

- ۱۳۲ - کاشی ، لالہ کاشی ناتھ بٹالوی ، پسر نولہہ رائے پٹنکار ، معاصر میر و مرزا : قائم صفحہ ۱۶۳ ۔
- ۱۳۳ - کافر و جنوں ، میر علی نقی (پہلے 'جنوں' تخلص تھا پھر 'کافر' اختیار کیا - میر سے دلی ربط رکھتے تھے اور گردیزی سے بھی صاحب سلامت تھے) میر صفحہ ۱۳۸ ، گردیزی صفحہ ۱۲۹ ، قائم صفحہ ۱۸۶ ۔
- ۱۳۴ - کلیم ، میر محمد حسین دہلوی (میر کے قریبی عزیز — بہنوئی — اور معاصر تھے ، اپنے وقت کے اساتذہ میں ان کا شمار تھا) میر صفحہ ۴۲ ، گردیزی صفحہ ۱۲۷ ، قائم صفحہ ۱۱۳ ۔
- ۱۳۵ - کمترین (پسر خاں یا امیر خاں ٹام ، طرز ایہام کے دل دادہ تھے - قائم کے بیان کی روشنی میں ۱۱۶۸ھ/۱۷۵۳ع میں ان کا سال وفات ہونا چاہیے) میر صفحہ ۱۴۶ ، گردیزی صفحہ ۱۲۹ ، قائم صفحہ ۷۹ ۔

-
- ۱ - نجمین ترقی اردو سے شائع شدہ تذکروں مثلاً تذکرہ میر و گردیزی میں ان کا نام میر علی نقی ہے ، جب کہ تذکرہ ہائے قائم اور قاسم وغیرہ میں میر علی نقی درج ہے ۔

گ

- ۱۳۶۔ گرامی، مرزا گرامی خاں عبدالغنی بیگ قبول (متوال)
۱۱۵۶/۵۳۷ع) میر صفحہ ۸، قائم صفحہ ۷۸۔

ل

- ۱۳۷۔ لسان، میر کلیم اللہ—چندے میری رفاقت میں رہے، عین
عننوان جوانی میں وحلت کی—گردیزی صفحہ ۱۳۰۔
۱۳۸۔ لطفی، لطف علی دکھنی: میر صفحہ ۱۰۰، قائم صفحہ ۱۶۔

م

- ۱۳۹۔ مائل، میان مہدی شاہ جہاں آبادی (پہلے قدرت دہلوی کے
شاگرد تھے، پھر قائم چاند پوری سے اصلاح لینے لگے؛
گلزار ابراہیم کی تالیف کے وقت مرشد آباد میں سکونت رکھتے
تھے۔ سرور اور قاسم انہیں مرحوم لکھتے ہیں) قائم
صفحہ ۱۷۸۔
محبوب—————ملاحظہ ہو غلام حیدر۔

- ۱۴۰۔ محسن، محمد محسن خاں محمد حسن (خان آرزو کی ہمشیرہ کے
ہونے اور میر کے بھتیجے اور شاگرد؛ نکات الشعرا کی تالیف
کے وقت ان کی عمر ایسے سال تھی؛ قاسم انہیں مرحوم
لکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ خان آرزو کے انتقال کے بعد
ان کی املاک پر یہی قابض ہو گئے تھے) میر صفحہ ۱۳۹،
گردیزی صفحہ ۱۳۸، قائم صفحہ ۱۵۳۔
۱۴۱۔ محقق دکھنی: قائم صفحہ ۲۰۔

- ۱۴۲۔ محمد میر متخلص بہ میر و سوز (میر اور گردیزی نے ان کا
تخلص میر قرار دیا ہے اور قائم نے 'سوز'۔ قائم نے اس بات
کی صراحت کی ہے کہ چلے ان کا تخلص 'میر' تھا، اب بدل
لیا ہے، گویا تخلص کی یہ تبدیلی ۶۷-۱۱۶۶ھ میں عمل
میں آئی ہوگی؛ سال وفات ۱۲۱۳ھ/۹۹-۱۷۹۸ع ہے)
میر صفحہ ۱۵۰، گردیزی صفحہ ۱۳۸، قائم صفحہ ۱۳۱۔

۱۴۳ - محمود دکنوی (فخری اور فیروز کے ہم عصر تھے ، ابن نشاطی نے 'پہول بن' میں ان کی استاد کی اعتراف کیا ہے) میں صفحہ ۹۹ ، قائم صفحہ ۱۹ -

۱۴۴ - مختص ، رائے اند رام دہلوی ، شاگرد بیدل و آرزو (متوفی ۱۰۶۸/۵۱ - ۱۷۵۰ ع) میں صفحہ ۸ ، قائم ۶۸ -

۱۴۵ - مختص ، مرزا محمد حسین شاہجہاں آبادی (طبقة دوم سے تعلق ہے 'مغز نکلت' کی تالیف کے وقت دہلی میں مقیم تھے) قائم صفحہ ۵۵ -

۱۴۶ - مرزا ، ابوالقاسم حیدر آبادی (سلطان ابوالحسن تانا شاہ کے مقرب اور معاصر) قائم صفحہ ۱۱ -

۱۴۷ - مرزا ، محمد زمیل شاہجہاں آبادی ، معاصر آبرو : گردیزی صفحہ ۱۳۶ -

۱۴۸ - مضمون ، شرف الدین ، معاصر آبرو و ناجی (متوفی ۱۱۱۳ھ/ ۳۵ - ۱۷۳۳ ع) میں صفحہ ۱۴ ، گردیزی صفحہ ۱۳۴ ، قائم صفحہ ۵۲ -

۱۴۹ - منظر ، مرزا جان جاناں شاہجہاں آبادی (متوفی ۱۱۱۵ھ/ ۸۱ - ۱۷۸۱ ع) میں صفحہ ۵ ، گردیزی صفحہ ۱۳۱ ، قائم صفحہ ۸۳ -

معز - ملاحظہ ہو 'نظرت' -

۱۵۰ - ملک : میں صفحہ ۱۰۰ -

۱۵۱ - ممتاز ، حافظ فضل علی دہلوی (سودا سے تلمذ تھا : قائم کو ان سے خاص تعلق خاطر تھا : علی ابراہیم نے ان کی منوی 'در تعریف لائھی' کے کچھ اشعار بھی نقل کیے ہیں) قائم صفحہ ۱۸۲ -

۱۵۲ - منت ، میر قمر الدین (فارسی میں فقیر سے اور اردو میں قائم سے تلمذ تھا : سال وفات ۱۲۰۸ھ/ ۱۷۹۳ - ۱۷۹۳ ع ہے) قائم صفحہ ۱۹۸ -

۱۵۳ - منعم (قائم چاند پوری کے بڑے بھائی کا مختص جو ناجی کے

دوست تھی) قائم صفحہ ۴۶ -

۱۵۴ - موزوں ، نواب خواجہ امجد علی خان ذوالفقار الدولہ ، صوبہ دار برہان پور (سید عبدالولی عزلت کے معتقدین میں تھے) میر صفحہ ۱۰۶ ، گردیزی صفحہ ۱۳۷ -

۱۵۵ - موزوں ، میر رحم علی شاہ جہاں آبادی (گردیزی کے احباب میں تھے) گردیزی صفحہ ۱۴۰ -

موسوی — — ملاحظہ ہو 'فطرت'

۱۵۶ - سہریان خان متخلص بہ رلد (نواب احمد خان بنگش کے دیوان تھے سودا اور میر سوز ان ہی کی دعوت پر فرخ آباد گئے تھے - مصحفی لکھتے ہیں کہ ایک دن مرزا قتیل کے ہمراہ میں ان سے ملنے گیا تھا ، لکھنؤ کے محلہ رستم نگر میں مکان تھا ، وہیں پر ان کا انتقال ہوا) قائم صفحہ ۲۰۰ -

۱۵۷ - میر کھاسی دہلوی (سید محمد تقی نام ، تقی قنصل ، دہلی کے محلہ مغل پورہ میں سکونت تھی ؛ میر کے دوست اور ہم عصر) میر صفحہ ۱۴۹ ، گردیزی صفحہ ۱۳۰ ، قائم صفحہ ۱۶۷ -

۱۵۸ - میر ، محمد تقی اکبر آبادی (متوفی ۱۲۲۵ھ/۱۸۱۰ع) میر صفحہ ۱۵۴ ، گردیزی صفحہ ۱۳۷ ، قائم صفحہ ۱۲۱ -

میر میراں — — ملاحظہ ہو 'بہید' -

۱۵۹ - میر بادی دہلوی (میر جواد علی خان نام ، متوفی ۱۲۱۵ھ/۱۸۰۰ع) قائم صفحہ ۱۷۰ -

ن

۱۶۰ - لاجی ، محمد شاکر (سال وفات قیاساً ۵۴ھ - ۱۱۵۳ھ/۳۱ - ۱۷۳۰ع ہے) میر صفحہ ۲۳ ، گردیزی صفحہ ۱۴۱ ، قائم صفحہ ۴۶ -

۱۶۱ - نادر دہلوی (قائم کے بیان کی روشنی میں سال وفات ۱۱۶۶ھ/۵۳ - ۱۷۵۲ع ہونا چاہیے) قائم صفحہ ۶۶ -

۱۶۲ - نثار ، میر عبدالرسول (میر کے دوست اور شاگرد ؛ قائم رقم طراز ہیں ؛ 'پیش ازیں در دہلی بہ سیاسی پیشگی می گذرانند ،

دریں ایام . . . بطرف امریہ رفت' - قاسم لکھتے ہیں :
 "اکبر آبادی الاصل ، جہاں آبادی المولد . . . ملتے است کہ
 این جہاں را خیر باد گفتہ" (میر صفحہ ۱۳۴ ، گردیزی
 صفحہ ۱۳۳ ، قائم صفحہ ۱۷۵ -

۱۶۳ - ندیم ، مرزا علی قلی شاہ جہاں آبادی (طبقتہ دوم کے شاعر
 ہیں ، "غزن لکات" کی تالیف کے وقت زندہ تھے اور قائم کے
 ساتھ شفقت سے پیش آئے تھے ؛ قاسم لکھتے ہیں کہ ان کا
 انتقال دہلی میں ہوا ، لیکن علی ابراہیم کا بیان — جو بعد
 از قیاس معلوم ہوتا ہے — یہ ہے کہ یہ مرشد آباد
 جا کر نواب میر جعفر کے ملازم ہو گئے تھے اور وہیں انتقال
 کیا) قائم صفحہ ۶۲ -

نظام — — ملاحظہ ہو "غازی الدین خاں عہد الملک"۔

۱۶۴ - نوری ، ملا نوری اعظم پوری ، معاصر ابوالحسن فیضی و
 شہنشاہ اکبر : قائم صفحہ ۷ -

۱۶۵ - نوری ، سید شجاع الدین گجراتی ثم حیدر آبادی ، معاصر
 ابوالحسن خان شاہ : قائم صفحہ ۴ -

و

۱۶۶ - وحشت ، میر ابوالحسن (طبقتہ سوم کے شاعر ہیں لیکن
 "غزن لکات" کی تالیف سے قبل انتقال کر چکے تھے)
 قائم صفحہ ۱۶۲ -

۱۶۷ - وفا ، لالہ نول رائے (راجا گلاب رائے دیوان محبوب الدولہ
 کے بہتھے اور قائم کے شاگرد ؛ طبقات سخن کے مؤلف
 شیخ غلام محی الدین قریشی متخلص بہ عشق و مبتلا میرٹھی
 نے بھی ان سے ملاقات کی تھی) قائم صفحہ ۱۸۸ -

۱۶۸ - ولی ، شاہ ولی اللہ (بقول میر اورنگ آبادی ، اور بقول قائم
 گجراتی ؛ متوفی ۱۱۱۹ھ/۱۷۰۷ع) میر صفحہ ۱۰۱ ،
 گردیزی صفحہ ۱۳۴ ، قائم صفحہ ۲۱ -

- ۱۶۹ - ہاتف یا ہاتفی ، ذکھنی : میر صفحہ ۱۰۱ ، قائم صفحہ ۲۱ -
 ہادی — ملاحظہ ہو 'میر ہادی' -
 ۱۷۰ - ہاشم ذکھنی : میر صفحہ ۱۰۱ ، قائم صفحہ ۲۱ -
 ۱۷۱ - ہدایت ، میاں ہدایت اللہ دہلوی (ان کا سن وفات ذکر ہے
 ۱۲۱۹ھ — جو زیادہ قرین قیاس ہے — اور شیخ نے ۱۲۱۵ھ
 بیان کیا ہے) میر صفحہ ۱۳۰ ، گردیزی صفحہ ۱۳۵ ،
 قائم صفحہ ۱۱۸ -
 ہمرنگ — ملاحظہ ہو 'بے رنگ' -

ی

- ۱۷۲ - یقین ، انعام اللہ خاں دہلوی خلیفہ شیخ اعظم الدین خاں مبارک
 جنگ ، شاگرد مرزا مظہر (متوفی ۱۱۶۹ھ/۵۶ - ۱۷۵۵ء ع)
 میر صفحہ ۸۱ ، گردیزی صفحہ ۱۳۶ ، قائم صفحہ ۱۳۴ -
 ۱۷۳ - یک دل ، میر عزت اللہ — "در زبان ہند شاہ بادشاہ بنظر
 می آید" — میر صفحہ ۱۵۳ -
 ۱۷۴ - یک رنگ ، مصطفیٰ خاں (معاصر آبرو اور شاگرد خان آرزو؛
 ۱۱۶۵ھ سے قبل وفات پا چکے تھے) میر صفحہ ۱۸ ،
 گردیزی صفحہ ۱۶۴ ، قائم صفحہ ۴۲ -
 ۱۷۵ - یک رو ، عبدالوہاب ، شاگرد آبرو : میر صفحہ ۷۹ ،
 گردیزی صفحہ ۱۶۶ -
 ۱۷۶ - یونس ، حکیم یونس : میر صفحہ ۱۰۶ -

کتابیات

مصادر کی مکمل فہرست کتابیات قائم ، جلد دوم کے آخر میں منسلک ہے ۔ تذکرے کی ترتیب میں اس فہرست میں شامل بیشتر مآخذ کے علاوہ مندرجہ ذیل کتب سے بھی رجوع کیا گیا ہے :

۱۔ 'ادبیات فارسی میں ہندوؤں کا حصہ' از ڈاکٹر سید عبداللہ ، دہلی ۱۹۴۲ع -

۲۔ 'پنجاب میں اردو' از پروفیسر حافظ محمود خان شیرانی (طبع سوم) مرتبہ ڈاکٹر وحید قریشی لاہور ۱۹۹۳ع -

۳۔ 'دکن میں اردو' از مولوی نصیر الدین ہاشمی (طبع پنجم) لاہور ۱۹۶۰ع -

۴۔ 'دیوان بیدار' مرتبہ جلیل احمد قدوائی ، الہ آباد ۱۹۳۷ع

۵۔ 'دیوان تابان' مرتبہ مولوی عبدالعق ، اورنگ آباد ۱۹۳۵ع

۶۔ 'دیوان درد' مرتبہ عبدالباری آسی (کراچی ایڈیشن) ۱۹۵۱ - نیز مرتبہ خلیل الرحمان داؤدی ، لاہور ۱۹۶۲ع -

۷۔ 'دیوان زادۂ حاتم' نسخۂ خطی مغزوند پنجاب یونیورسٹی لائبریری ، لاہور -

۸۔ 'دیوان عبداللہ قطب شاہ' مرتبہ مولوی سید محمد (سلسلہ) یوسفیہ نمبر ۹) حیدر آباد ، سن اشاعت ندارد -

۹۔ 'دیوان عزاب' مرتبہ عبدالرزاق قریشی ، بمبئی ۱۹۶۲ع -

۱۰۔ 'دیوان فغان' مرتبہ سید صباح الدین عبدالرحمن ، کراچی ۱۹۵۰ع -

۱۱۔ 'دیوان یقین' مرتبہ مرزا فرحت اللہ بیگ ، علی گڑھ ۱۹۳۰ع

۱۲۔ 'کلیات جعفر زلی' نسخۂ خطی مغزوند الدیا آفس لائبریری ، لندن -

- ۱۳ - 'کلیات سراج' مرتبہ عبدالقادر سروری، حیدر آباد ۱۳۵۷ھ۔
- ۱۴ - 'کلیات قائم' (دو جلدیں) مرتبہ اقتدا حسن، لاہور ۱۹۶۵ء ع
- ۱۵ - 'کلیات سلطان محمد قلی قطب شاہ' مرتبہ ڈاکٹر سید محی الدین قادری زور، حیدر آباد ۱۹۴۰ء ع۔
- ۱۶ - 'کلیات میر'، نول کشور ایڈیشن (طبع چہارم) کلکتہ ۱۹۰۷ء ع
- نیز مرتبہ ڈاکٹر عبادت بیگم، کراچی ۱۹۵۸ء ع۔
- ۱۷ - 'کلیات ولی' مرتبہ ڈاکٹر نورالحسن، ہاشمی (طبع سوم) کراچی ۱۹۵۴ء ع۔
- ۱۸ - 'سباح' مجموعہ مقالات ڈاکٹر سید عبدالقادر، لاہور ۱۹۶۵ء ع۔
- ۱۹ - 'مرزا مظہر جان جاناں' از عبدالرزاق فریدی، بمبئی ۱۹۶۱ء ع
- ۲۰ - 'مقالات حافظ محمود شیرانی' مرتبہ مظہر محمود خان شیرانی (جلد اول و دوم) لاہور ۱۹۶۶ء ع۔
- ۲۱ - 'میر تقی میر—حیات اور شاعری' از خواجہ احمد فاروقی، دہلی ۱۹۵۳ء ع۔

22 - Catalogue of the Arabic, Persian and Hindustani Manuscripts of the Libraries of the King of Oudh, compiled by A. Sprenger, Vol. I, containing Persian and Hindustani poetry, Calcutta 1854.

اشاريه متن و تعليقات

۱ - اشخاص

۲ - مقامات

۳ - كتب و رسائل

وغيره

۴ - السنه

۵ - متفرقات

۱ - اشخاص

الف

- ارادت خان — فلیپر الدولہ
 آرام ، رائے برجم ناتھ ۱۸۳
 آرزو ، سراج الدین علی خان ۳۳ -
 ۳۶ ، ۳۲ ، ۵۷ ، ۶۳ ، ۶۸
 ۱۲۱ ، ۱۳۳ ، ۱۵۳
 — تذکرہ مجمع النفائس اور
 'سراج النفائس'
 ارون (پٹری) — لیٹر مغلز
 آزاد بلگرامی — تذکرہ سرو آزاد
 آزاد ، قنبر اللہ ۱۷ - ۱۸
 اسد یار خان (اسد الدولہ) —
 انسان
 اشتیاق ، شاہ ولی اللہ ۳۵ - ۳۶ ،
 ۱۳۳
 اشرف علی خان — سفقان
 آشنا (زین العابدین عرف میر نواب)
 ۱۸۵ - ۱۸۳
 اصالت خان ، نواب ۱۱۶
 آصف جاہ (نظام الملک) ۷۶ ،
 ۷۷
 اظہر الدین خان ، شیخ ۱۳۳
 اعتماد الدولہ ، نواب (قمر الدین
 خان نصرت جنگ) ۶۸ ، ۷۸
- آبرو ، شاہ مبارک ۳۳ - ۳۲ ،
 ۵۵ ، ۵۸ ، ۵۹ ، ۶۰ ، ۶۱
 — مثنوی در باب تعلیم - الخ
 ابن العربی ، شیخ الاکبر
 محی الدین ۱۱۳
 — 'قصص الحکم'
 ابوالحسن — تانا شاہ
 ابوالحسن — وحشت
 ابوالعلی عقیقی ۱۱۳
 ابوالقاسم — سرزا
 ابوالعالی ، میر ۲۲
 احسن ، احسن اللہ ۵۵
 — 'دیوان'
 احسن اللہ — بیان
 احمد خان (نواب امیر الاسرا
 غالب جنگ) ۲۰۰
 احمد شاہ (ہادشاہ) ۷۹ ، ۸۲ ،
 ۱۱۸ ، ۱۳۸ ، ۱۵۷ ، ۱۵۹ ،
 ۱۷۲
 احمد شاہ ابدالی ۶۸
 احمد فاروق ، خواجہ ۱۳۲
 احمد گجراتی ۱۸ - ۱۹

ب

- باقر ، میر — حزیں
 بدھ سنگھ — قشدر
 بدیع الدین مدار ، شاہ ۱۶۹
 برہان الدین — عاسمی
 برہان الدین ، مولوی ۷۲
 بسمل ۱۶۵ - ۱۶۶
 بشن ناتھ ، رائے ۱۸۳
 بتدرائیں — راقم
 بہادر شاہ ، شاہ عالم (اول) ۱۰۱
 ۳۳ ، ۵۲
 بہار ، ٹیکہ چند ۶۴ - ۶۵
 — 'بہار عجم'
 بھاگ متی ۱۵
 بہزاد ۸۸
 بھہد ، میر — میراں سید نوازش
 خان ۱۷۴
 بیان ، خواجہ احسن اللہ ۱۲۶ -
 ۱۳۱
 بیتاب ، مستوکیہ رائے ۱۶۴ -
 ۱۶۸
 بیتاب ، محمد اسماعیل ۵۹
 بیدار ، میان بھدی ۱۶۷
 — 'دیوان'
 بیدل ، میرزا عبدالقادر ۲۱ ، ۲۳ -
 ۲۴ ، ۳۱ ، ۳۲
 بے جگر (خیراتی لعل) — تذکرہ
 بے رنگ — ہم رنگ

- اعتاد الدولہ ، لواب (میر)
 نظام الدین خان ۶۸
 اعظم ، شاہ محمد اعظم ۲۹ - ۳۰
 آفتاب رائے — رسوا
 افضل ، محمد افضل ۸ - ۹
 — 'مثنوی بکٹ کہانی'
 افضل الدین خان — فضلی
 اکبر (مہد اکبری) ۵
 اکرام چغتائی ، محمد ۲۲ ، ۳۴
 اکرم ، خواجہ اکرم ۱۷۶ -
 ۱۷۷
 الحسین ، حضرت ابی عبداللہ ۹
 ۶۲
 امید ، قزلباش خان (محمد رضا)
 ۷۵ - ۷۶
 — 'ادیوان فارسی'
 امیر خان (ثانی) — انجام
 امیر خان — گمترین
 انتظام الدولہ خان خاتون —
 اعتاد الدولہ (ثانی)
 انجام ، عبدالملک امیر خان ۶۰
 ۷۶ ، ۷۷ - ۷۸
 انسان ، اسد یار خان (عرف میر
 جگنو) ۷۶ - ۷۷
 انعام اللہ خان — یقین
 اند رام (تند رام) — مخلص
 ایاز ۱۱۱ ، ۱۹۱

جعفر ، میر جعفر (ژٹلی) ۳۰ -

۱۷۶۲

— 'شاہ نامہ' اور 'کلیات'

جعفر علی خاں — زکی

جلیل احمد قدوائی ۱۶۷

جم (جمشید) ۹۵

جنوں — کافی

جواد علی خاں ، میر — ہادی

جولان ، میان رمضان ۱۶۵

جیون مل — عشاق

ج

جن قلچ خاں — آصف جاہ (اول)

ح

حاتم ، محمد حاتم (شاہ ظہور الدین)

۶۰ - ۶۱ ، ۶۳

— 'دیوان زادہ' ، 'کلیات' اور

'مثنوی در تعریف قلیان'

حزین ، میر باقر ۱۳۰ - ۱۳۱

حسن ، میان محمد ۱۵۳

حسن علی — شوق

حشمت ، محترم علی خاں ۶۷ -

۶۸

حشمت ، محمد علی ۶۵ - ۶۷ ،

۱۹۹

حمید الدین خاں فیض محمد ۳۳ ،

حمید الدین خاں ، دختر ۳۲

حیرت ، مراد علی ۱۹۸ ، ۱۹۹

ے نوا (مناسی) ۵۸ - ۵۹

— 'مخمس'

پ

یا کیا ز ، میر مکیوں ۶۱ - ۶۲

پریم ناتھ — آرام

پیام ، شرف الدین علی ۵۶ - ۵۷

پیر خاں — کمترین

ت

تاہان ، میر عبدالحی ۶۶ ، ۱۳۵ -

۱۳۸ ، ۱۷۷

— 'دیوان'

تانا شاہ ، سلطان ابوالحسن ۱۰ ،

۱۱ ، ۱۳ ، ۱۵

تہجد ، میر عبد اللہ ۱۷۳

تہسین — روڑی ۵

تقی ، سید محمد تقی (میر گھاسی)

۱۶۷

تمکین ، صلاح الدین ۱۳۳ - ۱۳۵

ٹ

ٹیک چند — چار

ث

ثائب ، شہاب الدین ۶۱

ج

جادو ناتھ سرکار — زوال سلطنت

مغلہ

جان جاناں ، میرزا — مظہر

رحمت خان ، حافظ ۶۶

رستم ۴۰

رسوا ، آفتاب رائے ۱۶۸ - ۱۶۹

رمضانی ، میاں — جولائی

رند ، نواب سہربان خان ۱۳۳ ،

۲۰۰

روح اللہ خان (اول) ۶۳

روحی ۱۳

ز

زار ، مغل بیگ ۱۷۸

زکی ، جعفر علی خان ۶۳ - ۶۴

— 'مثنوی'

زینب النساء ، شہزادی ۵۲

زینت النساء ، شہزادی ۵۲

زین العابدین ، میر — آشنا

س

سادات خان (فرخ سیری) ۸۲

سادات خان (ثانی) ۸۲

سامان ، میر ناصر ۵۷

سیہ کرن ۵۸

سجاد ، میر سجاد ۶۶ - ۷۲

— 'دیوان'

سده رائے ، لالہ ۱۱۸

سراج اورنگ آبادی ۲۰

سراج الدین علی خان — آرزو

سرور (نواب اعظم الدولہ) —

تذکرہ مجموعہ منتخبہ

خ

خاکیار ، میر محمد یار ۱۳۲ -

۱۳۳

— تذکرہ معشوق چہل سالہ خود

خان چہان لودھی ۴۲

خسرو ، حضرت امیر ۵ - ۷

خسرو (ہروی) ۱۱۸ ، ۱۳۶

خواجہ احرار (عبد اللہ) ۶۵

خواجہ میر — درد

خوش وقت رائے — شاداب

د

دانا ، فضل علی ۷۲ - ۷۳

درد ، خواجہ میر ۱۰۲ - ۱۱۲ ،

۱۱۶ ، ۱۱۸ ، ۱۲۱ ، ۱۵۴

— 'دیوان' اور رسالہ 'واردات'

درد ، کرم اللہ خان ۱۱۶ - ۱۱۷

درد مند ، محمد فقیہ ۱۳۳ - ۱۳۴

— 'ساقی قلم'

دلاور خان — ہم رنگ

ذ

ذکا ، خوب چند — تذکرہ

عبار الشعرا

ر

رافت ، مہر علی ۱۶ - ۱۷

راقم ، لالہ پندراپن ۱۳۹ - ۱۵۴

رائے سنگھ — عاقل

ش

سعادت ، میر سعادت علی ۳۳ -

۳۵

سعادت ، سید ۱۷۲

سعادت خان ۶۶

سعدی (شیرازی) ۵۳

— 'ہوستان'

سعدی (شیرازی ، کاکوروی یا

ہندی) ۵ - ۶

سکسینہ ، رام بابو — تاریخ ادب

اردو

سلام ، نجم الدین ۱۶۳

سلیان (شاہ) ۷۳ ، ۷۷ ، ۷۸ - ۱۷۸

ستونکہ رائے — بیتاب

سودا ، میرزا رفیع (ملک الشعرا)

۱۱ ، ۸۶ - ۱۰۲ ، ۱۲۱ ،

۱۳۱ ، ۱۳۲ ، ۱۳۳ ، ۱۳۹

۱۵۲ ، ۱۵۳ ، ۱۷۱ ، ۱۸۶

۱۹۹ ، ۲۰۰

— 'دیوان' ، 'قصائد' اور 'کلیات'

سوز ، محمد میر ۱۳۱ - ۱۳۲ ،

۲۰۰

— 'دیوان'

سیکرن — سبھ کرن

سید ، میر یادگار علی ۱۸۵ -

۱۸۶

سیف الدولہ (خلف نواب سادات

خان) ۸۲

شاداب ، لالہ خوش وقت رائے

۱۸۷

شاغل ۱۶۶

شاگر ، محمد شاگر ۱۹۹

شاہ جہان (بادشاہ) ۵۶

شاہ عالم (ثانی) ۱۳۳

شاہ کمال ، میان ۶۱

شاہ مبارک — آبرو

شاہ ولایت ، حضرت ۳۳

شاہی ، شاہ قلی خان ۱۵

شباب رائے ، راجا ۱۳۱

شجاع الدین — نوری

شرف الدین — مضمون

شرف الدین علی — پیام

شفاء ، حکیم یار علی ۶۷

شفیع ، میرزا ۸۶

شفیق — تذکرہ چمنستان شعرا

شکر گنج ، حضرت شیخ فرید ۵۲

شمس الدین ، میر — فقیر

شمس اللہ قادری ، حکیم ۵ ، ۲۳

— 'اردوئے قدیم'

شوق ، قدوس اللہ — تذکرہ

طبقات الشعرا

شوق ، میر حسن علی ۱۳۳ ،

۱۳۵

شہاب الدین — تائب

ع

- عارف ، محمد عارف (رفوگر) ۱۶۵
 عاصمی ، خواجہ ، برہان الدین ۶۵
 عاقل ، رائے سنگھ ۱۷۱
 عالم گیر (بادشاہ) ۲۲ ، ۲۸ ، ۳۰
 عالم گیر ثانی (شہزادہ عزیز الدین)
 ۷۹ ، ۸۲ ، ۱۳۸
 عبادت ہریلوی (ڈاکٹر) ۱۲۲
 عبدالحی ، مولوی ۱ ، ۱۳۶
 عبدالحی ، میر — تاباں
 عبدالرزاق قریشی ۱۲۶ ، ۱۷۲
 عبدالرسول ، میر — نثار
 عبدالعزیز ، شیخ ۱۶۱
 عبدالقادر ، میرزا — بیدل
 عبدالولی ، میر — عزلت
 عبد اللہ — تجرد
 عبد اللہ خاں ۶۶
 عرفی (شیرازی) ۳۱
 عزلت ، میر عبدالولی (سورنی)
 ۱۷۲ - ۱۷۳ ، ۱۷۴
 — ’پہاؤ‘ اور ’دیوان‘
 عزیز الدین (شہزادہ) — عالم گیر
 ثانی
 عزیز اللہ سورنی ، شاہ ۱۷۲
 عشاق ، جیون مل ۱۶۷ - ۱۶۸
 عشق و مبتلا میرٹھی — تذکرہ
 طبقات سخن

شہاب الدین سہروردی ، شیخ

۱۶

- شیخ چاند (مرحوم) ۱۱ ، ۱۳۳
 شیرانی ، حافظ محمود ۷ ، ۸ ، ۳۳ ، ۵۸
 — ’پنجاب میں اردو‘ اور مقالات
 شیرانی ، مظہر محمود ۵۸
 شیریں ۸۸ ، ۱۱۸
 شیفہ ، مصطفیٰ خاں — تذکرہ
 گلشن بے خار

ص

- صباح الدین عبدالرحمان ، سید ۱۵۹
 صفدر جنگ (نواب) ۸۲ ، ۱۶۳
 صلاحات خاں ذوالفقار جنگ —
 سادات خاں (ثانی)
 صلاح الدین — ممکن
 صمصام الدولہ (ثانی) ۸۲

ض

- ضیاء ، میر ضیاء (ضیاء الدین)
 ۱۶۰ - ۱۶۱ -

ط

- طالب ، میرزا ابوظحاب ۱۰ -
 ۱۱ ، ۱۲ ، ۲۰ -
 — ’پہاؤ‘

ظ

- ظہوری ۳۱
 ظہیر الدولہ (ارادت خاں) ۱۲۱

عشق الله ، شاه ۱۶۱

عشقی (شیخ وجیه الدین) —

تذکره عشقی

عطا ، خواجہ عطا ، ۳

علی ابراہیم — تذکرہ گلزار ابراہیم

علی تقی ، میر — کافر

علی قلی ، میرزا — ندیم

علی لطف — تذکرہ گلشن ہند

علی محمد خان افغان (روہیلہ) ۶۶

علیم ۱۳

عمدۃ الملک ، لوہاب — انجم

عنایت اللہ خان کشمیری ، لوہاب

۱۳۵ ، ۱۴۰

غ

غازی الدین خان — نظام

غلام حیدر — مجذوب

غوثی ، محمد غوث ۱۳

ف

فخری ۱۹ ، ۲۰

فدوی ، محمد حسن ۵۹ - ۶۰

فراق ، میرزا مرتضیٰ قلی ۱۳۱ ،

۱۳۲

فراق ۱۷ - ۱۸

فرحت ، فرحت اللہ ۱۶۹ - ۱۷۰

فرحت اللہ بیگ ، مرزا ۳۴ ، ۱۳۵

فرخ ، میر فرخ علی ۱۱۷ - ۱۱۸

فرخ سیر (بادشاہ) ۴۰

فردوس آرام گاہ — محمد شاہ

فریاد ۷۰ ، ۸۶ ، ۸۸ ، ۹۰ ،

۱۱۸ ، ۱۲۷ ، ۱۳۹ ، ۱۵۵

۱۵۶ ، ۱۶۲

فضل علی (حافظ) — ممتاز

فضلی ، فضل الدین خان ۱۲

— 'مثنوی در تعریف حسن شاہزادہ'

فطرت ، موسوی خان (معز و

موسوی) ۲۸ - ۲۹

— 'دیوان'

فغان ، اشرف علی خان (کوہ)

خان) ۱۲۶ ، ۱۵۷ - ۱۶۰

— 'دیوان'

فقیر ، میر شمس الدین ۸۲ - ۸۳

فقیر مؤلف — قائم

فقیر اللہ — آزاد

فیض اللہ خان (نواب) ۶۶

فیضی ، ابوالفیض ۷ ، ۸

— 'مثنوی لل و دین'

ق

قادر ، میر عبدالقادر ۱۶

قاسم — تذکرہ مجموعہ 'فخر

قاضی مظہر (خلیفہ شاہ مدار) ۱۶۹

قائم ، محمد قیام الدین (علی) ۲ ، ۳ ،

۵ ، ۱۱ ، ۲۰ ، ۲۳ ، ۲۴ ،

۳۴ ، ۳۵ ، ۳۳ ، ۳۵ ،

۳۶ ، ۵۳ ، ۵۷ ، ۵۹ ،

۶۰ ، ۶۲ ، ۶۲ ، ۶۵ ،

کام بخش (شاہ زادہ) ۳۱
 کرم اللہ خان — دود
 کلیم ، چچ حسین ۱۱۳ - ۱۱۶
 — 'دیوان'
 کم ترین (پیرخان یا امیر خان)
 ۷۹ - ۸۰
 — 'شہر آشوب'
 کوہ کے خان — فغان
 کوہ کن — فرہاد

گ

گرامی ، میرزا گرامی ۷۸ - ۷۹
 گردیزی — تذکرہ رشتہ گویان
 گلاب رائے ، راجہ ۱۸۸
 کاشن ، شیخ سعد اللہ ۲۲ ، ۲۳

ل

لعفی ، لطف علی ۱۶
 لیلولی ۱۳۵ ، ۱۹۵

م

مانی ۳۸ ، ۸۸
 مائل ، میان چندی ۱۴۸ - ۱۸۲
 میذوب ، میان لعلام حیدر ۱۸۶
 مجنوں — قیس

مخشم علی خان — محشمت

محسن ، محسن علی — تذکرہ
 سراپا سخن

محسن ، چچ محسن ۱۵۳ - ۱۵۷

۶۶ ، ۶۷ ، ۷۳ ، ۷۶ ، ۷۶
 ۸۹ ، ۱۰۳ ، ۱۱۳ ، ۱۱۳
 ۱۱۶ ، ۱۱۹ ، ۱۳۱ ، ۱۳۱
 ۱۳۹ ، ۱۶۱ ، ۱۶۲ ، ۱۶۷
 ۱۷۱ ، ۱۷۳ ، ۱۷۶ ، ۱۸۳
 ۱۸۶ ، ۱۸۷ ، ۱۸۸ ، ۱۹۸
 ۱۹۸ ، ۱۹۹ ، ۲۰۰ ، ۲۰۵
 — 'بیاض' ، 'تذکرہ' اور
 'کلیات'

قبول ، عبدالغنی بیگ ۷۸

قنوت ، شاہ قنوت اللہ ۱۶۱ -
 ۱۶۲ ، ۱۷۸

قزلباش خان — امید

قطب شاہ ، سلطان چچ قلی ۱۵
 قطب شاہ ، سلطان عبداللہ ۳۳ ، ۳۴

قطب الدین ، مولانا ۱۳

قطب الدین علی خان ۶۶

قلندر ، بدھ سنگھ ۱۲۵ - ۱۲۶

قمر الدین — منت

قیام الدین (علی) ، چچ — قائم

قیس (مجنوں) ۳۶ ، ۸۶ ، ۹۰

۱۱۳ ، ۱۳۷ ، ۱۳۹

۱۳۵ ، ۱۵۵ ، ۱۵۶

۱۶۲ ، ۱۷۲ ، ۱۹۵

ک

کاشی ، لالہ کاشی ناتھ ۱۶۳

کافر ، میر علی تقی (مجنوں)

۱۸۶ - ۱۸۷

- محقق ۲۰ - ۲۱
 محمد اسماعیل - بیتاب
 محمد اعظم ، شاہ زادہ ۵۲
 محمد تقی - میر
 محمد حسین - کلیم
 محمد حسین ، میرزا - غلام
 محمد شاکر - ناجی
 محمد شاہ (بادشاہ) ۳۳ ، ۵۷ ، ۵۸
 ۶۰ ، ۶۳ ، ۶۸ ، ۷۶ ، ۷۷
 ۷۹ ، ۷۷
 محمد شاہ ، میر - بیاض
 محمد علی - حشمت
 محمد غوث ، حضرت ۳۳
 محمد فقید - دردمند
 محمد محسن - فدوی
 محمد معظم ، شاہزادہ - بہادر شاہ
 محمد میر - سوز
 محمد ناصر ، خواجہ (عنداسپ) ۱۰۳
 محمد یار - خاکسار
 محمد یار خان ۱۸
 محمود (سلطان) ۱۹ ، ۱۱۱ ، ۱۹۱
 محمد غلام ، راجا تند رام (تند رام)
 ۶۸ - ۶۹ ، ۷۸
 - 'مفرتلہ'
 مراد علی - حیرت
 مرتضیٰ خان (سفیر والہ ایران)
 ۱۷۳
 مرتضیٰ علی - فراق
 ۱۷۳
 مرزا ، ابوالقاسم ۱۱ - ۱۲
 مصحفی - تذکرہ ہندی
 مصطفیٰ خان - یک رنگ
 مضمون ، شرف الدین ۵۲ - ۵۵ ،
 ۵۹ ، ۶۰
 مظہر ، میرزا جان جالان ۸۳ -
 ۸۵ ، ۱۲۵ ، ۱۳۳
 معتد خان ، نواب ۱۷۳
 معز - قطرت
 مغل بیگ - زار
 ممتازہ حافظ فضل علی ۱۸۲ - ۱۸۳
 منت ، قمر الدین ۱۹۸
 منصور (خلعاج) ۷۷
 منعم (محمد منعم ؟) ۳۶
 موسوی خان - قطرت
 مہربان خان - روند
 مہر علی - رافت
 میر باقی ۶۷
 میر حسن - تذکرہ شعراے اردو
 میر گھاسی - تقی
 میر محمدی - بیدار
 میر مکھن - پاکباز
 میر میراں - بہید
 میر ، میر محمد تقی ۱۲۱ - ۱۲۵ ،
 ۱۳۱ ، ۱۳۲ ، ۱۶۷ ، ۱۷۳
 ۱۷۸
 - تذکرہ نکات الشعرا اور
 'کاپات'
 محقق ۲۰ - ۲۱
 محمد اسماعیل - بیتاب
 محمد اعظم ، شاہ زادہ ۵۲
 محمد تقی - میر
 محمد حسین - کلیم
 محمد حسین ، میرزا - غلام
 محمد شاکر - ناجی
 محمد شاہ (بادشاہ) ۳۳ ، ۵۷ ، ۵۸
 ۶۰ ، ۶۳ ، ۶۸ ، ۷۶ ، ۷۷
 ۷۹ ، ۷۷
 محمد شاہ ، میر - بیاض
 محمد علی - حشمت
 محمد غوث ، حضرت ۳۳
 محمد فقید - دردمند
 محمد محسن - فدوی
 محمد معظم ، شاہزادہ - بہادر شاہ
 محمد میر - سوز
 محمد ناصر ، خواجہ (عنداسپ) ۱۰۳
 محمد یار - خاکسار
 محمد یار خان ۱۸
 محمود (سلطان) ۱۹ ، ۱۱۱ ، ۱۹۱
 محمد غلام ، راجا تند رام (تند رام)
 ۶۸ - ۶۹ ، ۷۸
 - 'مفرتلہ'
 مراد علی - حیرت
 مرتضیٰ خان (سفیر والہ ایران)
 ۱۷۳
 مرتضیٰ علی - فراق
 ۱۷۳

نوری ، ملا ۷ - ۸
نوری ، شجاع الدین ۱۳ - ۱۵
نولہ رائے ، لالہ - وفا
نولندہ رائے (پیشکار) ۱۶۳

و

وجیہ الدین گجراتی ، شاہ ۲۱
وحشت ، میر ابوالحسن ۱۶۲ -
۱۶۳
وزیر خان ، نواب (حکیم علیم الدین
انصاری) ۵۶
وفا ، لالہ نولہ رائے ۱۸۸ - ۱۹۳
ولی ، شاہ ولی اللہ (گجراتی) ۱۹۸ ،
۱۹ - ۲۱ - ۲۸
— 'دیوان' اور 'کلیات'
ولی اللہ ، شاہ - اشتیاق

ہ

ہاتف ۱۰ ، ۲۱
ہادی ، میر ہادی (جواد علی خان)
۱۵۰ - ۱۵۱
— 'دیوان'

ہاشم ۲۱

ہدایت، میان 'ہدایت اللہ' ۱۱۸ - ۱۲۰
ہمرنگ ، دلاور خان ۱۶۶ - ۱۶۷
— 'دیوان' اور 'فرہنگ'
بیچ مدان (مؤلف) - قائم

ی

یادگار علی - سید

میر ناصر - سامان
میرزا احمد - احمد شاہ بادشاہ
میرزا رفیع - سودا

ن

ناجی ، محمد شاکر ۳۶ - ۵۲
نادر ۶۹
ناگر مل ، راجا ۱۲۱
نثار ، میر عبدالرسول ۱۷۵ -
۱۷۶
نثار احمد فاروقی ۵
نجم الدین - سلام
نجیب الدولہ (امیر الاسرا نواب)
۱۸۸
ندیم ، میرزا علی قلی ۶۲ - ۶۳
نظام ، عہاد الملک غازی الدین خان
(میر شہاب الدین) ۷۹ ، ۸۲
۱۳۸ - ۱۳۹ ، ۱۵۹ ، ۱۷۰ ،
۲۰۰
نظام الدین خان - اعتدال الدولہ (ثانی)
نعمت اللہ ولی ، شاہ ۷
نعمت اللہ خان (اولی) ۶۳
نعمت اللہ خان (ثانی) ۶۳
نند رام ، راجا (نند رام) - مخلص
نند نرائن ، لالہ - واقف
نور الحسن ہاشمی (ڈاکٹر) ۲۳
نور ہائی (طوائف) ۷۵

ایسیا کے کوچک ۵

ب

بٹالہ ۱۶۳

بھنور ۱۹۹

بدخشان ۳۸

بریلہ — بٹلہ

بٹلہ ۱۰، ۱۳۴

بمبئی ۱۲۶، ۱۷۲

بنکالہ ۱۳۱، ۱۵۷

بہادر پور (میوات) ۱۸۵

بہادر پورہ (دہلی) ۶۵

بھاگ نگر — حیدرآباد

پ

پارس — ایران

پانی پت ۸

پٹنہ — عظیم آباد

پٹنہ — پٹنہ

پنجاب ۵۶، ۱۷۱

پنجاب یونیورسٹی لائبریری (لاہور)

۳۳

پورب ۱۶۳

ت

تلہر (خلع شاہ جہان پور) ۱۳۱

ج

جاجیو، جاجنو، جاجو ۵۲

جولپور ۵۷

یار علی، حکیم — شفا

یقین، انعام اللہ خان ۸۳، ۱۳۳، ۱۳۴

۱۳۳ - ۱۳۴

— 'دیوان'

بکتا — تذکرہ دستور انصاف

بک دل — ہمرنگ

بک رنگ، مصطفیٰ خان ۳۲ -

۳۳، ۵۹، ۶۲، ۱۶۶

— 'دیوان'

یوسف علی خان — تذکرہ

۲ - مقامات

الف

اٹاوہ ۱۱۷

احمد آباد (گجرات) ۲۲

اعظم پور ۷

اعظم پور، پانچہ ۱۹۹

اکبر آباد ۵۲، ۵۶، ۷۶، ۱۷۱

۱۲۱، ۱۳۰، ۱۶۷

آگرہ — اکبر آباد

الہ آباد ۷۶، ۷۷، ۱۶۷

امروہ، ۳۳، ۱۷۵

انڈیا انس لائبریری (لندن) ۱، ۲

۳۱

اورنگ آباد ۱، ۱۰، ۲۰، ۲۱

۱۳۶

ایران ۷۷، ۸۲، ۱۲۶، ۱۳۱

۱۷۳

جہان آباد—شاہ جہان آباد
جہانچھائی ۸

سولی پت ۱۹۸
سپرک (سرپنڈ) ۵۶ ، ۶۸ ،

۱۳۴

سیام—سنام
سید حسن رسول کما ، مزار (دہلی)

۳۴

سیوہارہ ۶۱

ش

شام ۵ ، ۲۰۰

شاہ جہان آباد ۱۱ ، ۱۸ ، ۲۲ ،

۳۴ ، ۳۶ ، ۵۵ ، ۵۶ ،

۵۷ ، ۵۸ ، ۵۹ ، ۶۰ ،

۶۲ ، ۶۵ ، ۶۷ ، ۶۹ ،

۷۲ ، ۷۳ ، ۷۴ ، ۷۶ ، ۷۷ ،

۷۹ ، ۸۳ ، ۱۱۳ ، ۱۱۸ ،

۱۲۱ ، ۱۲۶ ، ۱۳۲ ،

۱۳۳ ، ۱۳۰ ، ۱۳۵ ،

۱۵۰ ، ۱۵۷ ، ۱۷۲ ،

۱۷۵ ، ۱۷۸ ، ۲۰۰

ع

عبدالله گنج ۱۱

عظیم آباد (پٹنہ) ۵ ، ۱۵۱ ،

۱۵۹ ، ۱۵۷

علی گڑھ ۱۳۵

ف

فرخ آباد ۲۰۰

فرید آباد ۱۷۷

ج

چاند پور ۱۸۷ ، ۱۹۹ ، ۲۰۰

چھتہ کوشک (دہلی) ۱۶۱

ح

حسن پور (ضلع مرادآباد) ۱۹۹

حیدرآباد (دکن) ۱۱ ، ۱۳ ،

۱۴ ، ۱۵ ، ۱۶ ، ۱۷ ،

۱۷۲ ، ۱۷۶

د

دارالخلافت—شاہ جہان آباد

دریائے جم (جمنا) ۵۲

دکن ، دکنین ۹ ، ۱۳ ، ۱۶ ،

۱۹ ، ۲۰ ، ۲۱ ، ۲۲ ،

۲۸ ، ۱۵۰ ، ۱۷۳

دلی ، دہلی—شاہ جہان آباد

دھام پور (مرادآباد) ۶۶

زینت المساجد (دہلی) ۵۲

ر

روم (ملک) ۲۰۰

س

سنام ۵۸

سندیلہ ۲۹

سورب ۱۷۲

سومناٹ ۵

ق

قاہرہ ۱۱۳

قدم شریف (دہلی) ۱۳۲

قصر شیریں ۱۳۶

قلعہ بادشاہ (دہلی) ۷۸

قندھار ۶۶

ک

کاشغر ۵

کا کوری ۵

کالی ۱۳۸

کٹھور ۱۲۲

کراچی ۱۲۲، ۱۵۹

کشمیر، کشمیر ۶۶، ۷۸

کھٹہ ۵۸، ۱۸۹

کوئٹہ، فیروز شاہ (دہلی) ۳۵

۶۹

گ

گجرات ۱۵، ۱۳، ۱۸، ۲۱

گنگ (دریائے گنگا) ۱۸۸

گولکنڈہ ۱۰

ل

لاہور ۸، ۵۶، ۵۸

لکھنؤ ۵، ۳۳، ۸۶، ۱۲۱

۱۷۷

لندن ۱

م

مانوہور (سرہند) ۶۸

منہرا ۱۳۹

مراد آباد ۲۹، ۶۶، ۱۹۸

۱۹۹

مرشد آباد ۱۳۳، ۱۶۱

مسجد جامع بادشاہی (دہلی) ۵۸

مسجد وزیر خان (لاہور) ۵۶

مصر ۵، ۱۵۵

مکہ (مغلطہ) ۵

میسوپوٹیمیا ۵

میوات ۱۸۵

ن

ہند، ہندوستان ۲، ۵، ۱۰

۱۱، ۱۲، ۱۵، ۲۱، ۷۳

۷۷، ۸۳، ۱۲۶، ۱۳۱

۱۵۷

ی

بین ۱۱۲، ۱۳۳

۳ - کتب، رسائل

مقالات و منظومات

الف

اردو کے قدیم (قادری) ۵

تذکرہ صحف ابراہیم (علی ابراہیم)

۱۳۳

تذکرہ طبقات الشعرا (نور)

۱۴۰

تذکرہ طبقات سخن (عشق میرٹھی)

۱۸۸

تذکرہ عشق ۸۸

تذکرہ عمدہ منتخبہ (سرور) ۴۴

۱۵۰، ۷۹، ۷۳، ۵۵

تذکرہ عیار الشعرا (ذکا) ۱۱۸

۱۸۸، ۱۴۳

تذکرہ گلزار ابراہیم (علی ابراہیم)

۱۹۸، ۱۸۸، ۱۶۷، ۱۳۳

تذکرہ گلشن بے خار (شیفتہ) ۱۱۸

۱۴۰

تذکرہ گلشن ہند (علی لطف)

۱۷۱، ۱۷۷

تذکرہ مجمع النفائس (آرزو) ۵۷

۶۷

تذکرہ مجموعۂ لغز (قاسم) ۳۴

۷۷، ۷۹، ۸۳، ۱۱۹

۱۲۰، ۱۶۶، ۱۷۰، ۱۷۳

۱۸۶

تذکرہ مخزن نکلت (قائم) ۱، ۲

۵۵، ۱۳۳، ۱۷۳، ۱۷۷

۱۷۶، ۱۸۶، ۱۹۹

تذکرہ معشوق چہل سالۂ خود

(خاکسار) ۱۳۳

ب

بکث قصۂ الفضل جہنجاوی

مثنوی بکث کہانی

بوستان سعدی ۵، ۶

بہار عجم (لغت) ۶۳

بیاض ابو طالب، طالب ۲۰

بیاض قائم (مخزن نکلت) ۲، ۱۷۱

۱۷۶

بیاض میر عبدالولی، عزالت ۷۳

بیاض میر محمد شاہ ۲۱

پ

پنجاب میں اردو (شیرانی) ۷، ۸

ت

تاریخ ادب اردو (سکسینہ) ۱۰

تذکرہ بے جگر (غیرانی لعل)

۳۳، ۱۸۸

تذکرہ چمنستان شعرا (شفیق)

۱۹۸، ۱۹۹

تذکرہ دستورالقصاحت (بکثا) ۷۷

تذکرہ رختہ گویان (گردیزی)

۱۷۳، ۱۸۳

تذکرہ سراپا سخن (محسن) ۱۸۸

تذکرہ سرو آزاد (آزاد بلگرامی)

۲۲، ۷۷، ۷۸

تذکرہ شعراے اردو (میر حسن)

۱۶۷، ۱۸۶، ۱۸۸

تذکرۃ نکات الشعرا (میر) ۱۲۳

۱۶۰، ۱۷۳، ۱۷۴

تذکرۃ ہندی (مصحفی) ۱۹۸

تذکرۃ یوسف علی خان ۱۳۳

د

دیوان احسن اللہ احسن ۵۵

دیوان قزلباش خان امید (فارسی)

۷۵

دیوان میر مجدی بیدار ۱۶۷

دیوان تاپان ۵۲، ۵۶، ۶۶

۱۳۸، ۱۳۶

دیوان درد ۱۰۳، ۱۰۳ تا

۱۱۲

دیوان زادۃ حاتم ۶۰، ۶۳

دیوان سجاد ۷۰

دیوان سودا ۸۹

دیوان عزالت ۱۷۲، ۱۷۳

دیوان موسوی خان فطرت ۲۸

دیوان نغان ۱۵۹، ۱۶۰

دیوان کلیم ۱۱۳

دیوان میر سوڑ ۱۳۲

دیوان ولی ۲۳، ۲۳

دیوان بادی ۱۷۰

دیوان ہمرنگ ۱۶۶

دیوان یقین ۱۳۵ تا ۱۴۰

دیوان یک رنگ ۳۲

ر

رسالہ اردو (اورنگ آباد) ۳۴،

۱۳۴

رسالہ اردو مے معلیٰ (دہلی) ۱۳۲

رسالہ اردو نامہ (کراچی) ۵،

۲۲

رسالہ معاصر (بٹہ) ۵

رسالہ نقوش (لاہور) ۵۶

رسالہ نیا دور (لکھنؤ) ۵

رسالہ واردات یعنی 'صحیفہ واردات'

(میر درد) ۱۰۲، ۱۰۳

ز

زوال سلطنت مغلیہ (سرکلی) ۶۶،

۷۹

س

ساقی نامہ درد مند ۱۳۴

سراج اللغات (آرزو) ۶۳

سفر نامہ 'مخلص' ۵۶، ۶۸

ش

شاہ نامہ جعفر زلی ۳۱

شہر آشوب کمتربین ۷۹

ف

فرہنگ ہمرنگ ۱۶۶

فصوص الحکم (ابن العربی) ۱۱۳

مثنوی در تعریف حسن شاہزادہ

(فضلی) ۱۲

مثنوی در تعریف قلیان

(زکی و حاتم) ۶۳

مثنوی تل و ذمن (فیضی) ۷

مجد شاہ کے عہد میں پنجابی جنت

فروغیوں کے فساد پر بے نوا

مناسی کا خمس (شیرانی)

— قصہ بلوائے کفشی دوزان

خمس بے نوا — قصہ بلوائے

کفشی دوزان

مرزا مظہر جان جاناں (عبدالرزاق

قریشی) ۱۲۶

مقالات حافظ محمود شیرانی ۸

۵۸

و

ولی گجراتی اور شاہ سعد اللہ کلشن

(اکرام چغتائی) ۲۲

۴ - السنہ

الف

اردو سے معلیٰ ، محاورہ ۸۱

اردو ، مردم ۱۶۸

اردو (زبان) ۱۳۲

ب

بھا کا ، بھا کھا (ہندی بھاشا) ۱۸

ق

قصہ بلوائے کفشی دوزان (بے نوا)

۵۸

قصیدہ رزمیہ "بہار و بھر ہیکران

(سودا) ۸۶

قصیدہ کوہ دو لیکر (سودا) ۸۶

قصیدہ تضحیک روزگار (سودا)

۸۶

ک

کلیات جعفر زلی ۳۱

کلیات حاتم ۶۰

کلیات سودا ۸۷ تا ۱۰۱ ، ۱۰۱

۱۵۲

کلیات قائم ۱۱ ، ۶۳ ، ۱۳۹

۱۶۲ ، ۱۹۹

کلیات میر ۱۲۲ تا ۱۲۳

کلیات ولی ۲۲ تا ۲۸

گ

گزشتہ ضلع بجنور ۱۹۹

گزشتہ ضلع مراد آباد ۱۹۹

ل

لیٹر مغلز (ارون) ۵۸

م

مثنوی ہکتہ گہائی (افضل) ۸

مثنوی در باب تعلیم آرائش خوبان

روزگار (آبرو) ۳۳

ف

قارسی ۷ ۱۳ ۲۲ ۲۹

۳۵ ۵۶ ۶۳ ۶۳

۶۷ ۶۸ ۷۵ ۷۶

۷۸ ۸۱ ۸۳ ۱۰۳

۱۱۸ ۱۳۳ ۱۳۱

۱۴۹ ۱۶۸ ۱۸۳

۱۹۹

۵

پندی — پهاکا

۵ - متفرقات

ایهام (تلاش لفظ تازه) ۳۳ ۵۳

۵۵ ۷۰

خاله مؤلف (پمسایه فقیر ۷ پندہ

خالہ ۷ فقیر خالہ) ۱۱۸

۱۲۲ ۱۶۶ ۱۸۵

عموے مرزا سودا (عم بزرگوار

حضرت میرزا صاحب) ۱۱

مراختہ (بروزن مشاعرہ) ۱۱۶

۱۶۹

والد مؤلف (والد فقیر مؤلف) ۲۱

ح

حرف پند (اردو ۷ پندی) ۱۶۷

۵

دکھنی (زبان دکھن) ۳۳ ۹

۷

ریختہ ۲ ۶ ۸ ۹ ۱۳

۱۳ ۱۹ ۲۲ ۲۳ ۲۹

۳۰ ۳۳ ۳۴ ۳۵ ۴۳

۴۵ ۴۶ ۴۷ ۵۳ ۵۷

۶۰ ۶۲ ۶۳ ۶۴ ۶۵

۶۷ ۶۸ ۷۵ ۷۶ ۷۷

۷۹ ۸۱ ۸۳ ۸۳

۱۰۳ ۱۱۳ ۱۱۸

۱۳۱ ۱۳۹ ۱۶۵

۱۶۷ ۱۶۸ ۱۷۱

۱۷۶ ۱۸۳ ۱۸۵

۱۸۷ ۱۸۸ ۱۹۹

۲۰۰

ز

زبان منل (فارسی) ۸۱

ص

سنسکرت ۱۸

صحت نامہ اغلاط

قارئین سے التماس ہے کہ مطالعہ کرنے سے پہلے ان اغلاط کی تصحیح فرمائیے

صفحہ	متن	سطر	غلط	صحیح
۲	کتاب	۳	کتاب	کتاب
۲	نرمالیدہ	۵	نرمالیدہ	نرمالیدہ
۳	از	۲	از	از
۴	بدلیہ	۹	بدلیہ	بدلیہ
۴	بسا بقہ	۱۳	بسا بقہ	بسا بقہ
۴	بر بدلیہ	۱۵	بر بدلیہ	بر بدلیہ
۱۰	کاؤ کاؤ	۶	کاؤ کاؤ	کاؤ کاؤ
۱۱	از بعد	۴	از بعد	کہ بعد
۱۳	است	۳	است	زیست
۱۵	خریدہ	۱۰	خریدہ	خریدہ
۱۶	ذیل حاشیہ نمبر ۵ منسوخ -			
۲۰	مرقوم	۱۳	مرقوم	مرقوم
۳۲	این کہ	۴	این کہ	اینک
۳۷	مزاج	۳	مزاج	مزاج
۵۱	انہا	۵	انہا	از این ہا
۵۲	چمن چون	۸	چمن چون	جون
۵۳	بال طبیعی	۳	بال طبیعی	یہ اجل طبیعی
۶۲	گزر	۸	گزر	گزر
۶۲	گواہ عدل	۱۱	گواہ عدل	گواہ عادل

بادشاہی اوست *** بادشاہی در	۷۰	۷۱
سلامت در عہدہ اوست		
عہدہ دارد ! ... سلامت		
ولایت ولایت زا	۷۳	۷۴
(کذا) اور متعلقہ حاشیہ منسوخ -	۷۳	۷۴
'شہید مرحوم' سے بادشاہ فرخ سیر		
مراد ہیں - مفہوم یہ ہے کہ		
ایک ۱۱۳۳ء میں آیا جو فرخ سیر		
'شہید مرحوم' کی تخت نشینی کا		
پہلا سال ہے -		
ہی معنی ہی تعینی	۷۸	۷۹
می بردلڈ می برلڈ	۸۱	۸۲
می نمایڈ می پابند	۸۱	۸۲
سینہ ریش سینہ ریش	۸۳	۸۴
نقاوہ نقادہ	۸۶	۸۷
کنور کنور	۱۰۲	۱۰۳
میہ ہستی میہ ہستی	۱۰۲	۱۰۳
'مہار' منسوخ -	۱۱۶	۱۱۷
نہاد - ازوست نہاد اوست	۱۱۸	۱۱۹
استفادہ آگاہی استفادہ و آگاہی	۱۲۲	۱۲۳
از قدیم از قدیم	۱۳۱	۱۳۲
استغانیہ آگاہی استغانیہ و آگاہی	۱۳۳	۱۳۴
'سخن' منسوخ	۱۳۴	۱۳۵
خوش خوشی	۱۳۴	۱۳۵
فسون فسون	۱۳۶	۱۳۷
می توان می گفت می توان گفت	۱۳۹	۱۴۰
ژلد تا این ژلدش ازین	۱۵۰	۱۵۱
ہا رتیم مرگیم	۱۵۳	۱۵۴

بوہچنا	۱	۱۵۵
گروہ - عاجز	۱۴	۱۶۵
زلفان سید ستم	۶	۱۶۹
رسیدہ و سودای		
دود معنرین		
بسر	۳	۱۷۶
نثر ، بسر (کذا)		
تاریخ اس کتاب	۱۲	۱۷۶
کی میں نے کی		
جب تلاش		
نے کی تلاش		
متوازی	۹	۱۷۷
پاش	۳	۱۸۷
(ہیولای)	۵	۱۹۸
ہیولای		
ذیلی حاشیہ نمبر ۲ منسوخ -		۲۰۰